



ہزار حکیما

(تاویلی انسائیکلو پیڈیا)

پروفیسر عبدالعزیز

عبدالرحمن رضا، عبدالرزاق رضا، عبدالغنی رضا، عبدالغنی رضا

(ستارہ امتیاز)

لہذا حکمت

(ٹاویلی انسائیکلو پیڈیا)

یکے از تصنیفات

پروفیسر عبدالرشید

عبدالرحمن بن عبدالمطلب

(ستارہ امتیاز)

دانشگاہ خانہ حکمت پاکستان

INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISBN 190344042-4

**Published by:
International Book House Gilgit**

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خداوندِ قدوس کا پُر حکمت ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ طِبَّاً یَّابِئَہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا سَلَامًا (۵۶:۳۳) بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی (یعنی محمد و آل محمد) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور (ان کے فرمان کو) ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔

سورۃ احزاب ہی میں قبلایہ ارشاد بھی ہے: وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوات (درود) بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو (لا علمی کی) تاریکیوں سے (علم و حکمت کی) روشنی کی طرف نکال لائے، اور وہ مومنوں پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے (۳۳:۴۳)۔ پس ان دونوں حکمت انگین آیتوں کا مربوط مطلب یہ ہے: یا اللہ محمد و آل محمد کے وسیلے سے اہل ایمان پر درود نازل فرما، جس کا تو نے قرآن حکیم میں ذکر فرمایا ہے تاکہ سب کو نور یقین نصیب ہو، آمین!

آدم و حوا کی لغزش: عقل و جان، ہی عالمِ شخصی کے آدم و حوا ہیں، جن کے اسرارِ معرفت کے جاننے میں بے شمار فائدے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے: فَازَلَّہُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْہَا (۳۶:۲) پھر پھسلا دیا ان دونوں کو شیطان نے۔ یعنی آدم و حوا عقل و جان، بہشتِ روحانیت میں خصوصی ذکر کے قدموں سے چلتے ہوئے سیر و سیاحت کر رہے تھے کہ شیطان نے ان کے قدموں کو لغزش دی، اس کے معنی یہ ہیں کہ اسمِ اعظم

کے ذکر میں مداخلت کی، اور وہ مہیسل گئے، کیونکہ یہاں عنہا (اُس سے) اسمِ اعظم کے لئے ہے۔

عالمِ شخصی کی معرفت میں انبیا و اولیا (آئمہ) علیہم السلام کی معرفت ہے اور اسی میں حضرت رب العزت کی معرفت ہے جو کنزِ ازل ہے، اگر آپ اس خزینۃ الخزان کے حقیقی طلبگار ہیں تو خود شناسی کے طریق سے قرآن حکیم کی حکمت میں داخل ہو جائیں، جیسا کہ اس عمل کا حق ہے، ورنہ آج پہلے سے کہیں زیادہ مشکلات ہیں، جبکہ یہ زمانہ دورِ قیامت ہے، جس میں تاویلی حکمت کے بغیر دین و ایمان کو قائم رکھنا محال ہے، کیونکہ دُنیا میں ظاہری سائنس کا بہت بڑا طوفانی انقلاب آیا ہے، جس سے بڑے مشکل مسائل پیدا ہو گئے ہیں، مجھے یقین ہے کہ ان کا حل قرآنی حکمت (تاویل) میں ہے، جس کا اُتار ہمیشہ دُنیا میں موجود ہے، اور اُس سے پوچھنے کا خاص نظام و طریقہ بھی ہے۔

باطنی نعمتیں! اگر ہم خدا کی نعمتوں کے بارے میں کم از کم علم الیقین کی حد میں بھی غور نہیں کرتے ہیں تو بہت بڑی ناشکری اور ناقدری ہوگی، جیسا کہ سورۃ لقمان (۳۱: ۲) میں ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، اور تمام کردی ہیں اُس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ یہ ایک نمائندہ آیت کا ترجمہ ہے، لہذا اس میں سارے معانی جمع ہیں، کیونکہ آسمان و زمین اور ظاہر و باطن کا مطلب سب کچھ ہے، اور اس کے سوا کوئی چیز نہیں، الغرض قرآن پاک میں باطنی نعمتیں بڑی کثرت سے موجود ہیں، جو تاویلی حکمت کی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں، اور قرآن و حدیث میں بار بار حکمت کی تعریف آئی ہے۔

دعوتِ غور و فکر! اس حقیقت میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کوئی اختلاف ہو سکتا ہے کہ بہت سی آیاتِ کریمہ قرآن اور آفاق و انفس میں غور و فکر کی پُر زور دعوت دے رہی ہیں، یہاں تک کہ ایک آئیہ تشریفیہ میں یوں ارشاد ہوا ہے: **أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا** (۲۴: ۲۴) تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یاد ان کے، دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے ہیں؟ اسی وجہ سے پیر فرماتے ہیں کہ قفل ازل دل بردار و قرآن رہبر خود کن + تارہ شناسی و کشادہ شوذت در۔ تو اپنے دل سے تالا اٹھا اور قرآن کو اپنا رہنما بنا لے، تاکہ تو راہِ راست کو پہچان سکے اور تجھے (علم و حکمت کا) دروازہ کھل جائے۔

ہزار حکمت: اس کتابِ عزیز کا نام ”ہزار حکمت“ ہے، کیونکہ یہ محمد اللہ ہزار عظیم حکمتوں پر مشتمل ہے، اس کا نام قاموس الحکمة یا تاویلی انسانی کلو پیڈیا بھی ہو سکتا ہے یہ کام حقیقت میں اس بندہٴ حقیر کی ناپہیز کوشش کا نتیجہ اور ما حاصل نہیں، بلکہ میرے تمام فرشتہ صفت ساتھیوں کی پُرسوز کمریہ وزاری اور مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کا ایک خاص انعام ہے، اس کے علاوہ قانونِ یک حقیقت (مونوریاٹی) کے مطابق جملہ عزیزان میرے دل و جان میں اس طرح بس رہے ہیں کہ وہی عالم شخصی کے فرشتے میرے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔

أصولِ مطالعہ: اے عزیزِ من! اگر آپ اس کتاب کے مطالعے سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میری دوسری کتابوں کو بھی پڑھ لیں، اور ان سب میں جہاں جہاں قرآنِ پاک کے حوالہ جات درج ہیں، ان کے مطابق نہ صرف مَحْوَلہ آیاتِ مبارکہ ہی کو

بلکہ ماقبل اور مابعد کو بھی خوب غور سے دیکھ لیں آڈیو اور وڈیو دو قسم کے کمپیٹوں سے بھی کام لیں، اگر پھر بھی کوئی حکمت سمجھ میں نہیں آتی ہے تو ہمارے سینئر سکالرز سے پوچھ لیں، ان شاء اللہ تعالیٰ، آپ کی علمی اور روحانی ترقی ہوگی۔

میں ہمیشہ اپنے شاگردوں کو یہ مشورہ دیتا رہتا ہوں کہ وہ امام عالی مقام علیہ السلام کے ہر فرمانِ اقدس کو خوب غور سے پڑھا کریں، خصوصاً ان پر حکمت ارشادات کو جو روحانی ترقی سے متعلق ہیں، جن میں آسمانی عشق کی تعلیم ہے، جن میں روح دروہانیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور جو ارشادات خود شناسی اور خدا شناسی کے بارے میں ہیں۔

روحانی سائنس؛ اسائن چاہے مادی ہو یا روحانی، وہ فدا لئے واحد کے خزانے سے نازل کی جاتی ہے (۱۵: ۲۱) اس نئی منزل (اُترنے کی جگہ) بھی ایک ہی ہے، اور وہ ہے انسان کا دل و دماغ، پھر سائنس (حکمت) کے ظاہری اور باطنی دو شعبے ہوتے ہیں تاکہ جسم و جان دونوں کے لئے آسائش و راحت بہتیا ہو سکے، اگر سائنس جیسی عظیم نعمت صرف جسم ہی کے لئے مخصوص ہوتی، اور روح کے لئے کوئی سائنس نہ ہوتی تو یہ اس پر ظلم ہوتا، مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ روحانی راحت کی خاطر جو سائنس یا حکمت ہے وہ بڑی زبردست ہے۔

دونوں کا تقابلی جائزہ؛ جس طرح جسم اور روح کے درمیان آسمان زمین کا فرق ہے، اسی طرح مادی سائنس اور روحانی سائنس کے مابین فرق ہے، کیونکہ ظاہری سائنس صرف ایک علامت اور مثال ہے باطنی سائنس کی، یہ ایک عارضی اشارہ ہے اُس دائمی اور لازوال نعمت کی طرف، اور یہ ایک آرزو اور احساس ہے اُس مقصدِ عالی کے

حصول کے لئے، جیسے ہوائی جہاز ہر چند کہ سفر کے لئے ظاہراً بڑی اچھی چیز ہے، لیکن یہ اڑن طشتری جیسی چیز کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ اڑن طشتریاں روحانی سائنس کی پیداوار ہیں، میرا مقصد صرف یہی ایک تعارف نہیں، بلکہ میں نے پہلے ہی سے بہت کچھ کہا ہے اور لکھا ہے۔

عالمِ شخصی کے بعض انکشافات: (۱) ستاروں پر لطیف آدمی موجود ہیں (۲) اڑن طشتری دراصل کوکبی بدن (ASTRAL BODY) ہے، جس کو استعمال کر کے انسان ستاروں کی سیاحت کر سکے گا (۳) جس کو آپ ایک انسانی روح کہتے ہیں، وہ فی الحقیقت بے شمار روحوں کا مجموعہ ہوا کرتی ہے (۴) ایک ایسا اڑنے والا لطیف ذرہ دیکھا گیا ہے جو مادہ اور روح کا مرکب ہے (۵) جن و پری ایک ہی مخلوق اور ایک ہی قوم ہے (۶) جنم لطیف یا کوکبی بدن میں انسان کائنات کے کسی بھی ستارے پر آرام سے رہ سکتا ہے، کیونکہ یہ گرمی، سردی، خشکی اور تری سے بالاتر ہے (۷) گونا گون خوشبوؤں کی صورت میں لطیف غذائیں ہوا میں پوشیدہ موجود ہیں (۸) انائے علوی اور انائے سفلی کا تصور بڑا عجیب و غریب ہے (۹) آگے چل کر اقوامِ عالم کا حتمی اور کلی اتفاق ہونے والا ہے، پھر وہ سب ایک ہو جائیں گے (۱۰) اب عنقریب پہلے بڑی جنگ پھر چھوٹی چھوٹی جنگیں دنیا سے ختم ہو جانے والی ہیں (۱۱) روحانی سائنس کا دور آ رہا ہے (۱۲) جہاں مادّی سائنس کے بہت سے سمعی و بصری آلہ جات ہوتے ہیں، وہاں ان سب کی جگہ ایک ہی روحانی قوت کام کرے گی (۱۳) جب تک تسخیرِ ذات نہ ہو تسخیرِ کائنات نہ ہوگی (۱۴) جس طرح کوئی خاص کیڑا ایک وقت کے بعد پروانہ بن جاتا ہے، اسی طرح آدمی بھی ایک زمانے میں کثیف سے لطیف اور بشر سے ملک بن کر پروانہ کرنے والا ہے (۱۵) آدم و آدمی ہی خداوندِ تعالیٰ کا

وہ انتہائی عظیم اور واحد و یکتا کارخانہ قدرت ہے، جس میں خدا کے تمام عجائب و غرائب تیار ہوتے رہتے ہیں (۱۶۱)، کوئی بدن (یعنی لطیف نوری انسان)، گویا ایک ٹھنڈا شعلہ ہے وہ جسم عنصری سے بالا و برتر ہے۔

بورڈ آف گورنرز: اگرچہ یہ بورڈ لفظی لحاظ سے عام ہے، لیکن معنوی اعتبار سے خاص بلکہ بیمثال ہے، کہ اس جیسا بورڈ دنیا میں کہیں بھی نہیں، کیونکہ اس کے گورنرز وہ عالی ہمت مومنین و مومنات ہیں جو ایک ایسی لاشانی و غیر فانی مقدس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں کہ وہ تمام اعلیٰ خدمات کی بادشاہ (ملکہ) ہے، وہ ہے بتدریج قرآنی حکمت کو ہر جگہ پھیلانے کا انتہائی عظیم کارنامہ، اور دنیا میں اس کا کوئی مقابلہ ہے، می نہیں یہی حکمت روحانی سائنس بھی ہے اور علم امام بھی، پس ہمارے گورنرز کتنے خوش نصیب اور عالی قدر ہیں۔

علمی لشکر: حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں اب لوہے کی ذوالفقار سے نہیں، بلکہ علم و حکمت کی ذوالفقار سے جنگ کروں گا۔ چونکہ اب دور قیامت اور زمانہ تاویل ہے، لہذا حضرت امام ظاہراً و باطناً جہالت کے خلاف تاویلی جنگ کر رہا ہے، اور وہ اپنے علمی لشکر کو بھی دعوت دے رہا ہے کہ وہ ضروری اور لازمی طور پر تاویلی جنگ میں شریک ہو جائیں۔"

عملداران و ارکان: میں خانہ حکمت، ادارہ عارف، اور بی۔ آر۔ اے کے تمام عملداران و ارکان کو (جو شرق و غرب میں ہیں)، ایسا مشتاقانہ اور مہجانبانہ سلام کرنا چاہتا

ہوں کہ اس میں مونوریا لٹی کے جملہ اعلیٰ معانی مرکوز ہوں، کیونکہ آج ہمیں اور ہمارے ادارے کو جو ترقی نصیب ہوئی ہے وہ ان سب کی دم قدم کی برکت سے ہے، ان شاء اللہ، ان کے لئے اسرارِ معرفت منکشف ہو جائیں گے، اور خداوندِ قدّوس اپنی رحمت بے نہایت سے ان کو دنیا و عقبیٰ میں نوازے گا، ان کو نسل در نسل امامِ اقدس و اطہر کی علمی خدمت سے البتہ رکھے گا، آمین!

ISW

سَرَابِیْل = گرتے: | یعنی ایسے اجسام لطیف جو فلکی اور معجزاتی ہیں، جن کو نہ تو گرمی، سردی، خشکی، اور تری سے کوئی مزاحمت ہو سکتی ہے، اور نہ ہی کوئی جنگ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہے، خواہ وہ ایٹمی وار کیوں نہ ہو، یہ کائناتی لباسِ بموجبِ ارشادِ قرآنی (۱۶: ۸۱) اہل ایمان کے لئے خاص ہیں، اسی لباس کا ایک اور نام دُفُّ ہے (۱۶: ۵)، ہمارے عزیزوں کے پاس علمِ الیقین کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، اس لئے وہ اس راز سے بھی آگاہ ہیں کہ یہ معجزانہ گرتے یعنی انسانِ کامل کے حیا کل منزلِ عزرائیلی اور مرتبہ عقل پر بنتے ہیں، یہاں اس عجیب و غریب حکمت کو بھی یاد رکھیں کہ حد و دین کی ایک مثال قرآنِ حکیم میں حلال چوپایوں سے دی گئی ہے (۱۶: ۵)۔

Knowledge for a unit

عالمِ خلقی اور عالمِ امری: | سورۃ اعراف (۷: ۵۴) میں ارشاد ہے :
اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ مَتَبَرکَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ خرد دار ہو! (عالمِ خلق اسی کا ہے اور عالمِ امر اسی کا ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار۔ یعنی خلقِ عالمِ جسمانی ہے، جس کی ہر چیز کچھ وقت کے بعد پیدا ہوتی ہے، اور امرِ عالمِ روحانی ہے، جہاں ہر شے امرئ (ہو جبکہ حکم) سے محسوس تاثیر کے بغیر وجود میں آتی ہے، پیدائش کے ان دونوں

طریقوں میں رحمت اور علم کی گونا گونی اور فراوانی ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کُن (ہو جا،) فرماتے یا صرف ارادہ فرماتے، بہر کیف خواستہ چیز وجود میں آتی ہے، یہاں یہ نکتہ دلپذیر بھی خوب یاد رہے کہ خداوند قدوس کا ہر حکم ”امر کُن“ ہی کی طرح ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ قادر مطلق اور فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (۱۶:۸۵) ہے، لہذا وہ جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو اس کی تعمیل عالم امر میں کسی تاخیر کے بغیر فوراً ہی ہو جاتی ہے، ہر چند کہ عالم خلق میں اس کے لئے وقت لگتا ہے۔

گنجینہ حدیثِ قدسی :- | ارشاد ہے: اے ابنِ آدم! میں نے تجھ کو ہمیشہ کے لئے پیدا کیا ہے، اور میں خود زندہ لافانی ہوں، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں، تاکہ میں تجھ کو ایسی حیات عطا کروں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اے ابنِ آدم! میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ کسی چیز کے لئے فرماؤں ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو یہ قدرت دوں کہ تو کسی چیز کے لئے کہے کُن (ہو جا،) اور وہ ہو جائے گی (اسی کتاب میں ملاحظہ ہو: حقی۔ بحوالہ رسائلِ اخوان الصفا، جلد اول، الرسالة التاسعة ص ۲۹۸)۔

بھری ہوئی کشتی :- | سورہ یاسین (۳۶:۳۱) میں ارشاد ہے: وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ۔ ظاہری ترجمہ: اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔ باطنی ترجمہ: اور ان کے لئے یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ ہم نے ان کے ذراتِ روح کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر

دیا۔ کسی کی نسل یا اولاد ماضی میں نہیں بلکہ حال اور مستقبل میں ہوتی ہے، لہذا یہاں یہ کہنا درست ہے کہ ذریت سے ذراتِ روح مراد ہیں جو خدا کے حکم سے حضرت نوح علیہ السلام کی روحانی کشتی میں سوار تھے، اور اس میں بھی ایک بہت بڑا راز ہے۔

اے نورِ عینِ من! آپ حقیقی علم کے مدارج میں بلند سے بلند تر ہو کر اس سرِ عظیم کا یقین کامل حاصل کر لیں کہ آپ اپنی انائے علوی میں ہمیشہ اصل سے واصل بھی ہیں، اور اتائے سفلی سے دنیا میں بھی آئے ہیں، چنانچہ جب آپ خدا کی رحمت سے بحرِ علم پر کشتی اور کشتیبان کو دیکھیں گے تو آپ پر یہ رازِ معرفت بندرت کج منکشف ہو جائے گا کہ صاحبِ کشتی نفسِ واحدہ ہے جس میں سب ہیں، اور اس معنی میں یہ بھری ہوئی کشتی ہے، یعنی کشتی میں جو پاک ہستی ہے وہ ہر طرح سے کامل و مکمل اور اناہکے علوی سے مملو ہے، پس فلکِ مشحون میں سوار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو یقین آیا کہ آپ پہلے ہی سے اُس میں ہیں۔

تختِ بیاکشتی؟ | قرآن حکیم اور عالمِ شخصی کی معرفت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا ارضی تخت (عرش) پانی پر تھا، ہے، اور ہوگا (۱۱: ۷۷) یہی مثالی تخت یقیناً کشتی بھی ہے، اور ایسی قرآنی مثالوں میں ہمارے علم و عمل کی زبردست آزمائش ہے، اور دوسری مثال کے مطابق خداوند قدوس کا عرش عالمِ علوی میں ہے، یاد رہے کہ دینِ حق کی آخری منزل (منزلِ مقصود) معرفت ہی ہے، معرفت دیدار کے بغیر نہیں، دیدار خود شناسی کے بغیر نہیں، خود شناسی روحانی سفر کے بغیر نہیں، روحانی سفر اسماءِ الحسنیٰ کے بغیر نہیں، اسماءِ الحسنیٰ رسولِ خدا کے برحق جانشین ہی کی تعلیم سے حاصل ہو سکتے ہیں، الحمد للہ رب العالمین۔ ن ن (حُبِّ علی) ہونزائی جمعرات ۳ جمادی الثانی، ۱۴۱۱ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کراچی

انتساب

بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ قیامت کا دور برکات و کرامات کا دور ہو گا اور اس میں علمی قحط دور ہو گا۔ الحمد للہ ہمارا زمانہ وہی بابرکت و باکرامت زمانہ ہے، جس طرح دنیوی علم میں روز بروز ترقی ہوتی جا رہی ہے اس سے کہیں زیادہ روحانی اور قیامتی علم میں ترقی ہوتی جا رہی ہے۔ اس مقدس علم کو پھیلانے میں بہت سے مخلص اور جان نثار مومنین و مومنات نے گونا گون قربانیاں دی ہیں۔ ان ہی مومنین و مومنات میں جماعت مومنہ کا مقام نہایت ممتاز اور بلند ہے۔ اسی جماعت میں سے ایک سربراہ اور وہ خاندان جناب قاسم علی وزیر مومن کا ہے۔ جناب قاسم علی اور آپ کی شریکہ حیات محترمہ لاڈلی بانی قاسم علی مومن نہایت ہی خوش نصیب ہیں کہ آپ دونوں کی نیک بخت اولاد سب کی سب علم امامت و قیامت کی ترقی و ترویج کی بے لوث خدمت میں شب و روز لگی ہوئی ہے۔ آپ کا خاندان دانش گاہ خانہ حکمت کی جان کی طرح ہے۔ آپ کی اولاد میں عزیز غلام مصطفیٰ مومن جو کہ اس ادارے کے آئی۔ ایل جی اور فرسٹ انٹرنیشنل پریزیڈنٹ ہیں، کی خدمات دوسرے سربراہ اور وہ عزیزوں کی طرح خانہ حکمت کی تاریخ میں آب زر سے لکھی جائیں گی۔ دوسری خدمات کے علاوہ آپ نے اس سے پہلے بھی کئی ایک کتابوں کی طباعت و اشاعت کی سرپرستی کی ہے۔ اس مرتبہ آپ نے کتاب مستطاب ہزار حکمت کی طباعت و اشاعت کی سرپرستی کی ہے۔ کتاب مذکور قیامتی علم کا بیش بہا خزانہ ہے۔ ان شاء اللہ اس خدمت سے جماعت اور انسانیت کو بہت علمی فائدے حاصل ہوں گے، کتاب اہل کابیر انتساب آپ اور آپ کے بابرکت خاندان کے نام پر لکھا جاتا ہے:

عزیز غلام مصطفیٰ مومن ILG، پریزیڈنٹ BIG اور آپ کے خاندان کے افراد کے اسمائے گرامی:

والد المحترم: قاسم علی وزیر مومن، جماعتی مجالس میں ہوکھی اور کاٹریا، جماعتی والینٹیر اور ممبر آئین آباد ،
حیدرآباد ایجوکیشن بورڈ۔

والدہ محترمہ: لاڈچی بانی قاسم علی مومن، جماعتی والینٹیر

بیگم: ممتاز مومن ILG، ایچ۔ڈی۔

بیٹا: نعیم مومن ILG، ایل۔اے

آپ کے بھائی:

امیر علی مومن، ریجنس ایجوکیشن ٹیچر اور والینٹیر، بیگم: جمیدہ امیر علی مومن، جماعتی والینٹیر؛
بیٹی: صبا مومن؛ بیٹا: سلمان علی مومن، جماعتی والینٹیر؛ بیٹا: عاشق علی مومن، جماعتی والینٹیر
نور الدین مومن ILG، ایڈوائزر B.R.A، جماعتی والینٹیر؛ بیگم: الماس (ناہید) مومن ILG،

ایچ۔ڈی؛ جماعتی والینٹیر؛ بیٹا: زین العابدین مومن، ایل۔اے

ظاہر علی مومن، ILG، خزانچی BIG؛ بیگم: سارہ ظاہر علی مومن ILG، ایچ۔ڈی؛

بیٹا: اسد ظاہر علی مومن، ILG، ایل۔اے؛ بیٹا: سنان ظاہر علی مومن، ILG، ایل۔اے

آپ کی بہنیں:

زرینہ؛ شوہر: جعفر علی کریم علی؛ بیٹا: ابوذر جعفر علی؛ بیٹی: انیلہ سلمان؛ بیٹی: گل آفتاب علی؛

بیٹا: رحیم جعفر علی

زبیرہ؛ شوہر: لیاقت علی نور علی؛ بیٹی: صائمہ لیاقت علی؛ بیٹا: فرید لیاقت علی؛ بیٹا: ریحان

لیاقت علی

یاسمین؛ شوہر: مصطفیٰ علی ولی محمد؛ بیٹا: نعمان مصطفیٰ؛ بیٹا: سلمان مصطفیٰ

خداوند رب العزت جلد افراد خاندان کو سعادت دارین سے نوازے! آمین یا رب العالمین!

نصیر الدین نصیر (حسب علی) ہونٹانی (ایس آئی)، منگل ۱۴ جون ۲۰۰۵ء

خدمت ہزار حکمت

سورہ محمد کے اس ارشاد (۴۷: ۱۷) میں ہر گونہ دینی خدمت قدر و قیمت میں گویا آسمان پر اٹھالی گئی ہے، وہ ارشاد مبارک یہ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا۔ انسان ضعیف البنیان حتیٰ سبحانہ و تعالیٰ کے کسی کام میں مدد نہیں کر سکتا، لیکن یہ دینی خدمت کی بہت بڑی اہمیت کی دلیل ہے کہ خداوندِ قدوس نے نوازش فرمائی اور اپنے ہی غلاموں کی غلامی کو آنا بلند درجہ عطا کیا، اور اپنی طرف سے آسمانی اور روحانی مدد کے ساتھ ساتھ نیک کاموں میں ترقی دینے کا وعدہ فرمایا۔

اس قرآنی تعلیم سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ دینی خدمت بہت بڑی عبادت ہے، خصوصاً علمی خدمت کہ وہ ہمہ رس اور عالمگیر وسعتوں کی حامل ہے، اور جہالت و نادانی کے خلاف سب سے موثر جہاد ہے، کیا آپ غور نہیں کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیہ کرمیہ میں علمی جہاد کا اشارہ موجود ہے، جبکہ اس میں "نصرت" اور "ثابت قدمی" جیسی جتنی اصطلاحیں آئی ہیں، چنانچہ لفظ نصرت قرآن میں فتح سے پہلے بھی آیا ہے (۱۱: ۱۰) اور بعد میں بھی (۱۱: ۱۰) پس نصرت اللہ کی وہ مدد ہے جو آسمانی اور روحانی لشکر سے مومنین کو حاصل ہوتی ہے، اور ثابت قدمی لغزش کے بغیر آگے بڑھنے کو کہتے ہیں، اس کا مطلب ہے نیک کاموں میں خصوصاً علمی جہاد میں مستقل مزاجی سے ترقی کرنا۔

اَنْصَارُ اللّٰه = خدا کے مددگار! | سورۃ آل عمران (۳: ۵۲) میں دیکھ لیں: جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا ”کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟ حواریوں نے جواب دیا ”تم اللہ کے مددگار ہیں“ اَنْصَارُ اللّٰه (خدا کے مددگار) کتنا عالیشان ٹائٹل ہے، ایسے مومنین زمانہ نبوت میں بھی تھے، اور ہر امام کے بھی اَنْصَارُ ہوا کرتے ہیں، اس کا مطلب ہے فادین (خدمت کرنے والے) الغرض قرآن عزیز کی بہت سی آیات مقدسہ میں دینی خدمت کی تعریف آئی ہے، اور اس حقیقت میں کوئی شک و شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

سوال: اگر شیطان کا ایک نام مُضِلّ (گمراہ کرنے والا) ہے تو یہ کن لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کن کو گمراہ کر سکتا ہے؟ جواب: شیطان کا خاص حملہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو صراطِ مستقیم پر روانہ دوان ہوتے ہیں، لیکن وہ اس میں صرف کسی کمزور مومن کو پھسلا کر گمراہ کر سکتا ہے، جس کے پاس حقیقی علم نہ ہو، اور جو عالی ہمت مومنین علم حقیقت کے اسلحہ سے لیس ہیں، ان کے سامنے شیطان کا دامِ تزویر تارِ عنکبوت ہی کی طرح ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز میں علم ہے، سب سے پہلے خود قرآن کی ہر چیز میں زبردست علم ہے، یعنی قرآن پاک میں کوئی آیت یا کوئی کلمہ ایسا نہیں، جس کے معنی میں علم و حکمت کے عجائب و غرائب پنہان نہ ہوں، مثال کے طور پر لفظ لغت کے مختلف صیغے قرآن میں ۴۱ بار آئے ہیں، مجھے یقین کامل ہے کہ ان مقامات میں کہیں بھی یہ حکم نہیں کہ تم شیطان یا کسی اور مخلوق پر لغت بھجو، کیونکہ لغت دراصل دوری کے معنی میں ہے، جیسے اللعین (دور کرنے والا) اُس ڈراوے کو کہتے ہیں جو فصل سے پرندوں کو ڈور کرنے کی غرض سے کھیت میں قائم کیا جاتا ہے، جس کو انگریزی میں (SCARECROW) کا

نام دیا گیا، یہ چیز بُرود شسکی میں غم قلی اور تُرکی میں غم قلی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت الہی سے دُوری کا نام لعنت ہے، جو کسی بڑی نافرمانی سے واقع ہوتی ہے، نتیجہ بد اعمالی کا ذمہ دار ہر شخص خود ہے نہ کوئی اور انسان، چنانچہ ارشاد ہے: **إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ** (۳۳: ۶۴) اہل کفر اللہ کی رحمت سے دور ہو چکے تھے اس لئے، خدا نے کافروں کو دور ہی رکھا۔ اللہ دعائے بد کے معنی میں کسی کے لئے لفظ لعنت استعمال نہیں کرتا، کیونکہ دعا اظہارِ حاجتِ مندی کے لئے ہے، اور خداوندِ عالم بے نیاز ہے، نیز لعنت لفظاً گالی نہیں بلکہ یہ تذکرہ، اعلان اور عبرت ہے شیطان وغیرہ کے بارے میں جو قاتلونِ مکافات کے مطابق رحمتِ خداوندی سے دور ہو چکے ہیں۔ سورۃ بقرہ (۲: ۱۵۹) میں ہے: جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن دلائل اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، درحالے کہ ہم انہیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی انہیں دور ہی رکھتا ہے اور دُور رکھنے والے بھی ان کو دُور ہی رکھتے ہیں۔ اس آیت میں لفظ **لَا عِوُنَ** "غور طلب ہے کہ یہ حضرات کون ہیں؟ فرشتے ہیں یا بشر؟ اگر بشر ہیں تو عوام ہیں یا خواص؟ جو اباعرض ہے کہ کسی صفت میں خدا کے بعد رسول کا مرتبہ آتا ہے اور اس کے بعد آپ کے جانشینوں کا ذکر جمیل آتا ہے، پس یہ حقیقت ہے کہ دُور شدہ لوگوں کو دور ہی رکھنے والے حضرات محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور علم کے خزانے ہیں، اور بحقیقت انہی کی نسبت سے کسی کی نزدیکی یا دوری کا تعین ہو سکتا ہے۔

سورۃ مادہ (۵۱: ۷۸) میں ہے: **بَنِي إِسْرَائِيلَ** میں سے جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یعنی جب ان لوگوں نے کفر کیا تب فوراً ہی وہ خود بخود رحمتِ الہی سے دور ہو گئے، اب اس کے بعد ان کے

حق میں کسی پیغمبر کی زبان سے لعنت کہنا صرف اس واقعہ کا اعلان ہی ہے تاکہ اہل ایمان ایسے لوگوں سے خود کو بچائے رکھیں۔

اس مثال سے ہر دانشمند کو اندازہ ہو گا کہ تادمی حکمت کے بغیر بے شمار پیچیدہ مسائل کا کوئی حل ہے ہی نہیں، پس ہم کو جس طرح امام آل محمدؑ کے مقدّس در سے در یوزہ ملتا ہے اسی طرح سعی کی گئی تاکہ بعض پُر سیدہ یا ناپُر سیدہ سوالات کی حکمتی تحلیل ہو جائے، کوئی باور کرے یا نہ کرے لیکن یہ ایک امر واقعی ہے کہ جس حکمت کے ساتھ خیر کثیر و البتہ ہے (۲: ۲۶۹) وہ صرف اور صرف حضرت امامؑ ہی کی مرتبت نورانیت سے مل سکتی ہے، دوستانِ عزیز! ہاں یہ حق بات ہے کہ علیؑ زمان صلوات اللہ علیہ کے بے شمار علمی معجزات ہو کرتے ہیں، اور جس شخص کو خوش بختی سے ان کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن اور امام کی علمی خدمت کرے، لہذا اس مقدس علمی فرمان کو بجالانے کے لئے ناپہیزسی کوشش کی گئی، اور اس کارِ خیر میں مدد کے لئے دوستوں کو بلایا۔

الحمد للہ، میرے دوستانِ عزیز بہت ہی ہیں، لیکن میں آج ایک ایسے جانی، جگری اور روحانی دوست کا ذکر جمیل کر رہا ہوں جو تقریباً ربع صدی سے اس علمی خدمت میں شامل ہیں، ایک عرصہ، ہوا وہ خانہ حکمت کے نائب صدر ہیں، اور اب آپ لائف گورنر بھی ہیں، یہ بہت پیارا تذکرہ عزیز تر از جانم نصر اللہ ابن موکھی فخر الدین (مرہوم)، ابن موکھی رحیم کا ہے، نائب صدر اور گورنر نصر اللہ ان صفِ اول کے عاشقوں میں سے ہیں، جن کو نہ صرف مولا سے عشق ہے بلکہ مولا کے نورانی علم سے بھی عشق ہے، اور آسمانی عشق کا یہ کمال ہے کہ اس میں اخلاق اور دین کی ساری خوبیاں خود بخود جمع ہو جاتی ہیں، عزیزم نصر اللہ کی بیگم محترمہ امینہ فرسٹ گورنر بڑی دیندار اور عبادت گزار ہیں ان کے برادر محترم اکبر راجن صاحب نے ہماری ۲۵ سے زیادہ کتابوں کا گجراتی میں ترجمہ کیا ہے۔

میرے عزیز دوست نصر اللہ کی بڑی دختر نیک اختر پارسین سیکنڈ گورنر، بی۔ اے فائنل کی سٹوڈنٹ ہیں، ان کو انسانی شرافت اور مذہبی عقیدت کی لازوال دولت پیارے والدین سے مل گئی ہے، نصر اللہ کی دوسری سعاد مند بیٹی فاطمہ سیکنڈ گورنر، انٹر کے بعد اب نرسنگ کے تیسرے سال میں ہیں، ان کو بھی شرافت و عقیدت کی وہی بی مثال دولت حاصل ہے، اور تمام افرادِ خاندان حقیقی علم کے شیدائی ہیں، اور نصر اللہ کی سب سے چھوٹی اولاد جو نیک بختی سے سیکنڈ گورنر ہے، وہ پیارے امین ہیں جو میٹرک کر کے کالج میں داخل ہو گئے ہیں جن کو ”شاعرانہ حکمت“ کا ٹائٹل مل گیا ہے، کیونکہ آپ بچپن ہی سے اردو شاعری کرنے لگے ہیں مجھے یہ سب بہت ہی عزیز ہیں، ان شاء اللہ، تینوں پیارے بچے بہت ترقی کریں گے۔

اچھی سفارشات کرو : یعنی تمام دنیا والوں کے حق میں عفو و مغفرت کی دعا کرو، جیسے قرشتے اہل زمین کے لئے اللہ سے معافی مانگتے ہیں (سورہ شوریٰ ۴۲: ۵) اور کوئی بڑی سفارش کبھی نہ کرنا، یعنی کسی کی بدخواہی بہرگز نہ کرنا، کسی کو گالی نہ دینا، اور نہ کوئی بد دعا قلب و زبان سے نکالنا، سنتو، دیکھو، اور پڑھو، اس باب میں قرآن عزیز کیا فرماتا ہے: جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا اور جو شخص بُری سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا (۴: ۸۵)۔

ہماری دانشگاہ : خداوندِ قدوس کے فضل و کرم سے اب ہماری دانشگاہ بڑا زبردست اور بے مثال کام کر رہی ہے، قرآنی حکمت کی جتنی بھی تعریف کریں وہ بہت ہی کم ہے، جبکہ غیر کثیر اسی کے ساتھ ہے، پس کتنی بڑی سعادتمندی اور خوش نصیبی ہے ان عزیزوں کی جو اس دانشگاہِ حکمت میں شب و روز آنریری خدمت بھی کرتے ہیں، سیکھتے بھی

ہیں، اور دوسروں کو سکھاتے بھی ہیں، تیز کتب وغیرہ کے ذریعے سے کئی ممالک میں علم کی روشنی پھیلاتے بھی ہیں، پھر ایسے میں ان کی زبردست علمی ترقی کیوں نہ ہو۔

میں یہاں موقع و محل کی مناسبت سے سنہری خدمات اور علمی ترقی کا ایک بڑا عمدہ نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ ایک بڑی لائق و دانشمند شخصیت ہے، مگر یہ وزارت اور مناجات میں اپنی مثال آپ، ہوشمندی میں منفرد، ہمہ جہت خدمت میں یکساں، تقریر میں خوش بیان، تحریر میں خوش رقم، وہ ہیں سیکرٹری، ریکارڈ آفیسر، اور فرسٹ گورنر محترمہ زہرا بنت جعفر علی، جنہوں نے "ہزار حکمت" کو آگے بڑھانے کی غرض سے شب و روز جان فشانی سے کام کیا، اس تاویلی انسائیکلو پیڈیا کے ہزار عنوانات کا منظم انڈیکس بنانا اور ہزار سے زیادہ بھری ہوئی حکمتوں کو اوراق میں سے کاٹ کاٹ کر ٹھیک تعداد اور حروف تہجی کے مطابق رجسٹر میں چسپان کرنا آسان کام نہ تھا، الفرض ادارے میں سب کو معلوم ہے کہ سیکرٹری زہرا شہید محنت اور شوق سے کام کر رہی ہیں، آپ ۸۷-۱۹۸۶ء سے خانہ حکمت سے وابستہ ہوئی ہیں، انہوں نے فارسی میں ایم۔ اے کیا، اور اب عربی زبان کے کورس میں ایڈوانس لیول پڑھیں۔

تاویلی انسائیکلو پیڈیا (ہزار حکمت)، کی تصنیف سے مشرق و مغرب کے تمام عزیزان یہی رشاد مان ہیں، کیوں نہ ہوں، جبکہ یہ کتاب قرآنی حکمتوں کی وجہ سے بینال ہے اور اس کی افادیت آفاقی اور ہمہ رس ہے، لہذا ان سب کی خوشی بجائے، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے علیؑ زمان کی اس نیک نام آرمی کو تاویلی جنگ میں فتح و نصرت کی لازوال و بینال دولت سے مالا مال فرمایا ہے، شاید کسی عزیز کو اس امر عظیم کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ حضرت قائم القیامۃ علیہ افضل التیمۃ والسلام کس عجیب و غریب طریقے سے اپنا کام کر رہا ہے۔

مشرق و مغرب کے جملہ عزیزان، گلگت ریجنل برانچ اور متعلقہ برانچز کے اولوالعزم، دانشمند، اور نامور عملداران و ارکان کے بیدار و متحرک گزار اور ممنون ہیں کہ انہوں نے صرف اپنے ادارے ہی کو مضبوط و مستحکم اور معزز و محترم بنایا، بلکہ بارہا اسماعیلی جماعت کے وقار کو بھی حکومت اور عوام کی نظر میں کما حقہ بلند و بالا کیا، اس سلسلے میں، ہمارے دانا دوستوں نے جتنے بھی عظیم الشان کارنامے انجام دیئے، ان سب میں یقیناً جذبہ لہبیت کا فرما تھا اور ان شارات، ہمیشہ ایسا ہی ہوگا، اسی لئے بفضلِ خدا روحانی تائید ان کے ساتھ ساتھ رہتی ہے، وہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کے بغیر کوئی کارنامہ شروع نہیں کرتے ہیں، ہم انتہائی عاجزی سے دعا کرتے ہیں کہ خداوندِ قدّوس دین و دنیا کے ہر نیک کام میں ان کی دستگیری اور تائید فرمائے، وہ ان پر ہمیشہ مہربان ہو! آمین!!

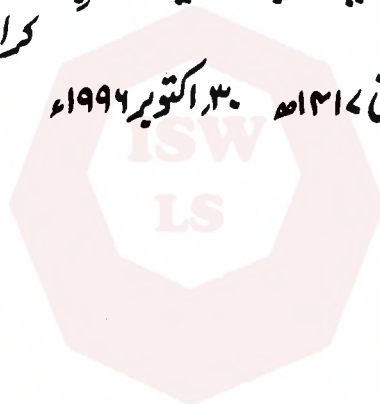
اے عزیزانِ من! آپ سب کو ان عزیزوں کی جانب سے قلبی مبارک باد کی دعا ہو جو پاکستان، لندن، فرانس، امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں رہتے ہیں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے جو میدانِ عمل عطا کیا ہے وہ بے مثال ہے، اور جو جو قوتیں اور قابلیتیں عنایت فرمائی ہیں وہ بھی لاثانی ہیں، الحمد للہ، ہم سب ایک ہیں، یہ رسمی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے یعنی مونوریا لٹی کا اشارہ ہے جو گنجِ ازل ہے، اور یہ بزرگِ عظیم اس دنیا میں کتنے لوگوں کو معلوم ہے؟

اے دوستانِ عزیز! جو شرق و غرب میں مقیم ہیں آپ دل و جان سے قرآنی حکمت کی خدمت کرتے رہیں، کیونکہ خیر کثیر کا خزانہ بے پایاں اسی میں ہے، اب وقت آچکا ہے کہ دنیا کی کوئی خوش نصیب یونیورسٹی قرآنی حکمت اور روحانی سائنس کی طرف توجہ دینے میں دوسروں سے سبقت کرے، ان شارات اللہ، یہ اولیت و سبقت کینیڈا اور امریکہ کی سینیر یونیورسٹی کو حاصل ہوئی ہے، دعا ہے کہ روحانی سائنس کی

آواز سے آفاق و انفس گونج اٹھیں! اور اہل جہان کو اس کے بے شمار فوائد حاصل
ہوں! آمین یا رب العالمین!!

نصیر الدین نصیر (صحف علی، ہونزرائی
کراچی

بدھ ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

اے قلم جُنشِ ازل ہے تو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔ اس آئیہ کریمہ کو سورہ لقمان (۳۱: ۲۷) میں پڑھ لیں، جس کا ترجمہ یہ ہے: اور جتنے دوزخ زمین بھریں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور (دوستانی)، ہو جائیں تو بھی کلماتِ خدا ختم نہ ہوں گے۔ یعنی کلماتِ تانات جو علم الہی کے بے پایاں خزانے ہیں۔

یارب العالمین! اپنے محبوب رسول محمدؐ و آل محمدؑ کی حرمت سے ہم خاکسار بندوں کو آسمانی عشق میں اشکبار اور ان بے شمار نعمتوں پر شکر گزار بنادے، اے دانا و بینا! ہم سخت بیمار ہیں، کمزور اور عاجز ہیں، ہم کو عشقِ سادوی جیسی زبردست دوا چاہئے، یعنی خدا، رسولؐ اور امامِ زمانؑ کا پاک و پُر حکمت عشق، وہ مقدّس و مبارک عشق جس میں عقل و جان کی معموریت و آبادی کے لئے بے حساب رحمتیں اور برکتیں پوشیدہ ہیں۔

دوستانِ عزیز! آؤ، ہم سب مل کر بارگاہِ ایزدی میں دعا، مناجات، اور گریہ و زاری کریں، دل کھول کر عشق کے آنسو بہائیں، اسی حالت میں سجدہ ریز ہو جائیں، ہر قسم کی رنجش کو بھول جائیں، تمام لوگوں کے حق میں نیک دعا کریں، اور زیادہ سے زیادہ علمی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جائیں، کیونکہ یہی وہ سب سے اعلیٰ اور سردار بلکہ بادشاہِ خدمت ہے جو خادموں کو نہ صرف مخدوم (آقا و مالک) بنا سکتی ہے، بلکہ ان شاء اللہ فردا بہشت میں سلطان بھی بنا سکتی ہے، آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں خوب سوچ سیکھ کر اس کی وجہ معلوم کر سکتے ہیں کہ علمی خدمت کا اتنا عظیم ثواب کیوں ہے؟

اس دائرے میں بیمثال خدمت! یہ تو مان لیا کہ اس دنیا میں قرآنی حکمت کی مقدس خدمت کے برابر کوئی اور خدمت ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اب ہمارے عزیزوں کو یہ جانتا ہے کہ اسی علمی خدمت کے دائرے میں جو جو خدمات داخل و شامل ہیں ان سب میں اولیت اور سب سے بڑی اہمیت کس خدمت کو حاصل ہے؟ سچ سچ بتانا ہوگا کہ وہ حضرات مترجمین کی زین خدمات ہیں، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ ہر ترجمہ بڑا مفید کارنامہ ہے، تاہم عالمگیر اور ہمہ رس ترجمہ وہ ہے جو عالمی (انگریزی) زبان میں ہے، جس کی برکت سے ہمیں بہت سی کامیابیاں نصیب ہوئیں، جس کے لئے ہم سب جناب پروفیسر ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی صاحب، ان کی فرشتہ خصلت بیگم محترمہ رشیدہ نور محمد ہونزائی (صمصام)، اور ان کے عزیز جان نثار ساتھیوں کے شکریہ گزار اور ممنون ہیں۔

میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پروفیسر ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی دنیا کے سب سے بڑے ربانی عالم ہیں، ان کے پاس اسماء قرآن اور روز عرفان کا ایک بڑا خزانہ موجود ہے وہ عابد و ساجد اور شب خیز درویش ہیں، ان کی دعائے سحر آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اوپر جاتی ہے، کیونکہ وہ نور کے ایسے عاشق ہیں جو طفل شیرخوار کی طرح معصومانہ گریہ و زاری کرتے ہیں، ان کا حُسن ظن یہ ہے کہ میں استاد ہوں، لیکن استاد کوئی اوس ہے، اور ہم دونوں اسی مکتب کے شاگرد ہیں اور بہت سے حضرات بھی، ان نثار اللہ اور بھی امام عالی مقام کے علمی خزانے پیدا ہوں گے۔

وصیت رسول کا ایک حصہ: معاشر الناس: هذا علی بن ابی طالب خلیفۃ اللہ فیکم و خلیفۃ کتابہ المنزل علیکم۔۔۔۔۔ کان من الاخسین۔

اے گمراہانِ مَرْدُمِ اِیہِ عَلٰی اِبْنِ اِبْنِ طَالِب ہے جو تمہارے باطن میں (فیکہ) خدا کا خلیفہ ہے، اور اس کی کتاب (قرآن) کا خلیفہ اور نمائندہ ہے، جو تم پر نازل ہوئی ہے، اور یہ اس کا وہ دروازہ اور حجاب ہے، جس کے سوا قرآن میں (حقیقت) کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا، اور یہ میرے بعد برپا ہونے والا ہے، اور تم میں میرا جانشین ہے، پس تم اس کی بات سن لو اور اس کی اطاعت کرو، جو اس کی اطاعت اور محبت کو اختیار کرے، وہ بلند مرتبہ لوگوں میں شامل ہوگا اور عالمِ علوی کی طرف پھڑھ جائے گا، اور جو اس کی مخالفت اور نافرمانی کرے تو وہ سب زیادہ خسار اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (کتاب ہر اثر، ص ۱۱۵)

دعائے نوح کی حکمت: | سورۃ نوح کے آخر (۲۶: ۴۱-۲۸) میں ہے: اور نوح نے عرض کی پروردگار! ان کافروں میں سے روئے زمین پر کسی کو بسا، ہوا نہ رہنے دے، کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو یہ (پھر) تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی بس گنہگار اور کٹی کافر سی ہوگی۔ یعنی روحانی قیامت کی کارفرمانی سے اہل زمانہ کے نمائندہ ذرات حضرت نوح علیہ السلام کے عالم شخصی میں اس طرح بسنے لگے کہ اب ان میں کوئی کافر نہ تھا۔

پروردگار! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے (باطنی) گھر میں داخل ہو جائے اس کو اور تمام ایماندار مردوں اور مومنات کو بخش دے، اور ظالموں کی بس تباہی کو اور زیادہ کر۔ اس میں ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ بعض مومنین حقیقی ایمان کے درجہ کمال سے اپنے پیغمبر کے باطنی اور نورانی گھر میں داخل ہو کر اہل بیت میں سے ہو جاتے ہیں، جیسے سلمان فارسی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تھا۔

نصیر الدین نصیر (صحب علی) ہونزائی
کراچی

۲۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

منگل ۸ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ



بابُ الألف

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

معنی و حکمت

” الف “

اَتُّكُم

تم کو دیا:-

اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی (۱۴۳، ۱۴۴) خدا سے مانگنا زبانِ قال سے بھی ہے اور زبانِ حال سے بھی، اور اس کا عطا کرنا فعلاً بھی ہے اور امکاناً بھی، بہر کیف اللہ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں دی ہیں کہ ان کی گنتی غیر ممکن ہے۔

ابوالبشر:-

۲
اَدَمُ
(۱۱)

اَكَانَ اَدَمُ نَبِيًّا؟ قَالَ: نَعَمْ كَلَّمَهُ اللهُ وَخَلَقَهُ
پیدہ۔۔۔۔۔ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا، کیا آدمؑ پیغمبر تھے؟
فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا تھا اور ان کو اپنے دستِ خاں
سے بنایا تھا۔

بہت سے آدموں میں سے ایک آدم:-

۳
اَدَمُ
(۲)

قرآنی حکمت کا حتمی فیصلہ یہی ہے کہ فرشتے کسی اور چیز سے نہیں بلکہ ایسی
ارواحِ انسانی سے پیدا کئے جلتے ہیں جن کو علم و عبادت میں کافی
ترقی حاصل ہوتی ہو، درین صورت کوئی بھی آدم جو مسخو و ملائک ہو وہ
بحقیقت انسانِ اول ثابت نہیں ہو سکتا، ہاں وہ اپنے دور کے
اعتبار سے پہلا انسان اور ابوالبشر کہلاتا ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۴
آفاق و انفس

عالمِ ظاہر اور عالمِ نفس :-

اگر اللہ کی ظاہری نشانیوں کا نام مادی سائنس ہے تو یقیناً باطنی نشانیوں کو روحانی سائنس کہا جاسکتا ہے، کیونکہ آفاق و انفس اور ان میں ظہور پذیر ہونے والی آیات سب کی سب خدا ہی کی ہیں (۱۱، ۴۱، ۵۳)۔

۵
ال ابراہیم

ابراہیم کی اولاد :-

ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی (۴، ۵۳، ۵۴) آسمانی کتاب کی درانت، تاویلی حکمت اور روحانی سلطنت اس دور میں ائمہ آل محمد کے سلسلہ پاک میں ہے۔

۶
آیات
(۱)

نشانیوں / معجزات :-

آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل قرآن پاک نے بڑی صاف و صریح زبان میں یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ لوگوں کو آفاق و انفس میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانے کا سلسلہ شروع کرے گا، چنانچہ ہم کسی شک کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی وہ نشانیاں آج مادی سائنس اور اس کے ایجادات کی شکل میں لوگوں کے سامنے ہیں اور یہی نشانیاں کل بحیثیت روحانی سائنس عالم شخصی میں اپنا حیرت انگیز

کام کرنے والی ہیں (۵۳:۴۱)۔

قدرتِ خدا کی نشانیاں :-

ایات
(۲۱)

یہ ارشادِ مبارک سورۃ زاریات میں ہے: **وَ فِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّمُؤْمِنِينَ**۔ **وَ فِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ** (۵۱:۲۰-۲۱) اور زمین میں اہل یقین (یعنی اہل معرفت) کے لئے نشانیاں (معجزات) ہیں اور خود تم میں بھی (یہ معجزات) ہیں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر و تاویل بھی ہے اور عالمِ نفسی کی طرف حکیمانہ دعوت بھی، کیونکہ مومن یا عارف صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو پہلے پہل اپنے آپ کو پہچانتا ہے، اور اسی خود شناسی کے اسرار میں خدا شناسی (معرفت) پہنچان ہوتی ہے۔

Knowledge for a united humanity

امام جو خدا کی تمام نشانیوں کا مجموعہ ہے :-

ایات
(۳)

سوال: قدرت کی نشانیاں زمین کی نسبت آسمان میں بہت زیادہ بھی ہیں اور نمایاں بھی، جیسے سورج، چاند، ستارے وغیرہ، پھر اس میں کیا راز ہے کہ مذکورہ آیہ مبارکہ میں ارضی آیات کی اہمیت کا اشارہ فرمایا گیا ہے؟ جواب: اس میں یہ راز ہے کہ ہر انسان مجموعہ آیاتِ کائنات اور نورِ منزل (۱۵:۵) کو پہچان لے جو اس کی ہدایت

کے لئے زمین پر آیا ہوا موجود ہے، اور وہ امام مبین علیہ السلام ہے جس کی ذات پاک میں سب کچھ موجود ہے۔

علمی معجزات :-

۹
آیات
(۴۱)

بجاء قلب قرآن یعنی سورہ یسین (۱۲، ۳۶) خدائے قادرِ مطلق نے کمالِ قدرت سے اپنی عظیم و بی مثال بادشاہی کی تمام لطیف اور پائی چیزوں کو امام مبین علیہ السلام میں گھیر کر رکھا ہے، یہی چیزیں خلافت کائنات و موجودات اور مجموعہ آیات ہیں، پس اسی سرچشمہ علم و حکمت اور خزانہ اسرارِ معرفت (یعنی امام مبین) کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ: زمین میں اہل یقین کے لئے نشانیاں ہیں اور خود تم میں بھی (محدّ قوت یہی معجزات) ہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں (۵۱: ۲۰-۲۱)؟

امام کی نورانی ہستی جس میں تمام آیات محدود کی گئی ہیں :-

۱۰
آیات
(۵۱)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: اَنَا آيَاتُ اللَّهِ وَآمِنُ اللَّهُ - یعنی میں ہوں رحمتِ خدائی آیات اور میرے پاس خدائی علمی امانتیں ہیں۔ (کوکبِ دُرّی، باب سوم، منقبت ۱۵) آیات یعنی نشانہائے قدرت یا معجزات چار مقامات پر ہیں، عالمِ علوی

قرآن حکیم، کائناتِ ظاہر، اور عالمِ شخصی، لیکن بفرمودہ قرآن (۱۲: ۳۶) ان چاروں مقامات کی جملہ آیات امامِ حسینؑ کی نورانیت میں گھیری ہوئی ہیں، جبکہ امامِ عالی مقام کا نورِ اقدس عالمِ بالا ہے، جبکہ وہ قرآنِ ناطق ہے، جبکہ وہ پاک ہستیِ خلاصہ کائنات اور حقیقی معنوں میں پُر نور عالمِ شخصی ہے۔

اَلَيْتُ اَبَيْتُ

روشن معجزات :-

آیہ تشریف پُر حکمت از سورہ عنکبوت (۲۹: ۴۹): بَلْ هُوَ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ فِیْ حُجُوْمِ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ۔ بلکہ وہ (یعنی قرآن) روشن آیات (کا مجموعہ) ہے ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم عطا ہوا ہے (۲۹: ۴۹) یہ حضرات جن کے مبارک سینوں میں قرآن کریم بھورتے نورانی موجود ہوتا ہے ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہی ہیں (دعائے الاسلام، جلد اول، ولایتِ ائمہ)۔

اَبَدٌ
(۱۱)

ہمیشہ، جمع آباد :-

ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس میں ہے جبکہ وہاں علم و حکمت کی کائناتِ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں بیجا اور لپیٹی ہوئی ہے پس یقین کر لیں کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں اَبَد کا ذکر آیا ہے وہاں

اسی لفظ میں ازل کا تذکرہ بھی ہے، انشاء اللہ ہم امام زمان علیہ السلام کی دستگیری سے اس حقیقت کو بیان کریں گے۔

ہمیشہ، جمع آباد:-

یہ سب سے عظیم کنز اسرار یعنی حظیرۃ القدس امام مہدیین کے نورِ جبین میں ہے، جہاں اللہ پاک نے تمام کی تمام عقلی، علمی، عرفانی اور روحانی چیزوں کو گھیر کر رکھا ہے، اور یہ نورِ اقدس برائے معرفت عارفِ کامل کی پیشانی میں طلوع ہو جاتا ہے، پس احاطہ نورِ جبین میں ازل و ابد اور دیگر جملہ حقیقتیں جمع اور مرکوز ہیں۔

ہمیشہ، جمع آباد:-

قرآن حکیم کے جس پُر حکمت لفظ میں ازل و ابد کے ایک ہی معنی ہیں وہ دَہْر (۱:۴۶) ہے، یعنی آپ دَہْر (زمانِ ناکمز زندہ) کو ایک اعتبار سے ازل اور دوسرے اعتبار سے ابد کہہ سکتے ہیں، حالانکہ حقیقت ایک ہی ہے، اے نورِ عینِ من : دہر کو پہچانتا انتہائی مفید کام ہے۔

آپ قرآن پاک کے سات مقامات پر لفظِ مفعول کی حکمت کو دیکھیں

۱۳
اَبَدُ
(۲)

۱۴
اَبَدُ
(۳)

کہ عالمِ علوی میں خدا کا ہر کام اور ہر وعدہ پورا ہو چکا ہے، اور جن لوگوں کے ازلی وابدی طور پر بہشت میں ہوتے کا ذکر ہے وہ بھی کسی ابتداء و انتہا کے بغیر ہمیشہ جنت میں ہیں، یہ ازل وابد کی ایک عمدہ تعریف ہے۔

۱۵
ابداع
(۱)

اختراع، ایجاد، نئی چیز نکالنا:-

اللہ تعالیٰ کا امر کُن سے کسی چیز کو پیدا کرنا ابداع ہے، قرآن حکیم سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ خداوند عالم کا یہ کام ہمیشہ جاری ہے، آپ قرآن کے اُن گیارہ مقامات پر خوب غور سے دیکھیں، جہاں کلمہ کُن کا ذکر آیا ہے۔

۱۶
ابداع
(۲)

اختراع، ایجاد، نئی چیز نکالنا:-

چونکہ ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی ہی میں ہے، اس لئے ابداع اور کُن (ہو جانا) کی معرفت بھی اسی میں پوشیدہ ہے، چنانچہ کلمہ کُن کا مفہوم ہر عالمِ شخصی کی زبان میں موجود ہے مگر درجہ کمال پر ظاہر ہو جاتا ہے، کیونکہ قرآن میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اُس کا اطلاق ہر پرسنل ورلڈ پر ہوتا ہے، جبکہ ہر شخص میں ایک مکمل کائنات اور ایک لازوال سلطنت پنہان ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۱۷
ابراہیمؑ

ابراہیمؑ، امامؑ، نفسِ واحدہ :-

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انسانِ کامل میں سب کو جمع کر دیتا ہے، جیسا کہ سورہ نحل (۱۶: ۱۲۰) میں ارشاد ہے: اِنَّ اِبْرٰهٖمَ كَانَ اُمَّةً وَّقَاتِلًا لِلّٰهِ حَنِيفًا۔ بیشک ابراہیمؑ (اپنے عالمِ شخصی میں) ایک پوری اُمت تھا، خدا کا فرمانبردار اور ایک سو (۱۶: ۱۲۰) ایسا کامل اور مکمل شخصِ نفسِ واحدہ کہلاتا ہے کہ وہ تمام نفوس کو اپنی ذات میں ایک کر لیتا ہے، اور یہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے

۱۸
ابصار

آنکھیں :-

ابصار سے اسامس مراد ہے، کیونکہ روحانیت کا مشاہدہ اسی سے ہوتا ہے آپ سورہ سجدہ (۳۲: ۹) میں غور سے دیکھیں۔

۱۹
البوطالبؑ

البوطالبؑ :-

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ ابْنَ دِينَ مَحَمَّدٍ :- مِنْ خَيْرِ اٰدِيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا۔ اور یقیناً مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ کا دین ادیانِ فلائق میں سے بہترین دین ہے (البوطالبؑ مومن قریش از عبد اللہ الخنیزئی ص ۱۶۱)۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۲۰

ابوالمؤمنین

مومنین کے والدین:-

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انا و اذنت
یا علی ابوالمؤمنین۔ اے علی میں اور تم مومنین کے
(روحانی)، ماں باپ ہیں۔ یعنی ناطق اور اساس مومنین کے روحانی
والدین ہیں، پھر اساس اور امام، پھر امام اور حجّت، اور در قیامت میں
نخود امام زمان ہی مومنین و مومنات کے روحانی والدین ہے۔
(المجالس المؤیدۃ، المجلد الاول)۔

۲۱

ابواب الجنة

مجموعی بہشت کے دروازے:-

حدیث شریف میں ہے: ابواب الجنة الثمانیہ۔ (مجموعی)
بہشت کے دروازے آٹھ ہیں۔ (المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث
النّبوی، الجز الاول ص ۳۰۲)۔ چونکہ بہشت آٹھ ہیں؛ چھ ناطق،
حضرت قائم اور خلیفہ قائم، لہذا ان کے ابواب (دروازے) بھی
آٹھ ہیں، یہ حقیقت دو رب کبیر کے اعتبار سے ہے، اور دو رب صغیر
کے لحاظ سے آٹھ بہشت یہ ہے؛ چھ امام، متم اور خلیفہ، پس ان کے
ابواب بھی آٹھ ہیں (حوالہ خلیفہ: آیۃ استخلاف: ۲۴: ۵۵)۔

(۱)

بہشت کے آٹھ دروازے:-

یہ آٹھ زندہ بہشت جن کا اور ذکر ہوا حاملانِ عرش بھی ہیں جیسا کہ سورہٴ حاقہ (۱۷: ۶۹) میں ارشاد ہے: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ تَمْنِيَةٌ - اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اُس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے (۱۷: ۶۹) اس آیہ کریمہ سے یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ عرش (نورِ عقل = خدا کی بادشاہی) ان آٹھ عظیم حدود پر قائم ہے جن کا ذکر ہوا، چنانچہ یہی آٹھ حاملانِ عرش بھی ہیں اور آٹھ زندہ بہشت بھی، پس یقیناً مجموعی بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔

آٹھ حدودِ دین، دین کے آٹھ درجات:-

عرش کا قیام آٹھ درجات پر ہے: یعنی کُرسی اور سات آسمان، یہ ہی حضرات ہیں جو آٹھ حاملانِ عرش بھی ہیں، اور آٹھ بہشت بھی، جن کے ابواب کو ابوابُ السماء (آسمان کے دروازے) کہا گیا ہے، یعنی بہشت کے دروازے (۴: ۷) جیسے سورہٴ اعراف میں ہے: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر کیا نہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہونے پاتیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں ہو کر نکل جائے (۴: ۷)۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۲۴

ابوابُ الجنة بہشت کے آٹھ دروازے :-

(۴)

خدا تے عظیم و حکیم نے سورۃ نبا (۸۱: ۱۲) میں یہ ارشاد فرمایا ہے: وَبَيْنَنَا فَوْقَكُمْ سَبْعُ سَمَاوَاتٍ مَّوَدَّاتٍ. اور ہم نے تمہارے اوپر سات سخت (آسمان) بنائے۔ شدا د: سخت، زبردست، مضبوط، شدید نگی جمع۔ ہمارے نزدیک یہ روحانی آسمان ہیں جو روحِ قدسی اور عقلِ کامل کے ساتھ ہونے کی وجہ سے سات بہشت بھی ہیں اور جب مومن سالک کے عالمِ شخصی میں بہشت بنائی جاتی ہے تو اسی کے ساتھ آٹھ بہشت ہو جاتی ہیں۔

۲۵

ابوابُ الجنة

(۵)

ابواب بہشت :-

حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد اور حضرت قائم علیہم السلام سات روحانی آسمان اور سات بہشت ہیں، آسمان اور بہشت کے معنی میں یہ حضرات تمام لوگوں سے بالاتر ہیں، اس لئے ان کی معرفت کا روحانی سفر اگرچہ بڑا سخت اور زبردست ہے لیکن ناممکن نہیں، چنانچہ جب مومن سالک کو گنجِ معرفت (کنزِ مخفی) حاصل ہو جاتا ہے تو اسی کے ساتھ اس کے عالمِ شخصی میں جنتِ الاعمال تیار ہو جاتی ہے، پس اس اعتبار سے بہشت آٹھ ہیں، اور ان کے دروازے بھی آٹھ ہیں۔

بہشت کے آٹھ دروازے :-

اے نور عین من! آپ سورہ رحمان (۳۳، ۵۵) میں بغور دیکھ لیں، یہاں روحانی آسمانوں اور زمین کے سفر کا ذکر ہے، یہ کام اگرچہ انتہائی مشکل ہے، لیکن ناممکن نہیں، آپ "سلطان" کے ذریعے سے یہ کام بہ حسن و خوبی انجام دے سکتے ہیں، سلطان کے معنی ہیں؛ دلیل، حجت، زور، غلبہ اقتدار، بادشاہ، یعنی امام، اور امام عالی مقام علیہ السلام میں تمام مفید معانی جمع ہو جاتے ہیں، اعنی امامؑ کی نورانی معرفت ہی میں سب کچھ موجود ہے۔

پر، بازو، واحد جَنَاح :-

سورہ فاطر کے آغاز میں دیکھ لیں؛ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رسان مقرر کرنے والا ہے ایسے فرشتے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں (۱، ۳۵) یہاں یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ فرشتوں کے بازو ایسے نہیں ہوتے جیسے پرندوں کے بازو ہوتے ہیں، بلکہ فرشتوں کی پر واز ذکر الہی سے ہوا کرتی ہے، لہذا ذکر کے دو اسم دو پر کہلاتے ہیں، تین اسم تین پر اور چار اسم چار پر بازو، ہیں، لیکن یاد رہے کہ فرشتوں کا ذکر خود کار قسم کا ہوتا ہے، یعنی ان کے دل و جان میں اسمِ اعظم خود بخود ذکر کرتا رہتا ہے۔

لفظ

۲۸

أَحْسَنُ

معنی و حکمت

”الف“

حسین بنایا:-

ترجمہ آیہ شریفہ: خدا نے تمہاری صورت بنا دی پھر اس کو حسین و جمیل بنا دیا اور تم کو طیبات (خوشبوؤں) سے رزق دیا، یعنی اس نے تم کو پہلے تو انسانی شکل میں پیدا کیا، پھر وہ تم کو پر لویں کی صورت میں پیدا کر گیا جو حسین و جمیل ہیں، اور تمہاری غذا خوشبوؤں سے ہوگی (۴۰: ۲۴)۔

۲۹

أَحْسَنُ
(۱)

بہت اچھا:-

اے نور عین من! یاد رکھو کہ ”أَحْسَنُ“ مضامین قرآن میں سے ایک عالیشان مضمون ہے، جن حضرات کو بحقیقت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے عشق ہو، انہیں ایسے مضامین میں غور و فکر کرنا ضروری ہے، یہاں یہ نکتہ بھی خوب یاد رہے کہ قرآن پاک کا ہر رکوع ایک جُدا گانہ عنوان رکھتا ہے، چنانچہ سورہ زمر کے رکوع سوم کے آغاز میں ذکرِ الہی سے متعلق بیان آیا ہے (۲۳-۲۲: ۳۹) جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا عفویت و فنایت والے ذاکرین کے سینے کو کھول دیتا ہے اور اس کو نورِ علم و حکمت کا مسکن بناتا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ قساوتِ قلبی کی وجہ سے ذکرِ الہی کے بے شمار فوائد سے محروم ہیں، ان کے لئے بربادی ہے۔

”الف“

معنی و حکمت

لفظ

۳۰
اَحْسَنُ
(۲)

بہت اچھا:-

اس رکوع کی دوسری آیت (۲۳: ۳۹) میں ظاہراً قرآن پاک اور باطناً اسمِ اعظم کی تعریف ہو رہی ہے، کیونکہ خاصانِ خدا اسمِ اعظم ہی سے اللہ کا ذکر کیا کرتے ہیں، اسمِ اعظم جو احسن الحدیث ہے وہ خدا کی طرف سے ہے، وہ ایک ایسی پُر از تاویل کتاب ہے جو بار بار پڑھی جاتی ہے، جس کے باقاعدہ ذکر سے ان لوگوں کے بدن کانپتے ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے معجزانہ ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

بہت اچھا:-

اس میں بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ ذکرِ اسمِ اعظم کے زیر اثر بدن کانپتے ہیں، یعنی روحانی زلزلے کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اذکار میں سے ایک ذکر کا نام ”ذکرِ بدنی“ ہے تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدن میں کیا ہے؟ خلیات، پھر سوال ہے کہ خلیات میں کیا چیز ہے؟ روہیں جو بے شمار ہیں، آخری سوال ہے کہ یہ روہیں کن لوگوں کی ہیں؟ اہل زمین کی، جن میں آپ اور ہم سب ہیں۔

۳۱
اَحْسَنُ
(۳)

”الف“

معنی و حکمت

لفظ

۳۲

أَحْصَى

اُس نے گن لیا۔

... وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ اور اُس نے ہر چیز
ایک خاص عدد میں گن کر رکھی ہے۔ یعنی تمام چیزوں کو عددِ واحد
میں سما دیا ہے (۲۸: ۷۲)۔

۳۳

أَحْصَاهُمْ
(۱)

اُس نے ان کو گھیر لیا ہے۔

اس انتہائی عظیم سرِّ اسرار کے لئے عشق و محبت سے سورۃ
مریم کے آخر (۱۹: ۹۳-۹۵) میں دیکھ لیں کہ حق تعالیٰ مقامِ عقل پر تمام
خلائقِ ارض و سما کو گھیر کر عددِ واحد کی سالمیت و وحدت عطا کرتا ہے
اور سب کو فردِ واحد بنا دیتا ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کی وحدانیت کی
طرف رجوع ہو۔

اُس نے ان کو گھیر لیا ہے۔

أَحْصَاهُمْ
(۲)

سورۃ نبا (۷۸: ۲۹) میں ارشاد ہے: وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ
کتاباً۔ اور ہم نے تمام چیزوں کو بصورتِ کتاب گھیر کر رکھا ہے۔
عقول و نفوس کے سوا کُلُّ شَيْءٍ کے معنی منطقی نہیں ہو سکتے ہیں
اور نہ ہی کوئی خاموش کتاب تمام عقلی اور روحانی (یعنی متحرک) چیزوں کی
حامل ہو سکتی ہے، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ یہ کتابِ ناطق یعنی

امام حسین علیہ السلام کی تعریف ہے۔

۳۵
آذِن

توپکار :-

وَآذِنِ فِي النَّاسِ بِالْحَقِّ (۲۲: ۲۴) اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا روحانی انقلاب (ذاتی قیامت) تمام لوگوں کے لئے حج اکبر تھا، یہاں ”ناس“ دنیا بھر کے لوگوں کے لئے آیا ہے، اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ کے عالم شخصی کی روحانی قوتوں نے اپنا اپنا کام کر دیا، اور قوتِ امرِ فیلیہ نے دنیا بھر کے لوگوں میں سے نمائندہ ذرات کو بلا لیا (۲۲: ۲۴)۔

جہت سے تخت، اریکتہ کی جمع :-

سورہ یسین میں ارشادِ الہی ہے، وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سیاہوں میں (شاہی) تختوں پر بٹھیے لگائے بیٹھے ہوں گے (۳۶: ۵۶) ان آراستہ و پیراستہ تختوں سے اجسامِ لطیف مراد ہیں جو روحِ قدسی اور عقلِ کامل کی لازوال دولت سے مالا مال ہیں، وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے روحانی تختِ شاہی کی طرح پرواز کر سکتے ہیں۔

شاہی تختوں پر نیکیہ لگانے کے تین معنی ہیں، (الف) کائناتی پروازوں کے لئے جسمِ لطیف پر اعتماد رکھنا، روحانی نعمتوں کے لئے روحِ قدسی

۳۶
آرَائِك
(۱)

پر بھروسہ رکھنا (ج:، عقلانی نعمتوں کے لئے عقل کامل سے رجوع کرنا۔

تخت ہائے شاہی :-

قرآن حکیم کے پانچ مقامات پر آرائیٹ کا ذکر آیا ہے، چونکہ اہل بہشت کے لئے سب سے بڑی نعمت ملکِ کبیرِ عظیم الشان سلطنت - (۲۰:۷۶) ہے، لہذا آرائیٹ کا ترجمہ "تخت ہائے شاہی" کرنا درست ہے، اور بھی کئی آیات ہمارے ہیں جن میں اس امر واقعی کی شہادت موجود ہے کہ بہشت میں درجہ اول کی روحوں کے لئے عظیم بادشاہی ہے۔

۳۷
آرَائِيْٓتِ
(۲۱)

چالیس، چلہ، اعتکاف :-

سورہ اعراف (۷: ۱۴۲) میں ہے (ترجمہ): اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس شبوں کا وعدہ کیا تھا اور ایک عشرہ اور ملا کر اس کو پورا کیا پس اس کے پروردگار کی مقررہ مدت چالیس شب میں پوری ہوئی (۷: ۱۴۲)، اگرچہ حضرت موسیٰؑ نے اس موقع پر چالیس دن رات خصوصی عبادت کی تھی، لیکن راتوں کا ذکر ہوا، جس میں کئی حکمتیں ہو سکتی ہیں، اور ایک حکمت بفرمودہ قرآن یہ کہ نفس کی پامالی اور گفتگو کی عمدگی کے لئے شبِ تیز زبردست مؤثر علاج ہے (۶: ۷۳) مذکورہ مدت کی عبادت چلہ بھی ہے اور اعتکاف بھی۔

۳۸
ارْبَعِيْنَ
(۱۱)

چالیس، چہل روزہ عبادت، چلہ، اعتکاف :-

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: من أخلص العبادۃ للہ اربعین یوماً فتح اللہ قلبہ و شرح صدرہ، وأطلق لسانہ بالحکمۃ ولو کان أعمیاً غلغلاً۔ جو (مومن) شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرے (جیسا کہ حق ہے) خدا اس کے دل کو کھول دیتا ہے، اور اس کے سینے کو کشادہ کر دیتا ہے، اور اس کی زبان کو حکمت بیان کرنے کی قوت عطا کرتا ہے، اگرچہ وہ بولنے اور سمجھنے میں سخت کمزور ہو (سئل گوہر، ص ۱۶، بحوالہ اخوان الصفا)۔

چالیس، چالیس صبح :-

یہ حدیث قدسی حضرت آدم علیہ السلام کی باطنی اور روحانی تخلیق کے بارے میں ہے: خَقَرْتُ طِينَةَ آدَمَ بِيَدَيَّ اَرْبَعِينَ صَبَاحًا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس صبحوں میں قالب آدم کے لئے گارا بنایا۔ اس سے آدم صغی اللہ کا وہ خاص اعتکاف اور چلہ مراد ہے جس میں وہ عقلی طور پر پیدا ہوئے تھے، کیونکہ انسان کامل کی باطنی پیدائش دوبارہ ہوتی ہے، اول مقام روح پر، دوم مرتبہ عقل پر۔

اربعین حداً چالیس حدودِ دین :-

جب حضورِ انورؐ کی عمر تشریف کا چالیسواں سال مکمل ہو گیا تب آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی، جیسا کہ اس کا اشارہ سورۃ احقاب (۱۵:۴۶) میں موجود ہے، اس کی بہت بڑی حکمت کتابِ امرارِ النقطار میں اس طرح تحریر ہے:

ناطقِ اول، وحی، اور چھ آئمہ دوزیہ آٹھ ہو گئے، یہی قانون ہر ناطق کے لئے رہا ہے، پس حضرت آدمؑ سے لے کر سید الانبیاءؑ کے ظہور تک پانچ ناطقوں کے کل ایسے عظیم حدود چالیس ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو چالیس برس کے بعد نبوت عطا ہوئی، جبکہ آپؐ کی تشریف آوری کی غرض سے چالیس حدودِ دین نے کام کیا تھا۔

زمین، خدا کی بے شمار زمینیں ہیں :-

سورۃ اعراف (۱۲۸:۷) میں ہے: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو زمین تو خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور اچھا انجام پر نیک گاروں کے لئے مخصوص ہے۔ زمین صرف یہی نہیں جس پر آج انسان بس رہا ہے، بلکہ بہشت کی انتہائی وسیع زمین عوالمِ شخصی، کائناتِ ظاہر، اور کائناتِ باطن میں پھیلی ہوئی ہے اسی وجہ سے قرآن حکیم میں خدا کی بے پایاں زمین کی تعریف آئی ہے۔

(۱۰:۳۹، ۵۶:۲۹)۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۴۳

ارض المقدّسة
(۱)

پاکیزہ زمین :-

موسیٰ نے کہا: اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے (۵: ۲۱) اس مقدس سرزمین سے عالم شخصی مراد ہے، جس کی فتح ہادی زمان کی کامل اطاعت اور باطنی جہاد سے نصیب ہو جاتی ہے۔

۴۴

ارض المقدّسة
(۲)

پاکیزہ زمین :-

نورِ باطن اور عالم شخصی کے مشاہدات میں انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی پاک معرفت کے انمول خزانے موجود ہیں آپ قرآن پاک کے ان پر حکمت کلمات میں خوب غور کریں: اِذْ جَعَلْ فِيكُمْ اَنْبِيَاءً وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا (۵: ۲۰)۔

۴۵

ارض المقدّسة
(۳)

پاکیزہ زمین :-

یہ سر عظیم کتنا عجیب و غریب ہے کہ عالم شخصی ہی میں تمام پیغمبروں اور اماموں کا نورانی ظہور ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کا نام ”مقدس زمین“ ہوا ہے، جس میں اہل ایمان کے لئے بے شمار برکتیں ہیں، اور یہیں سے حقیقی مومنین ملوک و سلاطین ہو جاتے ہیں (۵: ۲۰)۔

معنی و حکمت

”الف“

لفظ

۲۶

ارض المقدسة پاکیزہ زمین :-

(۴)

امام برحق علیہ السلام کا ایک قرآنی نام مَلَائِکَہ ہے، جس کی جمع مُلُوک اور (۲۰:۵) ہے، اور جو خوش نصیب مومنین و مومنات فرما نبرداری اور عشق و محبت سے فنا فی الامام ہو جاتے ہیں، وہ بھی روحانیت اور بہشت کے بادشاہ ہو جاتے ہیں (۲۰:۵)

۲۷

ارض المقدسة پاکیزہ زمین :-

(۵)

ارشاد نبوی ہے: یا بنی عبد المطلب، اطیعونی تکتونوا ملوک الارض و حکامہا۔ اے اولاد عبد المطلب میری فرمانبرداری کرو تا کہ زمین کے بادشاہ اور حاکم ہو جاؤ گے ادعائے الاسلام، جلد اول عربی ص ۱۵، اس حدیث کا مطلب روشن ہے کہ رسول اکرم کی اطاعت کرنے والوں کو لازوال سلطنت عالم شخصی اور بہشت میں حاصل ہو سکتی ہے۔

۲۸

ارواح

(۱)

روحیں، ہر گونہ شہیدوں کی روحیں :-

صحیح مسلم، جلد پنجم، کتاب الامارۃ میں ارواح شہداء کے بارے میں ارشاد ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں جو عرش مبارک سے لٹک رہی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جنت میں چرتی پھرتی ہیں پھر

اپنی قدیلوں میں آرتی ہیں۔ یہ حدیث شریف گو یا مضارع ابوابِ حکمت ہے کہ یہ بہت بڑی سعادت نہ صرف ظاہری شہیدوں کو حاصل ہے بلکہ اس میں باطنی شہداء بھی شامل ہیں، نیز ہر مومن کو شہید کا درجہ حاصل ہے، پس یہ تمام مومنین و مومنات کے لئے اللہ کا خاص انعام ہے کہ اُن کو بوقت شہادت یا شہادت جیسی موت کے بعد جسم لطیف ملتا ہے جس کا مخفی نام پرند ہے۔

۴۹
ارواح
(۲)

روحیں، جانیں، نفوس، لطیف لہستیاں :-

طیر (پرند)، جسم لطیف، فرشتہ، مومن جتن (پری)، جامہ جنت، مجتہد، ابداعیہ، کوکبی بدن، جسم فلکی، وغیرہ یہ سب نام ایک ہی چیز کے ہیں اور وہ ہے لطیف انسان، جیسا کہ سورۃ یاسین کا یہ ارشاد ہے: کیا وہ (خدا) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسی ہستیاں (اجسامِ لطیف) پیدا کر سکے؟ (۳۶: ۸۱)۔

۵۰
ارواح
(۳)

جانیں، روح اپنے اصل مقام پر، رشتہ روح کا بالائی سرا :-

وہ پُر نور اور حکمت آگین قدیلیں جو عرشِ اعظم سے نکل رہی ہیں نُورِ عقل کی علمی و عرفانی ظہورات و تجلیات ہیں جو بہشت کی سب سے

اعلیٰ نعمتیں ہیں، جن کے ساتھ اہل ایمان کا ازلی وابدی تعلق اور لگاؤ ہے۔ حضرت امام اقدس و اطہر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے پاک فرمان کا مفہوم ہے کہ ہر مومن اپنے اصل مقام کی طرف دیکھے، پس لے عزیزان آپ سب ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ رب العزت چٹم بصیرت عطا فرمائے! آمین !!

روحیں :-

حدیث شریف میں ہے: **الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجْتَدِدَةٌ**۔ روئیں جمع شدہ لشکر کی صورت میں تھیں (اور ہیں)، یہ ارشاد نبوی حدیث کی کتابوں میں ہے اور لغات الحدیث کتاب "ج" میں بھی ہے، جو آیہ قرآن پاک: **وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** (۴۸: ۴۷) کی ایک تفسیر ہے، باطن اور روحانیت میں جہاں جنگ، قیامت اور دعوتِ حق ہے وہاں لشکرِ ارواح اور ان کا سردار ہیں۔

روحیں، جانیں :-

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي رَوْضَةٍ كَمِهْيَاةِ الْاَبْجَسَادِ فِي الْجَنَّةِ۔ مومنوں کی روئیں بہشت کے ایک چمن میں اپنے اپنے جسم کی شکلوں میں رہتی ہیں۔ (لغات الحدیث، کتاب "ر"، بہشت میں روح نوجوان جسم کی صورت میں ہوتی ہے مگر حسن و جمال میں بے مثال۔

۵۱
اَرْوَاحُ
(۴)

۵۲
اَرْوَاحُ
(۵)

”الف“

معنی و حکمت

لفظ

۵۳

ارواح

(۶)

جانیں، بہشتی لباس جو عقل و جان کے ساتھ ہیں۔

جب خدا کے فضل و کرم سے مومنین و مومنات بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو وہاں ان کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوگا کہ ان کی لطیف ہستی کی عقل و جان سے آراستہ و پیراستہ کاپیاں بہت پہلے ہی سے بہشت میں موجود ہیں، یہ زندہ اور گونیدہ کاپیاں، بہشتی لباس ہیں، کیونکہ جنت کی ہر چیز کی اساسی خوبی یہ ہے کہ وہ حیاتِ طیبہ اور عقلِ کامل رکھتی ہے اس لئے بولتی ہے اور علم و حکمت کے جواہر نکھیرتی رہتی ہے۔

مجموعی روح، جان، شخصِ کامل۔

۵۴

ارواح

(۷)

یہ پُر حکمت ارشاد سورہ عنکبوت (۶۲، ۲۹) میں ہے: اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے، اور اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔ اس آیتِ کریمہ میں ایک خاص لفظ ہے: **الْحَيَوَانُ** (زندگی)، حکیم پیر ناصر خسروؒ نے اس کو **اَلْحَيَوَانُ** (زندہ) پڑھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہشت حیوانِ ناطقِ کامل کی صورت میں ہے، اور وہ انسانِ کامل ہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: وجہ دین، گفتارِ چہارم تا آخر)۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۵۵
اریکۃ

آراستہ و مزین تخت :-

اریکۃ واحد ہے (جمع اراک) ترجمہ آیہ کریمہ: وہ اپنی بیویوں کے ساتھ چھاؤں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں (۳۶ : ۵۶) بہشت کا کوئی تخت عقل و جان کے بغیر نہیں، پس اراک بہت سے تخت، اجسام فلکی ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ میں ایک لطیف عالم شخصی ہے۔

۵۶
أُزِلْفَتْ
(۱)

وہ نزدیک لائی گئی، قریب کی گئی :-

اے عزیزانِ من! قرآنی ارشاد کے مطابق بہشت کے طول و عرض کی مثال کائنات ہے، لیکن جہاں انفرادی قیامت برپا ہوتی ہو وہاں عالم شخصی میں بہشت نزدیک لائی جاتی ہے، جیسے سورہ ق (۳۱، ۵۰) میں ہے: وَأُزِلْفَتْ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ اور بہشت پر ہیزگاروں کے نزدیک لائی جائے گی کہ کچھ دور نہ رہے گی۔ یعنی حقیقی بہشت عقل کل اور نفس کل میں ہے جن کے ساتھ عالم شخصی کا رابطہ ہو جاتا ہے، جبکہ انفرادی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔

۵۷
أُزِلْفَتْ
(۲)

وہ نزدیک لائی گئی، قریب کی گئی :-

جب بہشت نزدیک لائی جاتی ہے تو اس کی مکانی اور زمانی فاصلت

ختم ہو جاتی ہے وسیع و عریض کائنات اور اس کی گردش سے پیدائش بے پایان زمانہ محدود ہو جاتا ہے، جس میں لازماً ماضی اور مستقبل کو حال میں شامل ہو جانا پڑتا ہے، ایسے میں انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات بھی نزدیک آتے ہوں گے، اب آپ ہی بتائیں کہ بہشت میں کس نعمت کی کمی ہوگی؟ اہل جنت میں سے بعض سیلا انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں یہ بمشال نعمت ان کے لئے ممکن ہے یا نہیں؟

۵۸

ازواج

جوڑے:-

ذاتِ سبحان کے سوا کوئی چیز طاق نہیں جفت ہے یعنی ساری اشیا کے جوڑے جوڑے ہیں، پس انسان اپنے آپ میں دُونی رکھتا ہے کہ وہ بہشت میں بھی ہے اور اس سے باہر بھی ہے (۳۶: ۳۶)؛
۵۵: ۵۲؛ ۱۱: ۲۰؛ ۵۱: ۲۹)۔

۵۹

ازواجِ مُطَهَّرَةٍ

پاک کردہ بیبیاں:-

مُطَهَّرَةٍ (پاک کی ہوئی) تطہیر سے اسمِ مفعول ہے، یاد رہے کہ بہشت کی تطہیر تین طرح کی ہوتی ہے: جسمِ کثیف کی جگہ جسمِ لطیف کا ہونا، نفسِ مطمئنہ اور عقلِ کامل کی برکتیں، غرض جنت

میں مرد و زن سب کے سب پاک ہوتے ہیں (۲: ۲۵؛ ۳: ۱۵؛ ۴: ۵۷)

اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا:-

اسلام: اسلام کے اصل معنی ہیں: ”اپنے آپ کو کسی کے حوالہ کر دینا“ مذہبِ اسلام کو اسی لئے اسلام کہتے ہیں کہ اس کو قبول کرنے والا اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے، اور اس کے حکموں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے، گویا اسلام خداوندِ قدوس کی فرمانبرداری کا نام ہوا (قاموس القرآن، ص ۵۶)۔

اَسَلَّمْ وَجْهَهُ لِلَّهِ (۴: ۱۲۵)، اس نے اپنا (روحانی) چہرہ خدا کیلئے حوالہ کر دیا، یقیناً یہ عمل فنایت اور یک حقیقت کے معنی میں ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:-

اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا:-

اور اس شخص سے دین میں بہتر کون ہو گا جس نے اپنا چہرہ جان خدا کے حوالہ کر دیا ہے اور نیکو کار بھی ہے اور ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلتا ہے جو باطل سے کتر کے چلتے تھے اور خدا نے ابراہیمؑ کو تو اپنا خاص دوست بنا لیا (۴: ۱۲۵) پس دینِ اسلام کا سب سے بڑا راز چہرہ جان خدا کے لئے حوالہ کر دینے میں پوشیدہ ہے، جس کی مثال فنا فی اللہ و بقاء باللہ ہے ایک حقیقت ہے، مثلاً خدا نے حضرت آدمؑ کو اپنی رحمانی

۴۰
اَسَلَّمْ
(۱)

۴۱
اَسَلَّمْ
(۲)

صورت پر پیدا کیا، یہ صورت رحمان کی تھی، جو آدمؑ کو بھی عطا ہوئی، آدمؑ نے اپنا یہ چہرہ جان (صورتِ رحمان) خدا کے لئے حوالہ کر دیا، یعنی اصل سے واصل ہو گیا اور ہر شخص کے لئے یہی دینِ اسلام ہے۔

۶۲

اسْمُ

(۳)

اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا۔

سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اُس کے چہرہ (صورتِ رحمان) کے (۸۸: ۲۸) یعنی جب کسی عارف کو آخری درجے کا دیدار ہوتا ہے تو وہ صورتِ رحمان ہی ہوتی ہے، جس میں ہر عارف فنا ہو کر زندہ جاوید ہو جاتا ہے اور یہی سعادت دوسرے الفاظ میں فتاویٰ اللہ و بقاء باللہ کہلاتی ہے، یہی ہے چہرہ جان خدا کے حوالہ کر دینا، اور اس کے عوض میں صورتِ رحمان کا کسبِ ازل حاصل کرنا۔

۶۳

اسْمِ

آدم کا نام:-

آدم کا خاص نام تخوم تھا، تخوم بن بجلاح بن قوام بن ورقۃ الرویادی (مراثر، ص ۳۱)۔

۶۴

اسْمِ

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام:-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے ایک نام چھپا

رکھا ہے یعنی اسم اعظم، اور اللہ کے تین سو ساٹھ اسماء ہیں (لغات الہدیت، جلد دوم، کتاب السین، ص ۱۷۵) اس سے عظیم کا لفظ پہلو الحتی القیوم ہے (۲: ۲۵۵، ۳: ۲۱) اور شخصی پہلو ہادی برحق، یعنی پیغمبر اور امام زمان (دیکھو کتاب وجہ دین، گفتار چہار دہم)۔

اسم کی جمع، خدا کے نام۔

۶۵
اسماء
(۱)

ارشاد نبوی ہے: اِنَّ لَّاهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ اِسْمًا مَنْ اِحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ خداوندِ عالم کے ننانوے اسماء میں جو شخص ان کی تعداد کو حفظ کرے اور پڑھے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (کتاب سرائر، ص ۶۹)۔

اس کی تاویل کے بغیر چارہ نہیں، وہ یہ ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ خدا کے اسم اعظم میں دوسرے تمام اسماء محدود اور گھیرے ہوئے ہیں، اور وہ اسم اکبر امام زمان صلوات اللہ علیہ ہے، تو ایسے دانشمند مومن نے گویا اللہ کے ۹۹ ناموں کا احصا کیا، پس وہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔

اسم کی جمع، بہت سے نام، خدا کے مبارک نام۔

۶۶
اسماء
(۲)

حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ قرآن میں ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ اور خدا نے اپنے سب بزرگ نام آدم کو سکھا

دیئے ۲۱: ۳۱، حضرت امام اقدس صلوات اللہ علیہ کا مبارک وجود رب العزت کا کیلیدی اور کل صفات عالیہ سے آراستہ اسمِ اکبر و اسمِ اعظم ہے جس کا جگمانہ ذکر قرآن پاک کے تین مقام پر موجود ہے، پس حضرت آدمؑ کو امام زمان نے اپنا ناماندہ اسمِ اعظم سکھایا، جس میں تمام اسماء الحسنی پوشیدہ تھے۔

نمونہ جس کی پیروی کی جائے۔

۶۷
اَسْوَةٌ

جس سے تسلی پائی جائے، ترجمہ آیہ مبارکہ: تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے (۲۱: ۶۰)، اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ہر مومن سالک ہادی برحق کے پیچھے پیچھے راہِ باطن کی منزلِ آخرین تک جاسکتا ہے، اور وہ یقیناً معراجِ دیدار ہے، آنحضرتؐ کے اُسوۂ حسنہ سے متعلق آیہ کریمہ کو بھی زیادہ غور سے پڑھیں (۲۱: ۳۳)۔

۶۸
اَسْوَةٌ حَسَنَةٌ
بہترین نمونہ عمل:-

سورۂ احزاب (۲۱: ۳۳) میں ہے، درحقیقت تم لوگوں کے لئے خدا کے رسول میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے، ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ اس کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ رسولِ پاکؐ کی پیروی معراج پر جا کر ہی مکمل ہو جاتی ہے

اس لئے اہل معرفت کے لئے خصوصی خوشخبری ہے۔

۶۹
اَشَدُّ

بہت سخت، نہایت سخت :-

سورۃ بقرہ (۲: ۱۶۵) میں ایسے مومنین کی تعریف ہے جو خدا کے ساتھ نہایت سخت و قوی محبت رکھتے ہیں (اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ) دراصل ایسے دیندار خداوندِ عالم کے عاشق ہوتے ہیں اسی سورہ (۲: ۲۰۰) میں اہل ایمان کو یہ حکم ہوا ہے کہ وہ خدا کو اس طرح یاد کریں جیسے اپنے آبا و اجداد کو یاد کرتے ہیں بلکہ یہ ذکر بڑی شدت سے ہونا چاہیے (اَوْ اَشَدُّ ذِكْرًا)۔

اس نتیجہ خیز اور انتہائی مفید عمل کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، اُن میں سے بڑا موثر طریقہ مگر یہ وزاری ہے، جو نفسِ امارہ کو آسانی سے پگھلا دیتی ہے پھر ذکرِ الہی اور عشقِ سماوی کا موقع کیوں نہ ہو۔

خدا کے لئے سب سے زیادہ محبت :-
اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ۔ اور جو ایمان لاتے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔ (۱۶۵: ۲) اسی شدید محبت کا دوسرا نام عشقِ الہی ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۱
اشار

بُرے لوگ :-

سُورہ ص (۶۲: ۳۸-۶۳) میں ایک حکمت آگین ارشاد ہے : اور
(اہل دوزخ) کہیں گے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں)
نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے ۔۔۔ م اُن
لوگوں کی سختی بڑی سعادت مندی ہے، جو دنیا میں خواہ مخواہ بُرے لوگوں
میں شمار ہو جائیں مگر وہ حقیقت میں اچھے ہوں، اس لئے بہشت میں
داخل ہو جائیں، اور دوزخ میں ان کا نام و نشان نہ ملے (کتاب وحیہ
دین، گفتار / کلام ۲ میں دیکھیں)۔

۲

اصحاب الکھف غار والے :-

عالم شخصی کاروہانی معجزہ، جس میں سات بڑے ادوار اور سات چھوٹے
ادوار کی سمیٹی ہوئی روحانیت و معرفت موجود ہے (۱۸: ۹)۔

۳

اصحاب الکھف غار والے :-

اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام چیزیں امام مبین میں گھیس کر رکھی ہیں،
اسی طرح وہ مہربان عالم شخصی میں اس کا تجدد فرماتا ہے، پس
اصحاب کھف کی تاویلی حکمت اس کُلیہ سے الگ نہیں۔

معنی و حکمت

”الف“

لفظ

۷۴

اِصْطَفَى
(۱)

اُس نے برگزیدہ کیا، اُس نے چُن لیا:-

بے شک خدا نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے (۳۳:۳)، خاندانِ ابراہیم کا سلسلہ محمد و آئمہ آل محمد کے توسط سے جاری ہے۔

۷۵

اِصْطَفَى
(۲)

اُس نے چُن لیا، اُس نے پستد کر لیا:-

یہ پُر حکمت تذکرہ سورہ آل عمران (۳۱: ۳۳-۳۴) میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ اٰدَمَ۔ بیشک خدا نے نتخب فرمایا ہے آدم کو۔ یعنی اہل زمانہ میں سے نبوت و امامت کے لئے آدم کا انتخاب ہوا۔ وَنُوْحًا۔ اور نوح کو (نتخب فرمایا، وَالْاِبْرٰهِيْمَ وَالْاِسْمٰعِيْلَ۔ اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو۔ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ۔ اہل جہان پر یا عوالم شخصی پر) نتخب فرمایا اِذْ رِيَسَتْ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ۔ یہ ایک دوسرے کے سلسلہ ذریت و نسب ہیں۔

۷۶

اِطَاعَةٌ

اطاعت یعنی خدا، رسول، اور امام کی فرمانبرداری:-

آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: مَنْ اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى فقد

عصى الله ومن اطاعك فقد اطاعني ومن عصاك
فقد عصاني۔ جس شخص نے میری اطاعت کی یقیناً اُس نے خدا
کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی
نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی تو شک نہیں کہ اس نے
میرے اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی تو یہ سچ ہے کہ اُس نے
میرے نافرمانی کی (المُسْتَدْرَك - جلد سوم - مناقب، ص ۱۳۹) یہ
حدیث تشریف آئیہ اطاعت کی تفسیر ہے۔

میری اطاعت کر:

۷۷
اطعني

عبدی اطعني اجعلك مثلي جبالاً تموت، وعزيراً
لا تذلل، وغنياً لا تفتقر۔ اے بندہ من! میری اطاعت کر
تا کہ میں تجھ کو اپنی مثال (یعنی رحمانی صورت) پر کبھی نہ مرنے والا زندہ
کبھی ذلیل نہ ہونے والا معزز، اور کبھی مفلس نہ ہونے والا غنی بنا دوں
گا۔ (اربع رسائل اسماعیلیہ، ص ۱۵) یہ علمی بہشت کی
تعلیم ہے، اور سب سے بڑی نحو شجری۔

اندھا، باطنی کور:

۷۸
اعشى

سورہ نبی اسرائیل (۱۷: ۴۲) میں ہے: وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ

اَعْمَى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمَى وَاَصَلُّ سَبِيْلًا۔ اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ہادی برحق کی پیروی نہیں کرتا وہ گمراہ اور کوہِ باطن ہو جاتا ہے، اس کی دنیا و آخرت میں چشمِ بصیرت نہیں ہوتی ہے۔

دل (فُؤاد کی جمع) :-

۷۹

افئدة

اہل ایمان کے دلوں کا نور حضرت قائم ہے، لہذا یہی نور اصل دل / قلب ہے (۹:۳۲) خداوندِ تعالیٰ ایسا دل دے کر ہی مومنین پر اس احسان رکھتا ہے۔

تم قتل کرو، تم مار ڈالو :-

اَقْتُلُو
(۱)

تاریخ و تفسیر الگ ہے اور تحقیق الگ، مومنین سالک کی کامیابی اس بات میں ہے کہ وہ جسمانی موت سے قبل نفسانی موت کا مزہ چکھ لے، جیسے قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس کا ذکر آیا ہے، منجملہ ایک آیت شریفہ سورہ بقرہ (۲:۵۴) میں ہے، آپ پوری آیت کی حکمت میں غور کریں، پھر ان الفاظ کے صحیح مطلب کو سمجھ لیں: فَتَوَبُّوْا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ۔ سو تم اپنے مخالفین کی طرف

(عملی) تو بہرہ و پھر تم اپنے اپنے نفس کو (اصولی ریاضت سے) قتل کر دو۔

تم قتل کرو، تم مار ڈالو۔

۸۱
اُقْتُلُوا
(۲۱)

اس مضمون کی ایک دوسری آئیہ کریمہ اس طرح ہے: اگر ہم نے اپنی حکم دیا ہوتا کہ اپنے اپنے نفس کو (اصولی ریاضت سے) قتل کر دو یا اپنے کھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے، حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتری اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا

(۶۶:۴) قتل کن فرعون نفس خویش را در زمان موسائے عمرانت گنم

پچھنے کے مقامات :-

۸۲
اَكْتَانَ

اور اس نے پہاڑوں میں تمہارے لئے پچھنے کے مقامات بنا دیئے (۸۱:۱۶) یعنی کلمہ باری اور کوہ عقل کا اشارہ یوں ہے کہ تمہاری محیط اور کل زندگی پوشیدہ ہے، اور صرف معرفت ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ تم کہاں کہاں تھے، میں، اور ہوں گے۔

معنی و حکمت

”الف“

لفظ

۸۳

الْبَابُ
(۱)

عقلیں، واحد لُبُّ، خالص عقل :-

اولوالالباب (صاحبانِ عقل) کا وصف قرآن حکیم کے ۶ مقامات پر آیا ہے، قرآن عزیز سرتاسر علم و حکمت کے عجائب و معجزات کی بہشت ہے، لہذا اولوالالباب کے باغ و گلشن کا نظارہ روح پرور کیونکر معمولی ہو سکتا ہے، آپ ان تمام آیاتِ کریمہ کی معنوی گہرائی میں اتر کر دیکھ لیں۔

۸۴

الْبَابُ
(۲)

عقلیں، واحد لُبُّ، خالص عقل :-

جیسا کہ سورہ آل عمران (۳: ۱۹۰-۱۹۱) میں ہے: بیشک آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں اور شب و روز کے اَدَلُّ جَدَلٌ میں ان صاحبانِ عقل کے لئے نشانیاں موجود ہیں جو کھڑے (کھڑے) اور بیٹھے (بیٹھے) اور کروٹوں کے بل (لیٹے لیٹے)، اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں.....

۸۵

الْبَابُ
(۳)

عقلیں، واحد لُبُّ، خالص عقل :-

اگر کوئی سعادت مند مومن دائم الذکر ہو کر یادِ الہی کی نعمتوں سے اپنی روح کو ترقی دینا چاہتا ہے اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ذکر کی مدد اور قوت سے عقل کس برعت اور درستی سے کام کر سکتی ہے تو اسے قرآن پاک کی مذکورہ تعلیم پر سچے دل اور عالی سمیٹی سے عمل کرنا چاہیے

تاکہ وہ صاحبانِ عقل میں سے ہو جائے۔

کیا میں نہیں ہوں؟ :-

سورۃ اعراف (۷۴: ۱۷۲) میں ارشاد ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّكَوُ
کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ یہ عالم شخصی ہی کا واقعہ ہے کہ
جب کوئی مومن سالک ربّانی ہدایت و پرورش سے مرتبہ حقّ الیقین
تک پہنچ جاتا ہے، اور اسے وہ تمام نعمتیں عطا کی جاتی ہیں جو منازل
روحانیت اور مراحل عقلانیت میں درجہ بدرجہ رکھی ہوئی ہیں تو تب
حقّ تعالیٰ ایسے ہر عارف یعنی تمام عارفوں سے پوچھتا ہے: کیا میں تمہارا
پروردگار نہیں ہوں؟ آیا میں نے تمہاری روحانی اور عقلی پرورش نہیں کی؟
اس کے لئے عرفاء اپنے اپنے وقت میں اقرار کرتے ہوئے کہتے
ہیں: اے ربّ کریم! کیوں نہیں۔

عہدِ الست :-

اگرچہ ظاہر اُسب لوگ بنی آدم کہلاتے ہیں، لیکن حقیقت اس کے
برعکس ہے کیونکہ اس پُر حکمت لفظ میں ورثہ و خلافت کا اشارہ پوشیدہ
ہے، لہذا صرف انبیاء و اولیاء علیہم السلام ہی بنی آدم اور وارثِ علم
آدم ہیں، اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی بنی آدم ہو سکتے

۸۶
اَلَسْتُ
(۱)

۸۷
اَلَسْتُ
(۲)

ہیں، تاکہ عہدِ الست تک رسا ہو جائیں۔

مقام دیدار و معرفت :-

عالمِ علوی جو عالمِ وحدت ہے، اس کا سفر ظاہری و باطنی کثرت کے شعور و غوغائیں ممکن نہیں، لہذا خداوندِ عالم نے انسانِ کامل کی پشت سے اس کی ذُریت کے عالمِ ذر کو الگ کر دیا، جو وقت آنے پر شخصِ کامل میں فنا ہو کر ایک ہو گیا، پھر خدا نے عارف کو اپنی روح کے بالائی سرے پر حاضر کر دیا، اس کا مشاہدہ اور دیدار کرایا، نیز اسے اس عظیم معجزے پر گواہ بنا دیا، یہ سارے معانی "وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ" میں موجود ہیں، بلکہ اس میں حضرت رب کے دیدارِ پاک اور معرفتِ عالیہ کا اشارہ بھی پوشیدہ ہے، پس آیہ عہدِ الست تمام روحانی اور عقلانی واقعات پر محیط ہے۔

میشاقِ الست :-

بنی آدم یعنی انسانِ کامل کسی ایک وقت میں نہ تھے بلکہ ان کا سلسلہ ہمیشہ دنیا میں جاری ہے، لہذا اَلْسَتْ کا انتہائی عظیم معجزہ ہر زمانے میں ہوتا رہتا ہے، جیسے ہم تجدیدِ اشغال کو ملتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کیونکہ خالقِ اکبر عوالمِ شخصی کو ہمیشہ اور مسلسل پیدا کرتا رہے پس

۸۸
اَلْسَتْ
(۳۱)

۸۹
اَلْسَتْ
(۳۲)

معلوم ہوا کہ ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ميثاقِ السَّت کا تجدید ہو جاتا ہے۔

آیۃ السَّت (۴: ۱۷۲) :-

۹۰
السَّت
(۵)

سوال: آیۃ السَّت میں بنی آدم کا ذکر ہے لیکن خود آدم علیہ السلام کا تذکرہ نہیں، اس میں کیا راز ہے؟ آیا ابوالبشر عبدالست کے قانون سے مستثنیٰ ہے یا اس میں کوئی اور حکمت پوشیدہ ہے؟

جواب: زیر بحث آیۃ کریمہ میں آدم دور کا ذکر بھی موجود ہے، جبکہ وہ گزشتہ دور کے اعتبار سے ابن آدم ہے اور موجودہ دور کے لحاظ سے آدم اور ابوالبشر ہے۔

فَرَانَهُ دِيدَار، بعد از فناء فی اللہ وبقاء باللہ (الف)۔

۹۱
السَّت
(۶)

دیدار فناء سے پہلے بھی ہے اور بعد میں بھی (ب) :-

جیسا کہ ذکر ہوا، وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ (۴: ۱۷۲) کے مبارک الفاظ میں عظیم معنوی اسرار پوشیدہ ہیں، یعنی اس میں جانوں کی جان یا روح الارواح کے پاک دیدار کا اشارہ فرمایا گیا ہے

اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جس میں فنا ہو جانے سے ہم کو سب سے اعلیٰ زندگی مل سکتی ہے، وہ ہماری روح اعظم یا جانوں کی جان ہے پس اے نور عین من! آپ کائناتی سطح پر سوچنے کے عادی ہو جائیں کہ خداوند کریم نے اَکَسْتُ بِرَجَبِكُمْ، نہیں فرمایا مگر لازوال نعمتوں سے بھری ہوئی کائناتیں عطا کر دینے کے بعد، اور تمام نعمتوں کی جان خدا تعالیٰ کا دیدار ہے۔

۹۲

اللہ

خدا :-

اگر آپ آخرت (بہشت) چاہتے ہیں تو اپنی روح کو خدا کے عشق اور محبت میں رکھنا، ہمیشہ خدا کے خیال میں رہنا، خدا کا خیال ایک لمحے کے لئے بھی نہ بھلانا۔ فرمان مبارک، حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ، اس دنیا میں صرف امام ہی کی نورانی ہدایت ہے جس کے مطابق چلنے سے لوگ خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔

۹۳

اللہ یتوفی

خدا قبض کرتا ہے :-

ترجمہ آیہ مبارکہ: اللہ موت کے وقت رو میں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے... (۳۹: ۴۲)، انسان ایک مکمل عالم ہے، اس میں نباتی، حیوانی، اور انسانی درجے کی

لا تعداد رو میں موجود ہیں، جن میں مجزوی طور پر موت اور از سر نو زندگی کا عمل جاری و ساری ہے۔

اللقاء :-

۹۴
الہام

الہام: خدا کی طرف سے دل میں کسی بات کے ڈالنے کو کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: **فَالْهَمَّهَا فَجُورَهَا وَتَقْوَاهَا**۔ پھر اس کی پدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی (۸:۹۱)۔ یہ الہام ان دو ساتھیوں کے توسط سے بھی ہو سکتا ہے جو دل کے دونوں کانوں کے پاس ہی ہیں اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ الہام ممکن ہے، تاہم اس کے مختلف درجات ہو سکتے ہیں۔

اصل کتاب :-

۹۵
اُمُّ الْکُتُبِ
(۱۱)

قرآن حکیم (۱۳: ۳۹، ۴۳: ۴، ۴۳: ۳۹) میں اُمُّ الْکُتُبِ کا ذکر آیا ہے جو بعض علماء کے قول کے مطابق لوح محفوظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے حضرت علی علیہ السلام مراد ہے، اور ہم اسی دوسرے قول کو مانتے ہیں، کیونکہ قلم اعلیٰ نور محمد ہی ہے اور لوح محفوظ نور علی، جیسے مولا علیؑ کا ارشاد ہے: **اِنَّ اللّٰوْحَ الْمَحْفُوْظَ**۔ یعنی میں ہی لوح محفوظ ہوں۔ پس علی مرتضیٰؑ ہی اُمُّ الْکُتُبِ ہے (بحوالہ کوکبِ دُرّی، باب سوم،

منقبت ۵، نیز جوہر دین، کلام ۱۹ کے آخر میں دیکھیں: ”حکایت“۔

اصل کتاب :-

سورہ رعد کے اس خزانہ علم و حکمت کی قدر و قیمت کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا، ارشاد ہے: **يَهْوُوا لِلَّهِ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ بِهِ** وَعِنْدَهُ **أُمُّ الْكُتُبِ**۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے، اور جبکہ **أُمُّ الْكُتُبِ** اسی کے پاس ہے (۱۳۱: ۳۹) یعنی جب ہر قیامت میں خدائے عز و جل کائنات کو امام مبین کے عالم شخصی میں گھیر کر رکھتا ہے تو اس حال میں چہرہ خدا (امام سے) باہر ہر چیز محو و فنا ہو جاتی ہے، یہی ہے **أُمُّ الْكُتُبِ** کی تحریرات کے سوا تمام چیزوں کو مٹا دینا۔

اصل کتاب :-

مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: **أَنَا وَجْهُ اللَّهِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ میں آسمانوں اور زمین میں خدا کا چہرہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد ہے: **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ**۔ یعنی چہرہ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے (۸۸: ۲۸) کوکبِ درمی باب سوم، منقبت ۶۹۔

۹۶
أُمُّ الْكُتُبِ
(۲۱)

۹۷
أُمُّ الْكُتُبِ
(۳۱)

یہی چہرہ خدا جو امام مبین ہے اُمّ الکتاب اور لوح محفوظ بھی ہے اور
عزیزہ خزان بھی۔

پیشوا:-

یاد رکھو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں (کلمات) میں آزمایا
تو اس نے ان کو مکمل کر لیا، اللہ نے فرمایا کہ میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا
بنانے والا ہوں (۱۲۴: ۲) سوال ہے کہ وہ کلمات کیا تھے؟ جواب:
اللہ تعالیٰ کے بزرگ ترین اسماء اور کلمات التامات۔

۹۸
امام
(۱۱)

پیشوا:-

اگرچہ حسبِ منشاء الہی نورِ امامت شروع ہی سے عالمِ دین میں جلوہ گر
تھا تاہم پروردگار نے حضرت ابراہیمؑ کی عظیم شخصیت میں اسے نمایان
فرمایا، اگر اس مثال میں چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو اس حقیقت کا محمل
یقین آتا ہے کہ "امامت درختِ نبوت کا ثمرہ پر حکمت ہے۔"

۹۹
امام
(۲)

پیشوا:-

سورۃ انبیاء (۲۱: ۴۳) میں دیکھ لیجئے: وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً
... اور ہم نے ان کو امام بنا دیا۔۔۔ اس معنی میں کہ امامت

۱۰۰
امام
(۳)

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

اہل زمانہ پر محبتِ خدا ہے۔

پیشوا:-

سورہ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۱) میں ہے: **يَوْمَ تَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ**۔ اُس دن جب کہ ہم اہل زمانہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ خوب غور سے دیکھ لیں کہ کُلُّ اُنَاسٍ کے اس کلمے سے کچھ لوگ مستثنا ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، پس سلسلہ امامت زمانہ آدم سے لے کر قیامتِ القیامات تک جاری و باقی ہے۔

۱۰۱
امام
(۴)

پیشوا:-

نورِ امامت شروع سے آخر تک ایک ہی ہے، مگر جامہ ہائے جسمانی زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے آتے ہیں، ایسے میں اگر حضرت ابراہیمؑ کو امامِ اولین و آخرین کہا جائے تو یہ بات نورِ واحد کی وجہ سے حقیقت ہوگی، اور یہی صفت ہر امام کی ہے۔

۱۰۲
امام
(۵)

پیشوا:-

سورہ فرقان (۲۵: ۷۴) میں حضرت ائمہ علیہم السلام کی ایک خاص دعا کا ذکر آیا ہے، وہ یہ ہے: اور جو لوگ دعا مانگا کرتے ہیں کہ

۱۰۳
امام
(۶)

اے ہمارے پروردگار، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی ذریت سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ آئمہ طاہرین ہی ہیں اور اپنی پاک ذریت کے سلسلے میں بھی امام ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

پیشوا:-

۱۰۴
امام
(۷)

ذُرِّيتِ ذَرَاتِ رُوحِ كُو كَيْتَيْتِي هُو - (۲۱: ۳۶) چنانچہ ہر شخص کے ذراتِ روحانی یا ذریتِ ماضی میں بھی تھی اور ہر مستقبل میں بھی ہوگی، پس یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ہر امام باعتبار ذریت اور نور و نورانیت نہ صرف حال و مستقبل کا امام ہو سکتا ہے، بلکہ وہ ماضی میں بھی امام رہ چکا ہوتا ہے، یہ تنازعہ ہرگز نہیں، آپ اسے تجدد و امتثال کہہ سکتے ہیں۔

پیشوا:-

۱۰۵
امام
(۸)

بحوالہ سورہ صود (۱۱: ۱۷)، کتاب موسیٰ کے امام اور رحمت ہونے کی تاویل حکمت یہ ہے کہ حضرت امام ہارونؑ توراتِ ناطق تھا، اور اسی آیتِ مبارکہ کے مطابق مولا علیؑ بمرتبہ گواہ رسولِ قرآنِ ناطق، کیونکہ خدا نے بزرگ و برتر نے تمام اعلیٰ چیزوں اور جملہ معجزات کو امام مبین میں گھیر کر

رکھا ہے (۱۲:۳۶)۔

۱۰۶
امام
(۹)

پیشوا:-

یہ حدیث شریف ترمذی، جلد دوم، فضائل قرآن میں ہے: رَاتٍ
لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ لَيْسَ -
بیشک ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورہ یسین ہے اس
کی ایک خاص وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خزانہ خزان
کا ذکر ہے، وہ یہ ہے: وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامِهِ مُبِينٍ
(۱۲:۳۶) اور ہم نے تمام چیزوں کو پیشوائے ظاہر میں گھیر کر رکھا
ہے۔ یعنی خدائے عزوجل کائناتِ باطن کو امامِ حقیقہ حاضر میں پھیلاتا بھی
ہے، اور اسی میں سے پھیلاتا بھی ہے۔

Lumina Space
Knowledge for a united humanity

پیشوا:-

۱۰۷
امام
(۱۰)

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ قادرِ مطلق ہر طرح کے مردوں کو
زندہ کر دیتا ہے، لیکن اس سلسلے میں سب سے عظیم معجزہ یہ دیکھنا ہے کہ
جیتے جی (ریاضت سے) مرنے والوں کو خدا کس طرح پاکیزہ روح میں
زندہ کرتا ہے، آپ یقین کریں کہ کلّیۃً امامت کے آغاز (اِنَّا نَحْنُ
نُحْيِ الْمَوْتَىٰ - یقیناً ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں) میں بطور خاص

اسی معجزے کی طرف اشارہ ہے، وہ کلمۃ امامت یہ ہے۔

پیشوا:-

۱۰۸
امام
(۱۱)

یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں ان کے اعمال کو، جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، اور ہم نے تمام (مجرد اور لطیف، چیزوں کو پیشوائے ظاہر میں کھیر کر رکھا ہے (۳۶: ۱۲)، اس آیتِ باحکمت میں سب سے پہلے اجملے موتی (مردوں کو زندہ کرنا، کا ذکر ہے جو انتہائی عظیم مضمون ہے، کیونکہ وہ فنا فی الامام، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہے، اور یہ تینوں فنا میں یا بحقیقت ایک ہی فنا حضرت امام صلوة اللہ علیہ وسلم کے پاک عشق میں ہے۔

پیشوا:-

۱۰۹
امام
(۱۲)

حضرت مولا علی صلوة اللہ علیہ وسلم کے اس پُر حکمت کلام میں کما حقہ غور کیجئے:-

وَتَحِبُّ اَنْتَكَ جِزْمٌ صَغِيرٌ - وَفِيكَ اَنْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ
ترجمہ: اور تو خیال کرتا ہے کہ تو عالمِ اصغر ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔

یہ امر واقعی دو طرح سے ہے: بجز قوت اور بجز فعل چنانچہ امام حسین وہ مبارک ہستی ہے، جس کے عالم شخصی میں باری تعالیٰ نے عالم اکبر کو بجز فعل گھیر کر رکھا ہے، جس سے کوئی لطیف شئی باہر نہیں، نہ عرض و کرسی اور نہ قلم و لوح، الغرض عالم دین تماماً و کاملاً امام حسین علیہ السلام کے عالم شخصی میں مرکوز و محدود ہوتا ہے۔

۱۱۰ امام الوقت امام وقت :-

حدیث شریف ہے: مَنْ مَاتَ وَكَمْ يَعْرِفُ إِمَامَهُ
رَمَانَهُ مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَالْجَاهِلُ فِي السَّارِ
جو شخص مر جائے درحالے کہ اس نے امام زمان کو نہیں پہچانا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مر جاتا ہے اور جاہل کا ٹھکانا آتش (دوزخ) ہے (کتاب وجہ دین، گفتار ۳۶) یہ اس لئے ایسا ہے کہ خدا اور رسول کے بعد صاحب امر (امام زمان) کی اطاعت فرض ہے تاکہ علم و معرفت کا گنج گرا نما یہ حاصل ہو۔

۱۱۱ امام الزمان امام زمان کی اطاعت :-

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ اطَاعَنِي فَقَدْ اطَاعَ
اللَّهَ وَمَنْ عصَانِي فَقَدْ عصَى اللَّهَ وَمَنْ اطَاعَ الْإِمَامَ

فَقَدْ اطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَى الْاِمَامَ فَقَدْ عَصَانِیْ - آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ (سنن ابن ماجہ، جلد دوم، کتاب الجہاد، باب ۳۹، طاعۃ الامام)۔

۱۱۲
امام الزمان امام زمان کی معرفت :-
(۲)

حدیث تشریف ہے: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِیْتَةً بَاطِلِیَّةً۔ جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی (لغات الحدیث جلد چہارم، باب الیم مع الواو)۔

۱۱۳
امام الزمان امام زمان کی معرفت :-
(۳)

ارشاد نبوی ہے: مَنْ مَاتَ دَعِیْرٍ اِمَامَ مَاتَ مِیْتَةً بَاطِلِیَّةً۔ جو شخص مر جائے امام (کی اطاعت کے، بغیر اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی)۔ (مسند احمد بن حنبل، ۵، حدیث ۱۶۴۳۴)۔
الستدرک، الجزء الاول، ۲۵۹ / ۲۵۹ میں بھی دیکھ لیں۔

امام الزمان ۱۱۴ (۴)

امام زمان کی معرفت :-

یہ حدیث شریف کتاب وجہ دین، گفار / کلام ۳۶ میں اس طرح ہے؛
 مَنْ مَاتَ وَكَوَّ يَعْرِفُ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مَيْتَةً
 جَاهِلِيَّةً، وَالْجَاهِلُ فِي النَّارِ۔ جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے
 کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی اور جاہل و
 نادان آگ میں ہے۔ یعنی بہشت وہاں ہے جہاں علم کا شہر اور حکمت
 کا گھر ہے، جس کا دروازہ علی زمان (امام وقت) ہے اور جو اپنے زمانے
 کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے تو اس کی موت زمانہ جاہلیت کی موت
 جیسی ہو جاتی ہے، اور جاہل آتش جہالت میں گرفتار ہے۔

امام الزمان ۱۱۵ (۵)

امام زمان کی معرفت :-

ادعائے الاسلام، المجلد الاول، کتاب الولایۃ، ذکر ولایتہ الامتہ
 کے حوالے سے، حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت
 ہے کہ آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کے
 بارے میں فرمایا: مَنْ مَاتَ لَا يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مَيْتَةً
 جَاهِلِيَّةً۔ جو شخص مر جائے درحالیہ کہ وہ اپنے زمانے
 کے امام کو نہیں پہچانتا ہے تو وہ (زمانہ) جاہلیت کی سی موت میں مر جاتا
 ہے۔ صادق آل محمد نے فرمایا کہ امام زمانہ سے زندہ امام مراد ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۱۱۶

امام الزمان امام زمان اور قیامت:-

(۶)

امام جعفر الصادقؑ نے خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:
يَوْمَ حَتَدُّهُوَ اَكْلَ اَنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (۱۷، ۱۸)
جس دن کہ ہم ہر ایک جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔
آپ نے فرمایا کہ اس سے ہر زمانے کا امام مراد ہے۔

۱۱۷
اُمَّة
(۱)

جماعت:-

سورۃ بقرہ (۲: ۲۱۳) میں ارشاد ہے: سب لوگ ایک ہی جماعت تھے
پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا۔

سوال: سورۃ فاطر میں فرمایا گیا ہے: اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جس
میں کوئی ڈرُسنانے والا نہ گزرا ہو (۳۵: ۲۳) پھر لوگوں کی یہ اُمتِ واحدہ
پیغمبروں کے آنے سے پہلے کہاں تھی؟ اور یہ کس دور کی بات ہے؟
جواب: چونکہ تصورِ آفرینش خط جیسا نہیں بلکہ دائرے کی طرح ہے
لہذا دائرہٴ کل پر آگے چھپے نہیں، مگر ہاں عالمِ علوی کو تقدّمِ شرفی
حاصل ہے، جہاں لوگ پیغمبرِ نورانی میں صرف ایک ہی اُمت تھے
ہیں، اور ہوں گے۔

۱۱۸
اُمَّة
(۲)

جماعت :-

تمام لوگ عالمِ ذرّ میں ایک ہی اُمت ہیں، یہی حال نفسِ واحدہ میں بھی ہے اور جسمِ لطیف میں بھی، آپ سورۃ نحل (۱۶: ۱۲۰) میں پھٹنے والے ابراہیم علیہ السلام کی مثال کو پڑھ سکتے ہیں: بیشک ابراہیم ایک اُمت تھے خدا کے لئے فرمانبردار اور خاص موجد۔

۱۱۹
اُمْتَال
(۱)

مثالیں، مانند، تبدلِ امثال :-

جو لوگ مرجانے سے قبل مر کر زندہ ہو گئے تھے وہ اس راز کو جانتے تھے کہ موت کے بعد اصل زندگی جسمِ لطیف ہی میں ہے، کیونکہ موجودہ جسمِ بہشت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا، یہ تو صرف دنیوی زندگی ہی کے قابل ہے اور بس، چنانچہ سورۃ واقعہ (۵۶: ۶۰-۶۱) میں ہے: اور ہم اس سے عاجز نہیں کہ تمہارا تبدلِ امثال کریں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کریں جسے تم مطلق نہیں جانتے۔ یعنی تم کو موت کے بعد جسمِ مثالی ملنے والا ہے جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

۱۲۰
اُمْتَال
(۲)

مثالیں، مانند، تبدلِ امثال :-

یہ پُر از حکمت ربّانی تعلیم سورۃ دھر (۶۱: ۲۸) میں ہے: ہم نے اُن کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں تو ان کا تبدلِ امثال کر دیں۔

یعنی ان کو جسم کثیف سے جسم لطیف میں تبدیل کریں، اس سے یقین آیا کہ جسم کثیف بہشت کے قابل نہیں ہے کہ اس میں بہت سی کمزوریاں اور خامیاں ہیں۔

ان کی مثالیں:-

۱۲۱
أَمْثَلَهُمْ

اور جب ہم چاہیں تو ان کی مثالیں تبدیل کریں گے جیسا کہ تبدیل کرنا ہے۔ اس سے جسم مثالی مراد ہے (۶۱: ۲۸)۔

كَلِمَةٌ كُنْ، حَكْمٌ، عَالِمٌ أَمْرٌ:-

۱۲۲
أَمْرٌ

يُذَكِّرُ الْأَمْرَ (۱۳: ۲) وہی امر کے پیچھے امر فرماتا رہتا ہے تاکہ ایک آیت سے دوسری آیت الگ رہے۔

سورہ بنی اسرائیل (۱۷: ۸۵) میں رازِ روح کا ذکر ہے کہ یہ عالم امر سے آتی ہے، منقطع ہو کر نہیں بلکہ سورج کی شعاعوں کی طرح یا آبِ روان کی طرح یا نورانی رستی کی طرح یا بجلی کے کرنٹ کی طرح کہ روح کا سرچشمہ اور بالائی ہر اکلمہ کن میں ہے، جہاں سے زندگی کی نہر ہمیشہ جاری ہے۔

اللّٰهُ كَافِرْمَانَ، اللّٰهُ كَاكَامٌ:-

۱۲۳
أَمْرُ اللّٰهِ

وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا (۳۳: ۳۷) خدا کا فرمان ازلِ عمل

میں آچکا ہے، اس کا کام کیا گیا ہے، یعنی اللہ کے لئے کوئی کام نیا نہیں، ہاں، تجدیدِ امثال کا سلسلہ جاری و ساری ہے، جس کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا، اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پیغمبران :-

۱۲۴
انبیاء
(۱)

لغات الحدیث، جلد چہارم، کتاب "ن" میں ہے: الْأَنْبِيَاءُ مِائَةٌ أَلْفٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا وَالْمُرْسَلُونَ مِنْهُمْ ثَلَاثٌ مِائَةٌ وَثَلَاثَةٌ عَشَرَ۔ دنیا میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر آئے ہیں، ان میں رسول (جو صاحبِ شریعت ہوں)، تین سو تیرہ گزرے ہیں۔

طبقاتِ انبیاء :-

۱۲۵
انبیاء
(۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبروں کے چار طبقے ہیں، ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خیر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں، دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز بھی سنتے ہیں، لیکن بیداری میں کچھ نہیں دیکھتے نہ وہ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے، تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں اور بیداری میں بھی دیکھتے اور سنتے ہیں یہ اولوا العزم پیغمبر ہیں، چوتھے وہ پیغمبر جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں اور فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ (لغات الحدیث، جلد چہارم)

کتاب "ن" ص ۱۵۔

پیغمبران :-

۱۲۶
انبیاء
(۳۱)

حدیث شریف ہے: اَنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ الْفِ نَبِيٍّ وَّارْبَعَةَ وَعِشْرِينَ الْفِ نَبِيٍّ مِنْ وِلْدِ اٰدَمَ اِلَى الْقَائِمِ - کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہو گئے ہیں اولادِ آدم سے لے کر قائم تک (کتاب سرائر، ص ۱۲۰)۔

بشر، آدمی :-

۱۲۷
الانسان
(۱)

جب کسی سالک عارف کو مقامِ دہر میں اللہ کا پاک دیدار ہو جاتا ہے تو وہ بحقیقت فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، اس اعتبار سے اس کا کوئی نام و نشان نہیں ہوتا (۱: ۷۶)۔

خدا نے اپنے قانونِ فطرت کے مطابق ہر انسان کو اس کے ماں باپ کے نطفہ مخلوط سے پیدا کیا (۲: ۷۶)۔

آدم و آدمی :-

۱۲۸
الانسان
(۲)

قرآن عظیم میں جس پُر حکمت انداز سے انسان کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس پر درست غور و فکر کرنے سے یہ حقیقت دلنشین ہو جاتی ہے کہ خداوند

تبارک و تعالیٰ نے آدم و آدمی یعنی انسان کو اپنے لا ابتدا و لا انتہا معجزات کا سرچشمہ اور بے پایاں عجائب و غرائب کا عظیم خزانہ بنا دیا ہے، وہ اصلاً ایک اکیلا شخص ہے مگر فرغاً بے شمار اشخاص کی صورت میں ظاہر ہے، عالم وحدت میں دیکھو تو سہمی یہ وہاں فرد واحد ہے، عالم کثرت میں ملاحظہ کرو، یہ تو یہاں نفوسِ خلائق کے نام سے جہان بھر میں پھیل گیا ہے، وہ بحکم خدا کثیف سے لطیف، ہو کر حزن، پرہی، فرشتہ اور جامہ جنت بن جاتا ہے، اور ان شاء اللہ اس سے بھی اوپر جا سکتا ہے۔

بشر :-

۱۲۹
انسان
(۳)

انسان کی روح کُلّی کس طرح کائنات میں پھیلی ہوئی ہے، اس کو سمجھنے کے لئے پانی کی کُلّیت کا دائرہ سب سے بہترین نمونہ ہے، چنانچہ پانی اگر اپنے مرکز میں ہے تو اس کا نام ”سمندر“ مشہور ہے، اس میں سے جو پانی لطیف بن کر اُڑ رہا ہو اس کو بخارات کے اسم سے موسوم کیا جاتا ہے، ایسا پانی جب ہواؤں اور فضاؤں کے دوش پر سوار ہو تو وہ بادل کہلاتے ہیں جب پانی بادلوں سے برس رہا ہو تو بے تو برف یا بارش کے نام سے پہچانا جاتا ہے، بلند پہاڑوں پر ذخیرہ یخ، گلشنیہ، چتیمہ ندی، نالہ نہر، تالاب، کنواں، جھیل، دریا، وغیرہ سب کے سب ایک ہی پانی کے مختلف اجزاء کے اسماء ہیں، چنانچہ عالم انسانیت وہ بحر گہرا ہے

جس کے دائرہ کلیت سے نہ جن و پری الگ ہیں اور نہ فرشتے۔

۱۳۰
اَنْفُسُ

عالمِ شخصی، عوالمِ شخصی :-

جب مادی سائنس کی برکتوں سے اہل دنیا کو طرح طرح کی سہولتیں مہیا ہو رہی ہیں جن کی تعریف بیان سے باہر ہے، تو پھر جب عالمِ شخصی میں روحانی سائنس کا ظہور ہوگا اس وقت نئی نوع انسان کو کیسے کیسے عظیم فائدے حاصل ہوں گے (۵۳:۴۱)۔

۱۳۱
اَوَاہ

نرم دل، آہ و زاری کرنے والا، دعا کرنے والا :-

سُورَةُ تَوْبَةٍ (۱۱۴:۹) میں ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَآوَاہٌ حَلِيْمٌ۔ واقعی ابراہیم بڑے نرم دل (اور آہ و زاری کرنے والے) تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت ارشاد کا منشا یہ ہے کہ مومنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں تاکہ انہیں روحانی ترقی اور خدا کی نزدیکی نصیب ہو۔

۱۳۲
اَوْرَثْنَا

ہم نے وارث بنایا، یعنی قرآن کے وارث :-

سُورَةُ فَاطِرٍ (۳۵:۳۲) میں ارشاد ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا۔ پس جب تک

دنیا میں کتاب یعنی قرآن ہے تب تک اس کے وارث بھی نہیں، اور وہ زمانے کا امام ہے، اور اس بات کی کیا دلیل ہے کہ صرف امام زمانؑ ہی قرآن کا وارث ہے؟ دلیل یہ ہے کہ خداوند عالم نے امام علیہ السلام کو جس طرح قرآن کی نورانیت و تاویل سے نوازا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، الحمد للہ رب العالمین۔

صاحبانِ امر، حضرت ائمہ علیہم السلام :-

۱۳۳
اولی الامر
(۱)

آیہ اطاعت کا ترجمہ: اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں (۴: ۵۹) یعنی خدا اور رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ائمہ آل محمدؑ کی اطاعت بھی فرض ہے، جن کی امامت قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اس کے برعکس نبوی سلاطین و حکام اولو الامر نہیں ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی اسلام کے مثالی زمانے (یعنی زمانہ نبوت) میں اس کا کوئی نمونہ مل سکتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت (۴: ۵۹) سورہ نسا کے اسی رکوع، ششم میں ہے جس میں آل ابراہیمؑ کو کتاب، حکمت اور ملک عظیم عطا ہونے کا ذکر ہے (۴: ۵۴) پس مضمون رکوع کے مطابق یہاں آل ابراہیمؑ سے مراد محمدؐ و آل محمدؑ ہیں۔

”الف“

معنی و حکمت

لفظ

آئِمَّةُ آلِ مُحَمَّدٍ۔

۱۳۴
اولی الامر
(۲)

آیۃ اطاعت کے دوسرے حصے کا ترجمہ: اور اگر تم (اولی الامر کی شناخت کی، کسی بات میں جھگڑا کرو تو اس امر میں خدا و رسولؐ کی طرف رجوع کرو (یعنی پھر سے قرآن و حدیث میں دیکھو) اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہی (تمہارے حق میں) بہتر ہے اور تاویل کے اعتبار سے بھی بہت ہی اچھا ہے (۵۹:۴)۔

ہاتھوں والے۔

۱۳۵
اولی الایدی

اور (اے رسولؐ) ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے (۴۵:۳۸)، یعنی ان کو ید اللہ اور عین اللہ کا عظیم مرتبہ حاصل ہوا تھا، اور یہ عالم وحدت کے اہرار میں سے ہیں۔

جنگ والے۔

۱۳۶
اولی یاسٍ

اولی یاسٍ مشدیدی۔ بڑی سخت جنگ لڑنے والے (۵:۱۷) یعنی روحانی لشکر، جن کا ذکر سورۃ مائدہ (۵۴:۵) میں بھی ہے، اور اس مثالی لشکر کا نام یاجوج و ماجوج بھی ہے قرآن کریم میں روحانی لشکر کا نمایان ذکر تو بہت سے مقامات پر موجود ہے۔

خدا کے خاص دوست :-

خدا کے خاص دوستوں کے بارے میں ارشاد ہے: **الْأَيُّمَاتُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** (۶۲: ۱۰) مَن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ یہ اولیائے خدا ائمہ آل محمد ہی ہیں، جن کو خداوند عالم نے قرآن عظیم کے تاویلی معجزات دے کر سرفراز فرمایا ہے، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ جو عقلی، علمی، اور دائمی ہے وہ یقیناً قرآن حکیم ہی ہے جس کے دو پہلو ہیں، تنزیل اور تاویل، تنزیل سے آنحضرتؐ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا، اور تاویل کے لئے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

دوستانِ خدا :-

الْأَيُّمَاتُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۶۲: ۱۰) آگاہ رہو اس میں شک نہیں کہ دوستانِ خدا پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یاد رہے کہ خوف کا تعلق مستقبل سے ہے اور غم کا تعلق ماضی سے ہے، مثلاً ایک عام انسان آنے والی بیماری اور موت سے ڈرتا ہے، جو مستقبل کی طرف ہے، اور اپنی جوانی کی خوبیوں کے زوال پر غمگین ہو جاتا ہے جو ماضی کی جانب ہیں، اس کے برعکس خدا کے اولیاء علمی اور عرفانی طور پر خوب مطمئن ہیں، کیونکہ وہ اگر جسماً دنیا

میں ہیں، لیکن روحاً و عقلاً بہشت میں ہیں۔

دوستانِ خدا:-

۱۳۹
أُولِيَاءَ
(۳)

یہ وہ لوگ ہیں جو (حقیقی معنوں میں) ایمان لاتے اور (خدا سے) ڈرتے تھے، ان ہی لوگوں کے واسطے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت ہے، خدا کے کلماتِ تاماتِ ادل بدل نہیں ہوا کرتے یہی تو بڑی کامیابی ہے (۱۰: ۶۳-۶۴)۔

سوال: اولیاء کو بہشت کی خوشخبری کس طرح دی جاتی ہے؟ جب بہشت میں سب کچھ موجود ہے تو پھر مزید کس چیز کی خوشخبری ہو سکتی ہے؟ یہاں کلماتِ تامات کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں کیا حکمت ہو سکتی ہے؟

دوستانِ خدا:-

۱۴۰
أُولِيَاءَ
(۴)

جواب: انفرادی قیامت اور کمالِ روحانیت، یہ بہشت کی عملی خوشخبری ہے، بہشت خود بھی لانا تھا بہشتوں کے لئے بشارت ہے، کلماتِ تامات میں خداوندِ عالم کے ملکِ قدیم کے اسرارِ پنہان ہیں۔

خدا کے دوست، دوستانِ خدا:-

۱۴۱
أُولِيَاءَ اللَّهِ
(۱)

سورۃ یونس (۱۰: ۶۲-۶۴) میں أُولِيَاءَ اللَّهِ (دوستانِ خدا) کا

ذکرِ جمیل فرمایا گیا ہے، ان آیاتِ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: آگاہ رہو اس میں شک نہیں کہ دوستانِ خدا پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو (حقیقت، ایمان لائے اور) خدا سے ڈرتے تھے، ان ہی لوگوں کے واسطے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے، خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو کرتی، یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے (۱۰: ۶۲-۶۴)۔

أُمَّةٌ أَهْلِ بَيْتٍ :-

۱۴۲
أَوْلِيَاءَ اللَّهِ
(۲۱)

سوال: یہ برگزیدہ حضرات کون ہیں؟ اس کے علاوہ ان کی مزید شناخت کیا ہے؟ ان کو خوف و غم کیوں نہیں؟ خوشخبری کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ کلمات کیا ہیں؟

جواب: اُمَّةٌ اٰہْلِ بَيْتِ اِطہَارِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ، آیاتِ احادیثِ دربارہٴ ولایتِ علی علیہ السلام، خوف و غم کا قانونِ قیامت تک جاری ہے، چونکہ اولیاء اللہ دنیوی زندگی ہی میں تجربہٴ ذاتی قیامت سے گزر جاتے ہیں، اس لئے ان کے خوف و غم کا خاتمہ ہو جاتا ہے، خوشخبری ذاتی قیامت کی شکل میں ملتی ہے، اور کلمات سے اللہ کے کلماتِ تامات مراد ہیں جن میں علم و حکمت کے نونے اور اصلِ بشارت ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۱۳۳
أُولِيَاءِ اللَّهِ
(۳)

سلمان فارسی جیسے مومنین :-

سوال : کیا خدا، رسول اور ائمہ ہدایہ کا یہی منشا ہے کہ صرف ایک ہی فاندان سے اولیاء اللہ ہوتے جائیں؟ جواب : نہیں نہیں، یہ حضرات نمونہ ہدایت، صراطِ مستقیم، اور دروازہ نبی ہیں، پس جو بھی سلمان فارسی کی طرح عشق و محبت سے ان میں فنا ہو جائے، وہ خدا کے ان خاص دوستوں میں سے ہو جائے گا۔

۱۳۴
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۱۱)

اہل بیتِ محمد :-

سورہ اہزاب (۳۳، ۳۴) میں ارشاد ہے، اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اے پیغمبر کے، اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) بُرائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔

اہل بیت سے خود رسول اللہ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین صلوات اللہ علیہم مراد ہیں صحیح مسلم جلد ششم، کتاب الفضائل، -

”الف“

معنی و حکمت

لفظ

اہل بیت رسول :-

۱۳۵
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۲)

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو گھر تھے، ایک خانہ ظاہر، اور دوسرا خانہ باطن، جو نورانیت کا گھر تھا، چنانچہ مذکورہ آئیہ مقدسہ میں خانہ نورانیت کا ذکر ہے، جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے ”دار الحکمتہ“ کا لفظ استعمال فرمایا۔

اہل بیت پیغمبر :-

۱۳۶
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۳)

آئمہ آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین سب خانہ روحانیت و نورانیت میں داخل ہیں، لہذا ہر امام اہل بیت رسول کہلاتا ہے جبکہ سلمان فارسی ایک حقیقی مومن کی حیثیت سے اہل بیت میں شامل ہو گیا، تو پھر آئمہ طاہرین (اعلان نور) کے اہل بیت میں شامل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

محمد و آل محمد :-

۱۳۷
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۴)

اسماعیلی مذہب میں ایک مخفی اصطلاح ہے، وہ ہے ”بیت الخیال“، یعنی خیال کا نورانی گھر، جس میں داخل ہو جانے کے لئے اسم اعظم کی خصوصی عبادت کی جاتی ہے، یہ روحانیت و نورانیت کا گھر دراصل محمد و آل محمد کا گھر ہے، جس میں جو بھی داخل ہو سکے وہ سلمان فارسی ہی

کئی طرح اہل بیت میں سے ہو جاتا ہے، جس کے بارے میں حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوٰۃ اللہ علیہ نے عالی شان تعلیمات دی ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

سلمان الخیر سلمان فارسی :-

”آپ کا مکان کتنا عالی شان ہے، اس کا آپ کو علم نہیں ہے، سلمان فارسی اہل بیت آپ جیسا تھا، پیغمبر فرماتے تھے کہ سلمان فارسی اہل بیت جیسا اچھا تھا، وہ اپنے اصل مکان پر پہنچا، سلمان فارسی بھی آپ جیسا انسان تھا، آپ بھی عبادت کر کے سلمان فارسی جیسے بن سکتے ہیں، آپ عبادت کریں تو پیر صدر الدین جیسے ہو سکتے ہیں۔“
حضرت امام سلطان محمد شاہ کا ارشاد: جام نگر، ۴/۴/۱۹۰۰ء۔

۱۳۸
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۵)

سلمان فارسی :-

”دیکھیں مرتضیٰ علی کے اصحاب سلمان جیسے تھے، وہ سلمان فارسی ایرانی تھا، پھر بھی اس نے عبادت بندگی کی بدولت اہل بیت کا درجہ حاصل کیا، آپ بھی ایسی ہی ہمت کریں، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ ایسے نہ بن سکیں، فقط آپ کی اپنی ناہمتی ہے، آپ کے دل میں ہمت ہونی چاہیے۔“
حضرت امام سلطان محمد شاہ کا ارشاد: ۱۹/۱۰/۱۹۰۳ء۔

۱۳۹
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۶)

۱۵۰
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۷)

اهل بیت پیغمبر :-

سورہ یونس (۱۰: ۸۷) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لئے مصر (شہرِ عالمِ شخصی) میں گھر تیار کریں اور ان گھروں کو قبلہ ٹھہرائیں پھر ان کو روحانی ترقی دے کر خدا کے گھر کا درجہ دیں اور نماز قائم کریں اور مومنین کے لئے خوشخبری دیں۔

اس کا اشارہ حکمت یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے پیغمبر اکرم اور علیؑ زمان علیہما السلام کو حکم دیا ہے کہ مومنین کے باطن میں بیت الجنال (خیال کا نورانی گھر) تیار کریں۔

آلِ مُحَمَّدٍ آلِ عِبَا :-

۱۵۱
أَهْلَ الْبَيْتِ
(۸)

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسینؑ، علیؑ اور فاطمہؑ کو ایک چادر اوڑھائی اور دعا کی کہ یا اللہ! یہ میرے اہل بیت اور خاص لوگ ہیں ان سے تپائیگی کو دور رکھ، انہیں اچھی طرح پاک کر دے، اُم سلمہ نے عرض کیا: میں بھی ان کے ساتھ ہوں، آپ نے فرمایا، تم خیر ہی پر ہو۔
اجامع ترمذی جلد دوم، ابواب المناقب، حدیث ۳۶۴۲۔

اہل بیت رسول :-

آیہ مباہلہ کا ترجمہ :- "پھر جب تمہارے پاس علم آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسائی کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ (اچھا میدان میں، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں) گڑ گڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (۳: ۶۱)۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ، اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کو بلایا پھر فرمایا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت، ہیں۔ (صحیح مسلم، جلد ششم، کتاب الفضائل)۔

ذکر والے، ائمہ آل محمد :-

سورۃ انبیاء (۲۱: ۷۰) میں ہے: اور اے نبی، تم سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ یہ اہل ذکر کون ہیں جو نبوت و رسالت کے جملہ اسرار سے واقف و آگاہ ہونے کی وجہ سے پیغمبروں سے متعلق ہر سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟ یہ حضرات ائمہ آل محمد ہی ہیں، جن کا سلسلہ پاک قیامۃ القیامات تک جاری ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”الف“

۱۵۳
اہل الذکر
(۲)

أُمَّةٌ طَاهِرِينَ :-

ذکر حضرت رسول کا نام ہے (۶۵: ۱۰-۱۱) اہل ذکر خاندانِ رسول ہیں، ذکر قرآن ہے (۲۱: ۵۰) اہل ذکر اہل قرآن ہیں، ذکر اسمِ اعظم ہے یعنی اسمِ الحسنی، اور اہل ذکر (اسمِ اعظم والے)، اُمَّةٌ طَاهِرِينَ ہیں، پس اہل ذکر سے اُمَّةٌ تُهَدَامُ ہیں، جو علمِ کدنی کی دولت سے مالا مال ہیں، اور وہ ہر مشکل علمی سوال کا جواب بہ آسانی دے سکتے ہیں۔

۱۵۵
اہل الذکر
(۳)

إِمَامَانِ حَقِّ :-

یہاں کا طریق سوال عام نہیں بلکہ خاص ہے، وہ یہ ہے کہ آپ علمِ ایقین اور عبادت سے بھرپور فائدہ حاصل کریں، پھر مظہرِ نورِ خدا (امامِ زمان) کی دانشگاهِ روحانی میں داخل ہو جائیں، یہ صرف اسمِ اعظم ہی کی زبردست ریاضت سے ممکن ہے، اگر آپ کو خوش بختی سے کامیابی نصیب ہو جاتی ہے تو آپ کا یہ بی مثال عمل خود ایک ایسا بڑا علمی سوال ہے، جس میں لاکھوں سوالات سمائے ہوئے ہیں، اور اگر ایسا کام نہ کیا گیا تو گویا اہل ذکر سے خدائی قانون کے مطابق کوئی علمی سوال ہی نہ ہوا۔

۱۵۶
أَهْلَةٌ
(۱۱)

نئے چاند، واحد ہلال :-

سورۃ بقرہ (۲: ۱۸۹) میں ہے: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِةِ ۗ

قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہدو کہ وہ لوگوں کے لئے اوجھ کے لئے وقت بتانے کا آلہ ہیں۔ اس کی چند حکمتیں یہ ہیں :-

(۱) سورج نورِ ازل کی مثال ہے اور نیا چاند اس کے مظہرِ زمانہ کا نورانی تولد ہے (۲) سورج پیغمبرِ اکرمؐ کی دلیل ہے اور چاند امامِ زمانؑ کی علامت ہے (۳) ہر چیز کا تجدّد ہوتا ہے لیکن چاند کا تجدّد نمایان ہے۔

نئے چاندوں کی حکمت :-

(۴) سورج کا زبانِ حال سے کہنا ہے کہ مجموعی طور پر خدا کی سُنّت میں کوئی تبدیلی نہیں چاند کہتا ہے کہ ذیلی طور پر ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے (۵) سورج اس حقیقت کی شہادت ہے کہ اللہ کی ایک ہی بادشاہی کا فی وافی ہے، نیا چاند یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہر عالمِ شخصی میں کائناتی سلطنت کی ایک کاپی ہے (۶) آفرینش ظاہرِ سورج کی طرح ایک بار ہوئی لیکن باطناً نئے چاندوں کی طرح یہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء۔

نئے چاندوں کی حکمت :-

(۷) دُنیا میں مادی روشنی کے ذریعے دو ہیں، دن کے وقت سورج

۱۵۷
اٰهَلَّة
(۲)

۱۵۸
اٰهَلَّة
(۳)

اور رات کے وقت چاند، اسی طرح دین میں نور ہدایت کے سرچشمے دو ہیں، ظاہر میں رسولؐ اور باطن میں امام زمانؑ (۸)، پہلے ناطق سورج ہے اس اس چاند، پھر اس آفتاب ہے امام مہتاب، پھر امام شمس ہے باب قر (۹)، جب نمون کے نور کا چاند مرتبہ عقل پر جا کر بدر منیر ہو جاتا ہے تب اس کو دیدار اقدس اور حج اکبر کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے، یہ اشارہ لفظِ موافقت اور حج میں موجود ہے۔

۱۵۹

أَهْلَةٌ
(۴)

حکمتِ ہلال :-

(۱۰) ”تھوگی گنوجو، مین شروجو“ یہ زمانہ قدیم سے رویت ہلال کی ایک دعوتی، روحانی نے بار بار خاص طور سے پڑھ کر اس کی عظیم حکمتوں کی طرف توجہ دلائی (۱۱)، چاند شمال کے طور پر ہر بار نیا لباس پہنتا ہے مگر اس کا کام وہی ہے، چنانچہ حضرت امام ہر زمانے میں جامہ تبدیل کرتا ہے، لیکن اس کے پاس علمِ قدیم وہی ہے (۱۲)، اس دعا میں جسم و جان کی تازگی اور عقلی نعمت مطلوب ہے۔

خدا کے دن :-

۱۶۰
ایام اللہ
(۱)

حق تعالیٰ کے سات دن یہ ہیں: چھ ناطق اور قائم علیہم السلام، ان کی روحانیت و نورانیت عارفین و کاملین کے عالم شخصی میں دلکھی

جاسکتی ہے، جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَذَكَرَهُمْ بِآيَةِ
اللَّهِ - اور انہیں خدا کے وہ زندہ اور نورانی دن یاد دلاؤ جن میں
علم و حکمت کے معجزے ہوئے تھے (۵: ۱۳)۔

۱۶۱
آيَاتُ اللَّهِ
(۲۱)

خدا کے دن :-
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (۵: ۱۳) یقیناً اس طریق
کار میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے معجزے ہی معجزے
ہیں۔ صبار وہ شخص ہے جو راہِ روحانیت کی شدید آزمائشوں میں صبر
کرنے کی ہمت رکھتا ہے اور شکور کے یہ معنی ہیں کہ وہ علم و عمل سے
روحانی اور عقلمانی نعمتوں کی قدر دانی کرتا ہے۔

ان کی تائید کی ہے، مدد فرمائی ہے :-

۱۶۲
آيَاتُهُمْ

وَآيَاتُهُمْ بِرُوحٍ مِّمَّنْهُ (بہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں
میں خدا نے ایمان کو لکھ دیا ہے) اور اپنی ایک خاص روح سے ان
کی تائید کی ہے (پوری آیت اور ما قبل کو قرآن میں پڑھیں۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ
إِلَّا وَقَلْبُهُ أَذُنَانٌ فِي جَوْفِهِ: أَدْنُ يَنْفُثُ فِيهَا الْوَسْوَ
الْخَنَاسُ، وَأَدْنُ يَنْفُثُ فِيهَا الْمَلِكُ، فَيُوَيِّدُ اللَّهُ الْمُؤْمِنَ

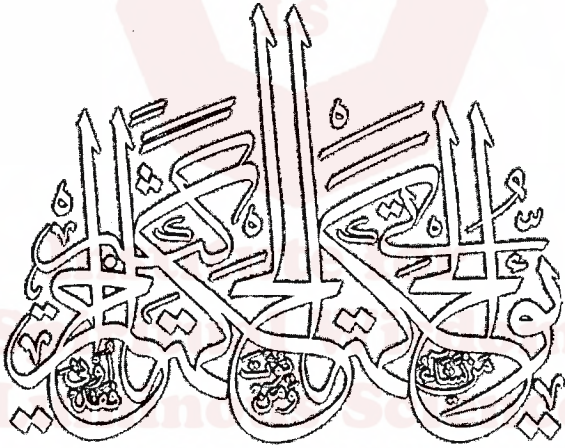
بِالْمَلَكِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: وَإِيْدَهُمْ رُوحٌ مِنْهُ۔
 ہر مومن کے باطن میں دل کے دوکان ہوتے ہیں ایک میں شیطان اپنے
 دوسوسہ کی پھونک مارتا ہے اور دوسرے میں فرشتے توفیق پھونکتا ہے
 پس خدا فرشتے سے مومن کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اور اپنی
 ایک خاص روح سے ان کی تائید کی ہے (۲۲: ۵۸) (التثانی، جلد
 چہارم، ص ۲۰۵، نیز المیزان، ۱۹، ص ۱۹۸)۔

۱۶۳
ایمان

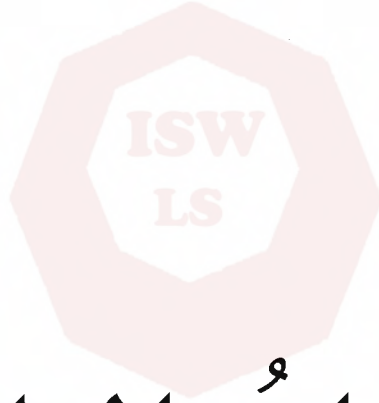
ایمان :-

حدیث شریف ہے: الْإِيْمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَاعِزِيَّةٌ۔
 ایمان یمن سے نکلا ہے اور حکمت بھی یمن ہی کی ہے (لغات الحدیث
 باب الیاء مع المیم) اس کی ایک تاویل یہ ہے: ایمان باعث برکت
 ہے اور حکمت اس پر مزید باعث برکت ہے، پس ایمان اور حکمت دونوں
 ضروری ہیں۔

ISW

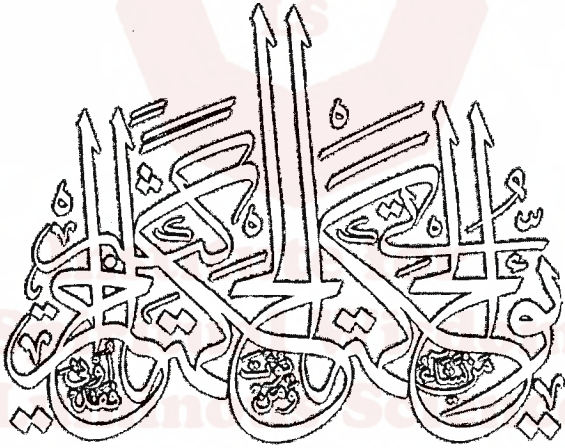


Knowledge for a united humanity



باب الباء
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

اُس نے بکھیرا :-

خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان دونوں میں جانداروں کو پھیلا دیا (۲۹:۴۲) اس سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوا کہ کائنات کے ہر شے کے پر مخلوقات موجود ہیں مگر ہاں لطیف مخلوق کی بڑی کثرت ہے، جو دکھائی نہیں دیتی ہے۔

اُس نے بکھیرا، پھیلا دیا :-

یہ سورہ شوریٰ کی ایک آیت ہے: وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ (۲۹:۴۲) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان دونوں میں پھیلائے۔ اس قرآنی دلیل سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ کائنات کا کوئی حصہ مخلوقات سے خالی نہیں، عالمیگر روح کو حیات و بقا کا بحر محیط مان لیں، اور زندگی کے ایسے بے پایاں سمندر کے ہر قطرے کو ایک مخلوق سمجھ لیں، سو عجب نہیں کہ آسمانوں اور ستاروں پر لطیف مخلوقات ہوں۔

موجد، ایجاد کرنے والا :-

سورہ بقرہ (۲:۱۱۷) میں ارشاد ہے: بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

خدائے تعالیٰ، آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اللہ کی اس صفت کا خاص تعلق عالم امر سے ہے کہ وہ مُبْدِع ہے اور جب چاہے تو کُنْ فرما کر کسی چیز کی ابداع کرتا ہے۔

ایجاد کرنے والا، مُبْدِع :-

۱۶۷
بَدِيع
(۲)

سورۃ انعام (۶: ۱۰۱) میں ہے، وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے؟ حالانکہ اس کی کوئی بی بی تو ہے ہی نہیں۔ ایک ہے عالم خلق، یعنی یہ جہان جو کثیف ہے، اور دوسرا ہے عالم امر، یعنی وہ جہان جو لطیف ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اَلَا لَئِىۡ خَلَقَ وَالْاٰمُرُط تَبْرٰكَ اللّٰهُ رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ (۱: ۵۴)، یاد رکھو کہ خدای ہی کے لئے خاص ہے عالم خلق اور عالم امر، وہ خدا جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے۔ یعنی عالم خلق بھی اور عالم امر بھی اسی کے ہیں، لہذا اس کے پاس بے پایاں برکتیں ہیں۔

عجیب و غریب

۱۶۸
بَدِيع
(۳)

رَوْحُوا۟ اَنْفُسِكُمْ بِبَدِيعِ الْحِكْمَةِ فَاِنَّهَا تُمَلُّ كَمَا تَكْمَلُ الْاَبْدَانُ۔ حکمت کی عجیب و غریب باتوں سے اپنی جانوں کو راحت دو کیونکہ جانیں بھی اس طرح سے مکمل ہو جاتی ہیں جیسے بدن مکمل

ہوجاتے ہیں اُنغات الحدیث، جلدِ اول، کتاب ”ب“ ص ۲۹۔ یعنی جانوں کی راحت، نفوت، اور تکمیل علم و حکمت کے عجائب و غرائب سے ہوا کرتی ہے، جس طرح اجسام کی لذت، خوشی، اور نشوونما کے لئے ظاہری غذائیں ضروری ہوتی ہیں۔

۱۶۹
بُرُوج

تاروں کے بُرج :-

سورۃ بروج کے شروع (۸۵: ۱-۳) میں پڑھ لیں: آسمان کی قسم جس میں بارہا بُرج ہیں، اور اس دن کی (قسم) جس کا وعدہ ہے، اور گواہ کی (قسم) اور اس کی (قسم) جس کی گواہی دی گئی ہے۔

فَلَکِ الْبُرُوجِ سے امام زمان مراد ہے، جس کے بارہ حجّت ہوتے ہیں، وعدے کا دن قائم القیامت ہے، گواہی دینے والا اساس اور جس کے لئے گواہی دی گئی ہے وہ ناطق ہے۔

۱۷۰
بِسْمِ اللّٰهِ

اللہ کے نام کے ساتھ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ہوا اسم من اسماء اللہ وما بینہ و بین اسماء اللہ الا کبر الاکما بین سواد العین و بیاضها من القرب۔ وہ اللہ کے ناموں میں

سے ایک (بزرگ) نام ہے خدا اور اس کے اسمِ اکبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں مگر حقیقت ایسی ہے جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کے درمیان قرب و اتصال ہے۔ یہ اللہ کے زندہ اسمِ عظم کی ایک مثال ہے (المستدرک: کتاب فضائل القرآن، ۸/۲۰۲۴)۔
مزید تا دلی حکمت کے لئے رجوع کریں: کتاب و جبر دین، کلام: ۱۳۔

۱۶۱
بَعْدَ عِلْمٍ

علم کے بعد، پیچھے، دُور:-

قرآن حکیم میں ظَاهِرًا وَبَاطِنًا ہر چیز کا بیان اور ہر سوال کا جواب باصواب موجود ہے (۱۶۱: ۸۹) چنانچہ اس میں یہ بہت بڑا راز بھی ہے کہ مشاہداتِ روحانیت کے آخری درجے پر عقل اور علم کا سر شہ پہ آتا ہے اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں (لٰكِنَّمَا يَعْزَلُوْنَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا - ۵۲: ۵۵)۔ یعنی خداوندِ عالم کے خزانہ علم میں ہر شئی محدود و موجود ہے، اس سے باہر اور برتر کوئی چیز نہیں۔

۱۶۲
بَعْفَةٌ

اچانک، ناگاہ، ناگہان:-

قیامت کے بارے میں جانتے کے لئے سب سے پہلے علم الیقین ضروری ہے اس کی ایک کلید بَعْفَةٌ (اچانک) ہے، لیکن دیکھنا ہوگا کہ یہ لفظ قرآن حکیم میں کس طرح استعمال ہوا ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بَعْفَةٌ

قرآن عظیم کے تیرہ مقامات پر آیا ہے، ان میں سے ایک جگہ بَعَثَتْهُ بِمَقَابِلَةِ جَهَنَّمَ (تھَلْمُ كُهْلًا) استعمال ہوا ہے (۶۱، ۶۲)، تو یہاں سے معلوم ہوا کہ بَعَثَتْهُ کا مطلب ہے محفی اور باطن، اور چھ مقام پر بَعَثَتْهُ شعور کے مقابلے میں آیا ہے، تو بَعَثَتْهُ کے معنی ہوئے غیر شعوری حالت پس قیامت عوام الناس اور اکثریت کے اعتبار سے محفی اور غیر شعوری طریق پر آتی رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت دراصل انتہائی عظیم باطنی اور روحانی واقعہ ہے۔

قیامت کے حساب کتاب کے بغیر:-

۱۷۳
بغیر حساب
(۱)

ایک حدیث شریف کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تین قسم کے لوگ قیامت کے حساب کتاب کے بغیر بہشت میں داخل کر دیئے جائیں گے، وہ یہ ہیں: اہل فضل، اہل صبر اور حیران اللہ (خدا کے ہمسائے) یعنی علم الیقین والے، عین الیقین والے اور حق الیقین والے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: دعائم الاسلام، حصہ دوم، کتاب العطايا، ۳۔ ذکر تبادل و تواصل)۔

قیامت کے حساب کتاب کے بغیر:-

۱۷۴
بغیر حساب
(۲)

مریم سلام اللہ علیہا نے کہا: إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۳۱، ۳۲)۔

یعنی اللہ جس کو چاہے قیامت کے حساب کتاب کے بغیر بھی بہشت کا علم عطا کر سکتا ہے۔

رونے والے، واحد باکی :-

۱۷۵
بُكِّي

سورہ مریم (۱۹: ۵۸) میں انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی نرم دلی عابریں اور گریہ وزاری کا ذکر جمیل اس طرح آیا ہے: اِذْ اَنْتَ لِيْ عَلَيْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خٰذُوْا سُجُودًا وَّابْكِيْٓا۔ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔ ایک ہوتا ہے مستانہ عشق، دوسرا ہوتا ہے دیوانہ عشق، پھر عاجزانہ، عارفانہ اور شکرانہ عشق، اب آپ ہی بتائیں کہ ان حضرات میں کونسا عشق تھا؟

Knowledge for a united humanity

شہر :-

۱۷۶
بَدَد

سورہ بلد کی چار ابتدائی آیات کریمہ (۹۰: ۱-۴) کو پڑھیں: نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ، کی، اور تم بالآخر اس شہر میں اترنے والے ہو، اور قسم کھاتا ہوں باپ کی، اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی، درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

شہر مکہ سے اساس مراد ہے، جس میں رسولؐ کا نور منتقل ہونے والا تھا،

باپ سے عقلِ کل مراد ہے، اور اولادِ نفسِ کل ہے، اس قسم کے بعد فرمایا گیا کہ انسان کی روحانی تخلیقِ مشقت و ریاضت ہی سے ہوتی ہے۔

اولادِ آدم :-

۱۷۷
بنتی آدم
(۱)

یہ بات خوب یاد رہے کہ خدا کے نزدیک بنی آدم وہ حضرات ہیں جن کو حضرت آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی سی خصوصیات عطا ہوئی ہیں، اور وہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور عارفین ہیں، جیسے سورہ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۰) میں ہے: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو بخشی اور سمندر میں سوار کیا اور ہم نے ان کو لطیف غذائیں عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔

اولادِ آدم :-

۱۷۸
بنتی آدم
(۲)

يٰۤاِبْنِ اٰدَمَ خُذْ وَاٰزِيْنَتَكَ وَاٰدَمَ كُلَّ مَسْجِدٍ (۷: ۳۱)
اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی (باطنی اور روحانی) زینت سے آراستہ رہو۔ جو مومنین بحقیقت بنی آدم ہو چکے ہیں، ان کا عالم شخصی روحانی آبادی سے پُر بہار ہو گیا ہے، چنانچہ دورِ ان عبادت ان کا باطن کسی بھی درجے میں رونق افروز اور منور ہو جاتا ہے۔

لفظ

۱۷۹

بُورِكْ

معنی و حکمت

وہ برکت دیا گیا:-

سورہ نمل (۸: ۲۷) کی اس عظیم حکمت میں غور و فکر کریں: پھر جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس آئے تو ان کو آواز آئی کہ برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے گرد ہیں اور پاک ہے وہ خدا جو عالم شخصی کا پروردگار ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ بُورِكْ کی صفت ذاتِ سبحان کے لئے نہیں، بلکہ یہ نورِ منزل کی تعریف ہے جو نورِ یک حقیقت ہے۔

۱۸۰

بِئْرُ

کنواں:-

قرآن حکیم میں عالم شخصی کی مختلف مثالوں کی فراوانی ہے، من جملہ وہ ایک مرکزی قریہ (بستی) کی طرح بھی ہے، جس میں آبِ شیرین کا ایک کنواں بھی موجود ہے اور ایک عالیشان محل بھی ہے (۴۵: ۲۲) کنویں سے ہر شے علم مراد ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، اور محل اس حقیقت کی دلیل و علامت ہے کہ ہر عالم شخصی میں ایک روحانی سلطنت کا امکان ہے، اگر کسی نے اپنے آپ پر اظلم کیا تو یہ سب کچھ برباد ہو جائے گا۔

۱۸۱

بیت

گھر:-

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ (۲۲: ۲۶) اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی۔ اس آیت شریفہ کا باطن یہ

ہے کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عالم شخصی میں بیت اللہ بنا دیا، کیونکہ آپ امام تھے (۲: ۱۲۴)۔

قدیم گھر، خانہ کعبہ، امام کا مرتبہ :-

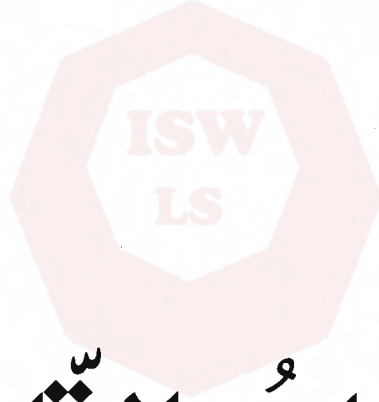
۱۸۲
بیت العتیق

سورہ حج (۲۲: ۲۹) میں دیکھ لیں: پھر چاہیے کہ دور کریں اپنی میل پھیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں ایسے گھر کا جو بہت قدیم ہے (۲۲: ۲۹)، بیت العتیق، قدیم گھر، خانہ کعبہ جو عبادت الہی کے لئے دنیا میں سب سے پہلا مقام اور مکان ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا۔ یہ مثال ہے اور اس کا نمٹول امام علیہ السلام ہے۔

ISW



Knowledge for a united humanity



باب التاء
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

صندوق، تابوتِ سکینہ :-

سورہ بقرہ (۲: ۲۴۸) میں جیسے ارشاد ہوا ہے اس کا تاویلی مفہوم اس طرح ہے: تابوت (صندوق) سے مجموعہ معجزاتِ روحانی مراد ہے جس میں رب العزت کی جانب سے روحی و عقلی تسکین ہے، اور نبوت و امامت کے علمی تبرکات ہیں، چونکہ صندوقِ سکینہ روحانی ہی ہے، لہذا اسے لے آنا فرشتوں کا کام ہے، یہ باطنی معجزہ امامِ عالی مقام کی روحانی سلطنت کی دلیل ہے۔

اول کی طرف پھیرونا، باطنی معنی، حکمت :-

تاویل لفظ ”اول“ سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو اول کی طرف پھیرنا، اور اصطلاحاً کسی کلام کے باطنی معنی بیان کرنے کو کہتے ہیں، پس تاویل حکمتِ باطن ہے۔

عِلْمِ لَدُنِّي :-

تاویل کا ایک قرآنی نام ”عِلْمِ لَدُنِّي“ ہے، جیسا کہ اللہ کے اُس بندہ خاص کو عِلْمِ لَدُنِّي عطا ہوا تھا جو دو دریاؤں کے سنگم پر رہتا تھا (۱۸: ۶۵) اور یہی علمِ تاویل ہے (۱۸: ۷۸-۸۲)۔

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۱۸۶

تأویل
(۳)

قرآن کا باطن :-

اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا... قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔... (اجیار العلوم، جلد اول، دوسرا باب، عقاید کا بیان، پس قرآن کا باطن ہی تاویل ہے جو بحد ضرورتی ہے کہ اس میں جو اہر اسرار پنہان ہیں۔

۱۸۷

تأویل
(۴)

حکمت :-

قرآن پاک کی متعدد آیات میں کتاب اور حکمت کا ذکر آیا ہے (۱۷۹:۲) ایسی صورت میں کتاب سے تنزیل اور حکمت سے تاویل مراد ہے، جیسا کہ یہ مفہوم ہے: (اے گروہ ائمہ!) جس طرح تم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو (روحانیت میں)، ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے (۱۵۱:۲)۔

۱۸۸

تأویل
(۵)

ممثول :-

جو تنزیل ہے وہ مثال ہے اور جو تاویل ہے وہ ممثول، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ قرآن حکیم کی مثالیں آنحضرت کے بعد ائمہ آل محمد ہی جلتے ہیں، اور اسی معنی میں وہ حضرات صاحبان تاویل ہیں (۴۳:۲۹) دعائم الاسلام، المجلد الاول، کتاب الولایہ کو پڑھیں۔

”ت“

معنی و حکمت

لفظ

تطبیق روحانیت و عقلانیت :-

آیت، حدیث، اور فرمان کے حقائق و معارف روحانیت و عقلانیت ہی میں موجود ہوتے ہیں، لہذا کسی ایسی چیز کی حقیقت و معرفت بیان کر کے اصل سے مطابقت پیدا کرنا تاویل ہے۔

۱۸۹
تاویل
(۶)

علم قیامت :-

کوئی شخص تجربہ ذاتی قیامت کے بغیر تاویل نہیں کر سکتا، اور ذاتی قیامت موت قبل از موت کا نتیجہ ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ۔ جو کوئی مرتا ہے اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے (احیاء العلوم، جلد چہارم، دوسرا باب، صبر کی حقیقت)۔

۱۹۰
تاویل
(۷)

تعبیر :-

سورہ یوسف کی آیت ۴۳-۴۴ سے ظاہر ہے کہ تاویل کا نام تعبیر بھی ہے، جس کا علم حضراتِ ائمہ علیہم السلام ہی کے پاس ہے، جیسے خداوندِ قدوس نے حضرتِ امام یوسف علیہ السلام کو تاویل سکھایا تھا (۱۲: ۶، ۱۲: ۲۱، ۱۲: ۴۴، ۱۲: ۱۰۱)۔

۱۹۱
تاویل
(۸)

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۱۹۲

تأویل
(۹)

بیان :-

نہایت مہربان خدا نے قرآن کی لُحْدٰی تعلیم دی، اسی نے انسانِ کامل کو (مرتبہ اعلیٰ پر) پیدا کیا اور اسے بیان یعنی تاویل سکھائی (۱:۵۵-۱۳)۔

۱۹۳

تأویل
(۱۰)

تاویلی حکمت :-

اللَّهُمَّ فَقِّمَهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّوِيلَ - یعنی بار
الہا تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور تاویل کا علم مرحمت کر۔ (الاتقان،
حصہ دوم، نوع ۷۸) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مبارک دعا
ہے جو ابن عباسؓ کے لئے کی گئی تھی، یہ تاویل کی اہمیت و ضرورت
پر بڑی روشن دلیل ہے۔

۱۹۴

تأویل
(۱۱)

قرآن کی باطنی حکمت :-

آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يَقَاتِلُ
عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلَتْ عَلِيٌّ تَنْزِيلَهُ -
یقیناً تم میں وہ شخص بھی ہے جو اس قرآن کی تاویل پر جنگ کرے
گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی۔ یعنی علیؓ (شرح الاجاز
الجزء الرابع، ص ۳۳۷)۔

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۱۹۵
تاویل
(۱۲)

علمِ مکنون :-

مولا علی صلوات اللہ علیہ نے قرآن کے بارے میں ارشاد فرمایا:
ظاہرہُ عملٌ موجبٌ، و باطنہُ علمٌ مکنونٌ
محبوبٌ، و هو عندنا معلومٌ مکتوبٌ۔ قرآن کا ظاہر وہ
عمل ہے جو لازم و واجب ہے، اور اس کا باطن درپردہ پوشیدہ علم
ہے، اور وہ ہمارے پاس معلوم و مرقوم ہے (دعائم الاسلام، المجلد
الاول، ذکر منازل الأئمتہ، ص ۵۳)۔

۱۹۶
تاویل
(۱۳)

اول کی طرف پھیرنا، ممتثل بیان کرنا :-

سورۃ اعراف (۷۲: ۷) میں ہے: اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی
کتاب پہنچادی ہے جس کی تفصیل ہم نے ایک خاص علم سے کی ہے
اور وہ مومن لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ یعنی قرآن کی
تفصیل و توضیح نور منزل (۱۵: ۵۱) میں کی گئی ہے، اور وہ تاویل ہی ہے۔

۱۹۷
تاویل
(۱۴)

باطنی معنی، تاویل :-

بعد از ان ارشاد ہے: هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ (۵۳: ۷)
وہ اُس (یعنی قرآن) کی تاویل کے سوا کس چیز کے منتظر ہیں؟ سابقہ
آیت میں کتاب (قرآن) کا ذکر ہوا ہے، اس لئے تَأْوِيلَهُ کی ضمیر قرآن

کی طرف راجع ہے، چنانچہ قرآن حکیم کی علمی اور آخری تاویل قیامتِ
گہری ہے، جس کا ظاہری پہلو سائنسی انقلاب ہے اور باطنی پہلو
روحانی انقلاب۔

۱۹۸
تاویل
(۱۵)

باطنی حکمت، تاویل :-

يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ --- جس روز اس کی تاویل آئے گی
اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے بیٹھے تھے وہ یوں کہنے لگیں
گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے (۵۳: ۷۱)۔ حق
سے ولایتِ علیٰ مراد ہے، پس ان لوگوں کو بڑا افسوس ہو گا کہ وہ تاویل
اور صاحبِ تاویل یعنی حضرت علی علیہ السلام کو بھول چکے تھے۔ (الحق :-
ولایتِ علیؑ، دیکھو شرح الاخبار، جلد ۲، ص ۲۳۷، نیز دیکھو کہ حق علیؑ کے
ساتھ ہے، المستدرک، الجزء الثالث ص ۱۳۵)۔

۱۹۹
تاویل
(۱۶)

حکمتِ باطن، تاویل :-

حديثُ خَاصِّ النَّعْلِ: اِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يَّقَاتِلُ عَلِيَّ تَأْوِيلِ
الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلَتْ عَلِيَّ تَنْزِيلِهِ - يَقِينًا وَهُوَ شَخْصٌ مِّمَّنْ فِي
سَعْيِهِ جَوَّ قُرْآنِ كِي تَأْوِيلِ بِرَجْنِ كَرِيكَ جَسْ طَرَحِ مِي نَسْ كِي
تَنْزِيلِ بِرَجْنِ كِي (المستدرک، الجزء الثالث، کتاب معرفة

الصَّحَابَةُ ص ۱۱۳۲۔

تأویل القرآن ۲۰۰ قرآن کی تاویل :-

(۱)

کو کب دُرّی، باب دوم، منقبت ۶۷ میں یہ حدیث اپنے حوالہ بہات کے ساتھ درج ہے: **إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ**۔ تم میں سے ایک شخص ہے کہ وہ تاویل قرآن پر جنگ کرے گا، جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔ آنحضرتؐ سے پوچھنے پر اشارہ فرمایا گیا کہ وہ شخص علیؑ ہی ہے جس سے تمام ائمہ آل محمدؑ مراد ہیں، جن میں علیؑ کا نور مقدس تاویلی جنگ کرنے والا تھا۔

تأویل القرآن ۲۰۱ قرآن کی تاویل :-

(۲)

عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کے حق میں آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی: **اللَّهُمَّ فَقِّمَهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّوِيلَ**۔ اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور قرآن کی تاویل سکھا دے۔ کسی اور موقع پر آنحضرتؐ صلعم نے عبد اللہ بن عباس کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی: **اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ تَأْوِيلَ الْقُرْآنِ**۔ اے اللہ اسے قرآن کی تاویل سکھا دے! (المستدرک، الجزء الثالث،

کتاب معرفة الصحابة۔

۲۰۲ تاویل القرآن قرآن کی حکمت :-

(۳)

یہ حدیث تشریف خاص و عام میں مشہور ہے، اور یہ اس حقیقت کی ایک روشن دلیل ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان حضرات کو علم تاویل کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے جن کا نام مبارک قرآن پاک میں ریاسخون فی العلم (۶:۳۱) ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ممکن چیز کے لئے دعا کرتے، پس تاویل حکمت کا دوسرا نام ہے اور حکمت سے کون منکر ہو سکتا ہے۔

اس کی تاویل :-

۲۰۳ تَأْوِيلُهُ (۱)

سورۃ اعراف (۱: ۵۲) میں قرآن پاک کے ذکر کے بعد یہ ارشاد ہے: اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ تاویل (تأویل) قیامت (سا منے آجائے) (۴: ۵۳)؟ اس حکم سے یہ ظاہر ہوا کہ اجتماعی اور عمومی تاویل اجتماعی قیامت کی شکل میں آنے والی ہے۔

اس کی تاویل :-

۲۰۴ تَأْوِيلُهُ (۲)

بلکہ جس چیز (قرآن) کے علم پر قابو نہیں پاسکے اس کو نادانی سے جھٹلا دیا۔

حالانکہ ابھی تک ان کے پاس اس کی تاویل نہیں آئی ہے (یونس ۱۰: ۳۹)، یعنی اصل روشنی اور فیصلہ کن علم بس تاویل ہی ہے۔

۲۰۵
تائید

مدد، خدا کی مدد :-

سورہ مجادلہ میں ارشاد ہے: **وَآيَّدْهُمْ بِرُوحِ مِنَّا**۔ اور خدا نے اپنی طرف سے ایک (خاص) روح عطا کر کے ان کی مدد فرمائی ہے (۲۲: ۵۸)۔ یہ حزب اللہ (خدا کی جماعت) کی شان میں ہے جس میں ہدایت کا سرچشمہ اور روح القدس کی تائید ہے، جبکہ حزب الشیطان (۱۹: ۵۸) کو یہ سعادت حاصل نہیں۔

۲۰۶
تَبَارَكَ

بابرکت ہے :-

سورہ اعراف (۷: ۵۴) میں ہے: **أَكَاہُ**، جو جاؤ کہ عالم خلق اور عالم امر اسی کے لئے ہیں، وہ خدا جو عوامِ شخصی کا پروردگار ہے، بڑا برکت والا ہے (۷: ۵۴)۔ یہاں دائرہٴ کل کے سراسر اکابرے مثل خزانہ پوشیدہ ہے، وہ یہ کہ حضرت رب العزت برکات کا بے پایاں سمندر عالم خلق سے عالم امر کی طرف بہا دیتا ہے، اور برکتوں کا دوسرا سمندر عالم امر سے عالم خلق کی طرف بہاتا رہتا ہے، ان برکاتِ خداوندی کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا، بلکہ یہ دائرہٴ قدیم ہے۔

۲۰۷
تَبَتَّلُ

تُوکٹ جا، منقطع ہو جا۔

سورہ منزل (۸۰:۷۳) میں فرمایا گیا ہے: **وَإِذْ كُنَّا نَسُودَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا**۔ اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع ہو کر اسی (یعنی خدا) کی طرف توجہ دو۔ اس سورہ کی تعلیمات کا بزرگ سے متعلق ہیں، شبِ خیزی اسی مقصد کے پیش نظر ہے، لیکن مومن ڈاکر کس طرح تمام خیالات سے کٹ کر دریائے ذکر میں مستغرق ہو سکتا ہے؟ یہ بہتر ایسا نہیں جو ایک ہی دن میں محسوس کو حاصل ہو سکے، فرمایا گیا کہ مسلسل شبِ خیزی سے نفسِ خوب پامال ہو سکتا ہے اور گفتگو کی درستی اور ترقی بھی اسی میں ہے (۷۰:۷۳)۔

زمین بدل دی جائے گی۔

۲۰۸
تُبَدَّلُ الْأَرْضُ

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے)، اور سب لوگ خدائے واحد و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (سورہ ابراہیم ۱۴:۴۸)۔

قیامت کے دن لوگ اس مادی زمین سے عالمِ شخصی کی روحانی زمین میں منتقل کر دیئے جائیں گے، لہذا ان کے سامنے دوسری زمین ہوگی اور

آسمان بھی دوسرے ہوں گے اور سب لوگ خدائے یگانہ وزبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (مفہوم ۱۴: ۱۴۸)۔

۲۰۹

تَبَع

اُس نے پیروی کی، وہ تابع ہوا۔

قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بڑا اہم اصولی قول ہے: فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي (۱۴: ۳۶) پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے۔ یعنی وہ میری روحانی اولاد ہے، اگر ہم سوچ سکیں تو اس اصول میں بہت سی حکمتیں ہیں، یعنی اسلام جو دینِ فطرت ہے اس کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ پیغمبر اور امام کے پیچھے پیچھے چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ جانے کا روشن اسکان ہے۔

۲۱۰
تَجَلَّى
(۱)

وہ روشن ہوا، ظاہر ہوا، تجلی کی:-

عالمِ شخصی کے روحانی سفر میں سب سے پہلے جبلِ روح سامنے آتا ہے اور آخر میں جبلِ عقل، جبلِ روح پروردگار کی تجلی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، اس لئے وہاں حضرت موسیٰ کو رب کا دیدار نہیں ہوا (۱۴۳: ۱۴۳) لیکن جبلِ عقل پر بہرہ نئی اور ہر دلی کو دیدار ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہتا ہے۔

معنی و حکمت

”ت“

لفظ

۲۱۱
تَجَلَّى
(۲)

وہ روشن ہوا، ظاہر ہوا، تجلی کی :-

انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو نہ صرف آخرت ہی میں بلکہ دنیا کی رحمانیت میں بھی اللہ کا دیدار حاصل ہوتا ہے، جس کی پہلی دلیل لفظ تجلی ہے، یعنی ظاہر ہوا (۱۲۳: ۴۱) دوسری دلیل اسم الظاہر ہے (۳: ۵۴) تیسری دلیل اسم المنوٰی ہے چوتھی دلیل التّشہید (گواہ/حاضر) ہے، پانچویں دلیل فنائی اللہ ہے کہ وہ تشبیہ دیدار ہے، چھٹی دلیل لفظ عارف اور معرفت ہے کہ وہ دیدار کے سوا ممکن ہی نہیں، اور ساتویں دلیل قرآنی لفظ لقار (ملنا، ملاقات کرنا) ہے۔

۲۱۲
تَرْكِبٌ

تم ضرور سوار ہو گے :-

لَتَرْكِبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ - تم کو درجات (کی سیڑھی) سے ضرور پڑھنا ہے۔ اس ارشاد میں مادی اور روحانی تمام مدارج کا اشارہ موجود ہے، یقیناً انسان علم و معرفت یا روحانی سائنس کی غرض سے مطالعہ کائنات کے عظیم سفر پر روانہ دوان ہے (۱۹: ۸۴)۔

۲۱۳
تَطْمِئِنُّ
(۱)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے :-

ذکر الہی کی سب سے بڑی تعریف اس آیتِ کریمہ میں ہے: **الَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ**۔ خبردار رہو! خداوندِ قدّوس کی یاد ہی سے (مومنین کے، دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے (۲۸: ۱۳) سوال:

اطمینان کا قرآنی معیار اور پیغمبرانہ نمونہ عمل کیا ہے؟ جواب: اس کا معیار باطنی معجزات کا مشاہدہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مثالی عمل ہے اور بھیکو قرآن میں اطمینان کے آٹھ مختلف صیغے۔

۲۱۴
تَطْمِئِنُ
(۲۱)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے:-

حقیقی اطمینان وہ ہے جو اسمِ اعظم کے ذکر سے خدا کے دوستوں کو مشاہدہ باطن، دیدارِ الہی، معرفتِ علم اور حکمت کی صورت میں نصیب ہو جاتا ہے، کیونکہ اصل ذکر جس میں آخری درجے کا اطمینان پوشیدہ ہے وہ اسمِ الحُسنى (۷: ۱۸۰) کے سوا نہیں، ہم نے اپنی کتابوں میں اس بحث پر گفتگو کی ہے۔

۲۱۵
تَطْمِئِنُ
(۳۱)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے:-

سورہ فجر (۸۹: ۲۷-۳۰) میں دیکھ لیں: اے نفسِ مطمئن اپنے رب کی طرف واپس چلو اس حال میں کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی ہے پس داخل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں (یعنی فنا فی الامام اور فنا فی الرسول ہو جاؤ کہ اسی درجے میں تمام خاص بندے جمع ہیں) اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ (کہ یہی مرتبہ فنا جنت ہے)۔

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۲۱۶
تَطْمِئِنُ
(۴۱)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے۔
آیہ مذکورہ بالا کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ یادِ الہی کا تعلق دل سے ہے
لہذا اذکار میں سے ذکرِ قلبی سب سے زیادہ مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے
جبکہ دل بالکل نرم ہو چکا ہو، اگر دل سخت ہے تو پھر ذکرِ قلبی وغیرہ سے
دل کو نرم کرنا پڑے گا تاکہ ذکرِ قلبی بجالا ہو سکے۔

۲۱۷
تَعْفَى
(۱)

اندھی ہو جاتی ہے۔

اے نورِ عینِ من! اس حکمت کو سورہ حج (۲۲: ۴۶) میں دیکھ لیں: کیا
یہ لوگ (عالمِ شخصی کی) زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ ان کے دل
ایسے ہوتے جیسے (حق) باتوں کو سمجھتے یا ان کے ایسے کان ہوتے
جن کے ذریعے سے (سچی باتوں کو) سنتے کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا
کرتیں، بلکہ دل جو سینے میں ہیں وہی اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

۲۱۸
تَعْفَى
(۲)

اندھی ہوتی ہے۔

سورہ حج (۲۲: ۴۶) میں ہے: کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں
بلکہ دل جو سینے میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس قرآنی تعلیم
کا دوسرا پہلو یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے دل
کی آنکھ (چشمِ بصیرت) روشن ہو گئی ہے، اور دل کی آنکھ (چشمِ باطن)

بہت بڑی چیز ہے، جس سے عالمِ شخصی کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ ہو جاتا ہے، اور تمام باطنی نعمتوں کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

اندھی ہوتی ہے۔

۲۱۹
تَعْمَلِي
(۳)

سورہ رعد (۱۳: ۱۶) میں ہے: تم کہو کہ آیا نابینا اور بینا برابر ہوتے ہیں؟ یا اندھیریاں اور روشنی برابر ہے؟ اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آئی کہ دنیا میں بہت بڑی اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کے دل اندھے ہیں، ان کے مقابلے میں با بصیرت مومنین بہت ہی کم ہیں، یہ ہر کیف چشمِ باطن سے خدا کا دیدار ممکن ہے۔

سیدھا کرنا۔

۲۲۰
تَقْوِيم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمًا، روحًا، عقلاً درجات کی سیر طرھی پر زمین بزمینہ خلق کرتے ہوئے اعلیٰ العلیین تک پہنچا دیا ہے پھر اسے سایہ بدن اور اتانے سفلی کے اعتبار سے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا، مگر جو لوگ حقیقی معنوں میں ایمان لائے اور علم و معرفت کی روشنی میں اچھے کام کئے ان کا اجر و صلہ ہمیشہ اور غیر منقطع ہے (۹۵: ۳-۶) یعنی جو لوگ اپنی روح کو پہچانتے ہیں، وہ خداوندِ قدوس کی اس بے مثال و لازوال نعمت کو بھی جانتے ہیں کہ ان کی انانے علوی ہمیشہ بہشت

میں ہے۔

آنکھوں کو لذت ہوگی۔

۲۲۱
تَلَذُّ الْأَعْيُنُ

سورہ زخرف میں جنت کی نعمتوں کے متعلق ارشاد ہوا ہے: وَفِيهَا مَا نَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ۔ اور وہاں جس چیز کو جی چاہے اور جس سے آنکھیں لذت اٹھائیں (سب موجود ہیں۔ ۴۳، ۴۴) یعنی بہشت میں نفوس و عقول کے لئے تمام چیزیں (نعمتیں) ہوتی ہیں، اور ان میں سب سے بڑی نعمت خدائے بزرگ و برتر کا دیدار اقدس ہے، کیونکہ عاشقانِ الہی کی آنکھیں اسی کے لئے روئی رہی ہیں۔

۲۲۲

تماثیل

(۱)

صورتیں، صورتیں، تصویریں، واحد تمثال؛

تماثیل: عجمے بھی ہیں اور تصویریں بھی، تصویریں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں؛ ظاہری اور باطنی، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن تماثیل (۲۱، ۲۲) کا ذکر کیا وہ دونوں قسم کے بُت ہیں، لہذا بہت سے لوگ ظاہری بتوں سے نفرت اور باطنی اصنام سے محبت کرتے ہیں جس میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

۲۲۳

تماثیل

(۲)

روحانی تصویریں۔

کسی مومن سالک کے لئے یہ بات بُت پرستی ہرگز نہیں کہ اس نے

روحانی سفر کے دوران کوئی معجزہ دیکھا اور اس میں غور کرنے لگا، بلکہ ضمیر پرستی یہ ہے کہ وہ راہِ روحانیت کے کسی عجوبہ کا مجاور (مشکف)، ہو جائے، یعنی اسی کو منزلِ مقصود اور مبعود سمجھ کر ٹھہر جائے، کیونکہ آیہ کریمہ (۵۲: ۲۱) میں جس اندازِ حکمت سے بت پرستی کی مذمت کی گئی ہے اس کا اشارہ یہ ہے کہ کوئی عاقل کسی ذیلی معجزے کا مجاور بن کر کمزیر ازل سے محروم نہ رہ جائے، جیسا کہ لفظ عاکفون (۵۲: ۲۱) میں یہ راز پوشیدہ ہے۔

بہشت کی زندہ تصویریں :-

۲۲۴
تمثیل
(۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حقیقی اور اصل سلطنت باطن اور روحانیت میں تھی، ان کے لئے جناتِ عالمِ شخصی میں تمثیل یعنی تصویریں بناتے تھے، بعض علماء کا قول ہے کہ یہ تصویریں صرف ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی ہوتی تھیں، لیکن عقلی دلیل یہ ہے کہ روحانی سلطنت میں بہشت کی زندہ عکاسی ہوا کرتی ہے نہ کہ کاغذی تصویریں اور مجسمے۔

اس نے صورت پکڑی وہ مُتَمَثِّلٌ ہوا :-

۲۲۵
تَمَثَّلَ
(۱)

تَمَثَّلَ = وہ مُتَمَثِّلٌ ہوا، اُس نے صورت پکڑی، یہ مریم سلام اللہ علیہا کے قصہ قرآن (۱۹: ۱۷) میں ہے کہ خدا کے حکم سے اس کے پاس انسانِ کامل کی صورت میں فرشتہ اعظم آیا تھا، جس کو تاویل کی زبان

میں امام زمان صلوٰۃ اللہ علیہ کا جُثَّہ ابد اعیہ کہا جاتا ہے، جس کو اساس، امام، باب، حُجَّت اور داعی دیکھ سکتے ہیں، مریمؑ اپنے وقت کے حُجج میں سے تھی، اس لئے وہ حُجَّت کی مثال ہے۔

وہ مُتَمَثِّلٌ ہوا، اُس نے صورت پکڑی :-

۲۲۶
تَمَثَّلَ
(۱)

بی بی مریم سلام اللہ علیہا ان نیک بخت لوگوں کی قرآنی مثال ہے جو اسمِ اعظم کے مقدس ذکر میں کامیاب ہو جاتے ہیں، چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (۱۹، ۱۷) پس ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل)، بن گیا۔ یاد رہے کہ مریم علیہا السلام حُجج میں سے ایک حُجَّت تھی، اس لئے وہ درجہ حُجَّت کی مثال ہے۔

اُس نے صورت پکڑی :-

۲۲۷
تَمَثَّلَ
(۳)

بَشَرًا سَوِيًّا سے جُثَّہ ابد اعیہ مراد ہے، اور اُس کا ایک نام مُيَدِّعٌ بھی ہے جو بڑا حیران کن معجزہ ہے، وہ یقیناً بہت بڑا فرشتہ ہے اور وہ خود مومن کی ترقی یافتہ ہستی بھی ہے، یعنی عقلِ کامل، روحِ قدسی، اور جسمِ لطیف، اسی کا نام بَشَرًا سَوِيًّا ہے۔

تم چلو گے:-

اے عزیزانِ من! قرآنی حکمتوں کو قدر دانی اور شکر گزاری کے ساتھ ذہن نشین کر لو، اور آیاتِ نور کے سلسلے میں اس آیتِ کریمہ کو بھی بخیر سمجھو۔ بصیرت دیکھ لو، ترجمہ: اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اس کے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ (جیسا کہ حق ہے) تاکہ خدا تم کو اپنی رحمت کے دو حصے ابرو عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے ایسا نور مقرر فرمائے گا کہ جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تم کو بخش بھی دے گا (۱: ۵۷: ۲۸)۔

تم چلو گے:-

اے عزیزانِ من! مذکورہ بالا آیتِ تشریحیہ کے ان پر حکمتِ الفاظ ”وَيَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا تَمَشُونَ بِهِ“ اور (خدا) تمہارے لئے ایسا نور مقرر فرمائے گا کہ جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ میں خوب توجہ سے غور کر کے بتائیں کہ آیا اس نور سے امام علیہ السلام مراد نہیں ہے؟ یقیناً یہ نور، امام ہی ہے، جس سے وابستگی کی اولین شرط یہ ہے کہ ہم خدا سے ڈریں اور اس کے رسولؐ صاحبِ قرآن پر کما حقہ ایمان لائیں، پس صاف طور پر معلوم ہوا کہ خدا ہی نے امام آلِ محمدؐ کو ختمِ نبوت کے بعد نورِ ہدایت کی مرتبت پر مقرر فرمایا ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۲۳۰

تَمْسُونَ
(۳۱)

تورہ ہدایت کی روشنی میں چلو گے۔

صراطِ مستقیم دنیا کی کوئی سیدھی سڑک ہو نہیں سکتی، یہ دراصل زندہ نور ہدایت ہے، اور وہ امام زمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی مبارک ہستی ہی ہے یہ اللہ کا نازل کردہ نور ہے (۱۵:۵۱)، خدا جس کو چاہے اپنے نور کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اِيَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهِ مَنْ يَّشَاءُ (۲۴۱:۲۳۵)۔

۲۳۱

تَنُوْرٍ
تَنُوْرٍ

تَنُوْرٍ۔

وَقَارَ التَّنُوْرُ (۱۱:۴۰) اور تنور اُبل پڑا۔ یعنی اسمِ اعظم کے ذکر نے جوش مارا، ذکر خود بولنے لگا اور طوفانِ روحانیت کا آغاز ہوا، پس تنور سے اسمِ اعظم کا ذکر مراد ہے۔

۲۳۲

تَوْبَةٍ
(۱)

لوٹ جانا۔

توبہ کے کئی معنی ہیں، سب سے آخری اور ب سے اعلیٰ معنی، میں : رجوع الی اللہ، فنا فی اللہ، جیسا کہ آیہ پُرْحَمٰتِ کا ترجمہ ہے: پس تم اپنے خالق کے حضور لوٹ جاؤ اور اپنے نفوس کو قتل کرو (۵۴:۲) یعنی کامیاب توبہ یہ ہے کہ جسمانی موت سے پہلے نفسانی طور پر مر جاؤ، اور یہی فنا فی اللہ ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”ت“

۲۳۳
توبۃ
(۲)

رجوع الی اللہ :-

اللہ اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات کو لیتا ہے (۱۰۴: ۹) یعنی خداوند عالم مرتبہ عقل پر اپنے خاص بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ وہاں ان سے جواہر کے صدقات کو لیتا ہے۔

۲۳۴
توبۃ
(۳)

منزل فنا کی رسائی :-

ایک آیہ کریمہ (۵: ۶۶) میں اسلام، ایمان اور فرمانبرداری جیسی صفات عالیہ کے بعد توبہ کا ذکر آیا ہے، جس سے منزل فنا کی رسائی مراد ہے، اس آیہ مبارکہ کو غور سے پڑھ کر دیکھ لیں کہ یہ کسی گناہ کے بعد کی جانے والی توبہ ہرگز نہیں۔

۲۳۵
توبۃ
(۴)

گریہ عشق الہی :-

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو (۲۲۲: ۲) ظاہری توبہ اور جسمانی صفائی اللہ کی دوستی کے لئے کافی نہیں ہو سکتی، جب تک عاشقانہ و عارفانہ توبہ (رجوع الی اللہ) اور روح و عقل کی کامل پاکیزگی نہ ہو۔

معنی و حکمت

”ت“

لفظ

۲۳۶

تَوَكَّلْ

(۱)

بھروسہ کرنا، کسی کو وکیل بنانا۔

آپ جب دل میں کہتے ہیں کہ میں خدا پر تَوَكَّلْ کروں گا تو یہ صرف نیت ہی ہے، آپ زبان سے کہتے ہیں کہ میں تَوَكَّلْ کرتا ہوں تو یہ محض ایک قول ہے، تا آنکہ آپ ایمان اور علم و عمل کے بہت سے مراحل سے آگے نہ جائیں کیونکہ تَوَكَّلْ ایک عملی حقیقت ہے، جس میں چشمِ باطن سے یہ مشاہدہ ہونے لگتا ہے کہ اب خداوندِ تعالیٰ جَعَلًا وکیل ہو رہا ہے۔

۲۳۷

تَوَكَّلْ

(۲)

بھروسہ کرنا، کسی کو وکیل بنانا۔

اے نورِ عینِ من! قرآنِ حکیم کے الفاظ کے معانی میں حکمت بالغہ پوشیدہ ہوتی ہے، اور وہ گویا حظیرۃ القدس تک ایک سیر طہی ہے، ان شاء اللہ جب آپ کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی تو یقیناً آپ کی قرآنِ فہمی میں انقلاب آئے گا، چنانچہ حقیقی تَوَكَّلْ کے معنی یہ ہیں کہ خدا فعلاً آپ کا وکیل ہو جائے اور آپ کا اختیار ختم ہو جائے یا برائے نام ہے یہ خوش گوار حالت کم از کم روحانی انقلاب کے دوران دیکھی گئی ہے تاکہ انبیاء اولیاء علیہم السلام کی معرفت حاصل ہو۔

قرآنِ حکیم میں تَوَكَّلْ کا مضمون بڑا عالیشان ہے، جو تقریباً ۱۰ (دس) مقامات پر پھیلا ہوا ہے، آپ اسے خوب غور سے پڑھیں، ان شاء اللہ تائید

حاصل ہوگی۔

۲۳۸
تَهْوِي

مائل ہوتی ہے۔

... فَأَجْعَلْ أَفِيْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ۔ تو کچھ
لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ یعنی ان کے قلوب
میں آل ابراہیم اور آل محمد کی محبت ڈال دے (۱۴۱: ۳۷)۔

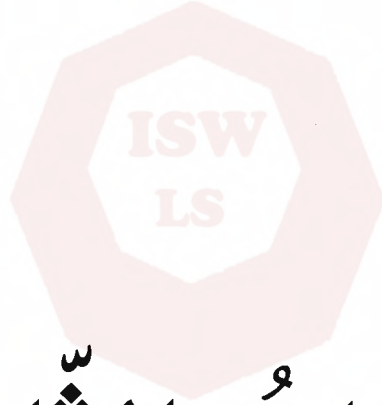
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

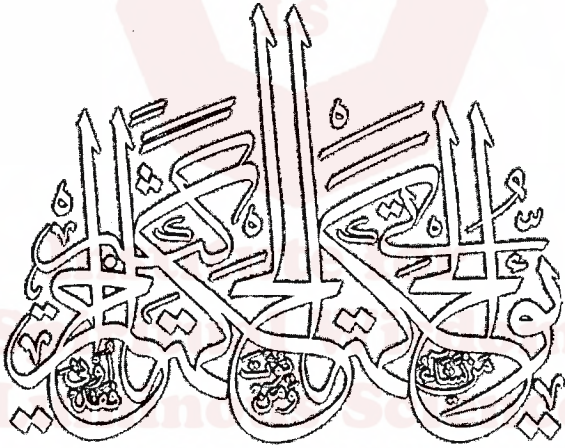


باب الشفاء

Institute for
**Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

۲۳۹
ثَابِتٌ

مضبوط :-

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَخَرَّعَهَا فِي السَّمَاءِ (۲۴۰: ۱۳۱) اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ یعنی درختِ امامت کی جڑ بڑی مضبوط ہے اور وہ آنحضرتؐ ہیں، اور شاخ عالمِ علوی میں ہے، جہاں امامِ زمانؑ کے علم و حکمت کا میوہ شیرین تیار ہوتا ہے۔

اژدہا :-

۲۴۰
ثُعْبَانٌ

سورۃ اعراف (۷: ۱۰۷) اور سورۃ شعراء (۲۶: ۲۶۱) میں ہے : قَالَ لَقَدْ عَصَاةٌ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ۔ مولیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن گیا۔ کامل انسانوں کے لئے خداوند تعالیٰ کا اسمِ اکبر عصائے موسیٰؑ کا معجزہ ہے، چنانچہ عالمِ شخصی میں اس مبارک عصا کے اژدہا بن جانے کی کئی مثالیں ملتی ہیں :-

۱۱) جب روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے تو عالمِ صغیر گویا اژدہا بن کر عالمِ کبیر کو نگل لیتا ہے (۲) حق و باطل کی روحانی جنگ میں اسمِ اعظم کا کامیاب ذکر عصائے موسیٰؑ کی طرح کام کرتا ہے (۳) عقلِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ گویا اژدہا ہے جو ادیانِ باطل کی بے شمار دلائل کو نگل لیتا ہے۔

بھاری :-

سورہ رعد (۱۳: ۱۲) میں ہے: اور اعدا، وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے لئے بجلی (برق) دکھاتا اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے (۱۳: ۱۲)۔

خداوندِ عالم کا یہ خطاب عارفین و کاملین سے ہے جو اہل ایمان کے نمائندے ہیں، انہی حضرات کو ظاہری نورانی دیدار کا شرف حاصل ہوتا ہے جو برق کی مثال پر ہے، حکماء اس ظہور کو مہیدع اور مُبَدَع کہتے ہیں، اور حقیقت میں یہ الظَّاهِرُ (۵۱: ۳) کی بجلی ہے، کیونکہ یہ اسم پاک صرف کہنے اور کہلانے کے لئے نہیں بلکہ واقعیت اور حقیقت بھی ہے۔

دو گراں قدر چیزیں :-

صحیح مسلم، جلد ششم، کتاب الفضائل، باب: ”حضرت علیؑ کی بزرگی اور کوبِ دُوری، باب دوم، منقہ ۴۷ اور ۴۵، میں حدیث ثقلین کا ذکر ہے، نیز کتاب شرح الانبیاء، جلد دہم، ”فضائل اہل البیت“ میں دیکھ لیں۔
انّی تارک فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر: کتاب اللہ جیل معدود من السماء الی الارض طرف منہ عند اللہ، و طرف منہ فی ایدیکم، فاستمسکوا بہ، و عترتی

یقیناً میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان اور گر انقدر چیزیں چھوڑ جانے والا ہوں ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے؛ اللہ کی کتاب (قرآن) آسمان سے لے کر زمین تک تانی (پھیلانی) ہوئی رستی ہے جس کا ایک سرفراخ کے پاس ہے اور دوسرا سر اتمہا سے ہاتھوں میں، پس تم اس کو حکم پکڑے رہو، اور ساتھ ہی ساتھ میری عترت کو۔

دو عظیم الشان چیزیں :-

شرح الاخبار کی مذکورہ جلد میں دیکھ لیں: قد خلقت فیکم الثقلین احدھا اکبر من الآخر سبباً موصولاً من السماء الی الارض: کتاب اللہ، وعترتی اهل بیتی، فانھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض۔ میں نے اپنے چھپے تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ دی ہیں ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے جو آسمان اور زمین کے مابین لگائی ہوئی رستی ہیں؛ کتاب خدا اور میرے اہل بیت کی عترت، یہ دونوں چیزیں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی تا آنکہ یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے مل جائیں۔

دو عظیم الشان چیزیں :-

عترت کے بارے میں زیادہ صحیح اور زیادہ واضح قول یہ ہے کہ آدمی

۲۲۳
ثَقَلَيْنِ
(۲)

۲۲۴
ثَقَلَيْنِ
(۳)

کی عترت اس کے اقرباء ہیں، جیسے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد، اور
 چچا کے بیٹے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت یہ حضرات ہیں:
 اولادِ فاطمہ، اولاد کی اولاد حسن و حسین، اور چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب
 صلوات اللہ علیہم اجمعین (بحوالہ مذکورہ جلد)۔

۲۳۵
ثَلَاثَةٌ

تین :-

سورۃ واقعہ کے شروع (۱: ۵۶-۱۱) میں دیکھ لیں :- . . . اور تم تین
 گروہ ہو جاؤ گے، پس دائیں طرف والے، کیا کہتے دائیں طرف والوں
 کے، اور بائیں طرف والے، پھوٹ گئے نصیب اُن کے بائیں طرف
 والوں کے، اور آگے بڑھنے والے وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں
 مقرب بارگاہ تو وہی ہیں۔

عالم شخصی میں جو راہِ روحانیت اور سفرِ معرفت ہے اُس میں ایسے تمام
 ضروری واقعات کا مشاہدہ اور تجربہ ہو جاتا ہے اس مبارک و مقدس
 سفر کی منزلِ مقصود مومن سالک کی پیشانی میں ہے۔

۲۳۶
ثَوْرٌ

اُس جگہ، وہاں، وہیں :-

خداوندِ قدوس کا پُر حکمت ارشاد ہے: فَأَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَانْتَهَوْا بِهِ
 اللہ (۲: ۱۱۵) پس تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر (ہی) اللہ تعالیٰ

کارِخ (پہرہا ہے۔ اس قانونِ قرآن سے معلوم ہوا کہ ذاتِ سبحان اگرچہ مکان و لامکان سے ماوراء اور بے نیاز ہے، تاہم وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ہر جگہ موجود ہے، اور اس میں کتنا واضح اور بابرکت اشارہ ہے کہ وہ سچ مچ اپنے بندوں کے دل میں بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ معرفتِ الہی کی خاطر خود شناسی ضروری اور لازمی قرار دی گئی تاکہ جیسے جی نفسانی موت کی تسربانی دے کر اس کے پاک دیدار اور معرفت کا کنزِ مخفی حاصل کیا جائے۔ (دیکھو عنوان: وجہ علی۔)

۲۴۷

ثَمْنِيَّةٌ

ارشاد ہے: وَيَجْمَلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمْنِيَّةٌ۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس روز اٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے (سورہ حاقہ ۴۹: ۱۷) یہاں عرش کے معنی میں نورِ عقل جو سات ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی مبارک پیشانی میں ہوتا ہے اور جب جب مومنین و مومنات میں سے کوئی فرد بوسیلہ ذاتی قیامت امام زمان علیہ السلام میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ بھی نورِ عرش (نورِ عقل) کا حامل ہو جاتا ہے (۵۷: ۱۲، ۵۷: ۱۹، ۶۶: ۸)۔

لفظ

۲۳۸

شَمَرَات

(۱)

معنی و حکمت

”ش“

میوے، پھل :-

سورہ نحل (۱۶: ۶۷) میں ہے، اور کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو بیشک اس میں اہل دانش کے لئے ایک نشانی ہے۔ یہ دو قسم کے درخت جن کا آیہ تشریفہ میں ذکر ہے انبیا و آئمہ علیہم السلام کی مثال ہیں، جن کے میوہ ہائے معرفت سے شرابِ عشق حاصل آتی ہے، کیونکہ رب العزت نے نورِ نبوت اور نورِ امامت کے باطنی حسن و جمال اور وصفِ کمال کو عشقِ حقیقی کا وسیلہ بنا دیا ہے۔

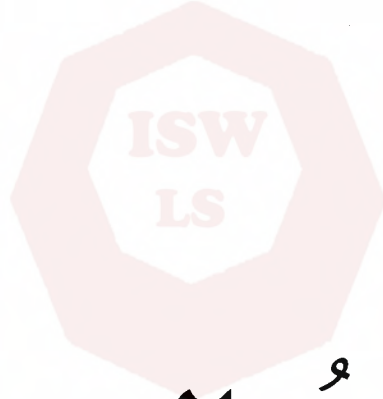
۲۳۹

شَمَرَات

(۲)

میوے، پھل :-

سورہ نحل (۱۶: ۱۱) میں یہ ذکر آیا ہے، اسی پانی سے تمہارے واسطے کھیتی اور زیتون اور خرما اور انگور اُگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے، یقیناً اس میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔ روحانی بارش کے پانی سے عالمِ شخصی کے معمور ہو جانے اور عقلِ کل، نفسِ کل، ناطق اور اساس کے ظہور اور دیگر حدود کے فوائد کی مثال ہے۔

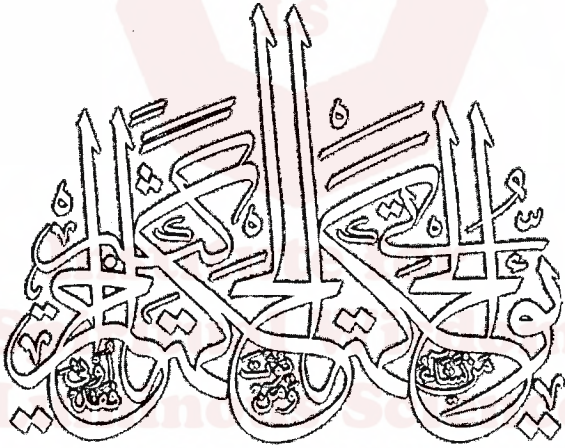


بابُ الجِيمِ

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

۲۵۰
جَاهِدُوا

انہوں نے جہاد کیا۔

سورہ عنکبوت کی آخری آیت (۶۹: ۲۹) میں ایسے لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتے رہتے ہیں، آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کرتے رہتے ہیں انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً خدا نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے۔ اس ربانی تعلیم میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے راستوں کا اشارہ ہے، جن کی ہدایت جہاد اکبر سے مشروط ہے۔

۲۵۱
جَدَّ

اسرافیل، فرشتہ عشق:-

سورہ جن (۲: ۱۳) میں ہے: وَأَنزَلْنَا جَدَّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا۔ اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے، اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔ جد فرشتہ اسرافیل ہے جس کے صورت چھوٹکنے سے فدا کی ایک بہت بڑی شان ظاہر ہو جاتی ہے، یقیناً یہ فرشتہ عشق الہی ہے۔

۲۵۲
جَلِيس

لمنشین:-

أنا جلیس من ذکرفی۔ حدیث قدسی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: جس نے مجھ کو یاد کیا میں اس کا، منشین ہوں۔ رب کریم کی رحمت و

برکت درج بدرجہ ہو سکتی ہے تا آنکہ دیدارِ اقدس حاصل ہو کر یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (۴۱: ۸۷) اور خدا سے بڑھ کر بات میں سچا اور کون ہو سکتا ہے۔

ہمنشین :-

۲۵۳
جلس
(۲۱)

قال موسى عليه الصلاة والسلام: يا رب أقرب أنت فأنا جيك أوبعيد فأنا ديك، فقل له: يا موسى، ان جلس من ذكرني - حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے پروردگار، آیا تو اتنا نزدیک ہے کہ تجھ سے سرگوشی کروں؟ یا ایسا دور ہے کہ تجھے با آواز بلند پکاروں؟ پس اسے فرمایا گیا: اے موسیٰ، جس نے مجھ کو یاد کیا میں اس کا ہمنشین ہوں (المعجم الصوفی)۔

وہ اکٹھا کیا گیا۔

۲۵۳
جمع

سورہ قیامہ میں ہے: پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ تو جب آنکھیں چندھیا جائیں گی، اور چاند کو گہن لگ جائے گا، اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے (۵۱: ۶-۹) سالک پر قیامت اس وقت آتی ہے جبکہ ابتدائی روشنی سے اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، اور واقعہ قیامت کی سختی کی وجہ سے وہ علم کو بیان نہیں کر سکتا، اور وہ اس حال میں امام علیہ

السلام میں فنا ہو جاتا ہے۔

۲۵۵
جنت
(۱۱)

پری، لطیف مخلوق :-

مخلوقِ لطیف، غیر مرئی، قرآنِ حکیم کی متعدد آیاتِ کریمہ میں اس کا ذکر آیا ہے، ”جنت“ عربی لفظ ہے جس کا اصل فارسی ترجمہ ”پری“ ہے، یعنی پری مردوں اور پری عورتوں کو عربی میں جن کہتے ہیں (المنجد، قرۃ العین، ضمیمہ)۔

۲۵۶
جنت
(۲۱)

پری، مخلوقِ لطیف :-

سورۃ جن (۷۲)، کو خوب غور سے پڑھ لیں، پری قوم کی ایک جماعت نے قرآن پر ایمان لایا (۷۲: ۱-۲) جب پری مردوں کا ذکر ہے تو اشارہ ہوا کہ لازمی طور پر پری عورتیں بھی ہیں (۷۲: ۶)۔

۲۵۷
جناح

پرند کا بازو، پَر WING، اسم، ذکرِ خدا،

جس سے ہر لطیف مخلوق پرواز کرتی ہے :-

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: دخلتُ الجنة البارحة فنظرتُ فيها فاذا جعفر يطير مع الملائكة واذا حمزة متكى على سريي۔ میں گزشتہ شب جنت میں داخل ہو کر وہاں کیا

دیکھتا ہوں کہ جعفر بن ابی طالب، فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ہے اور حمزہ ایک تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: رَأَيْتُ جَعْفَرَ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مَلَكَاً يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ بِجَنَاحَيْنِ۔ میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ہو گیا ہے اور دو بازوؤں سے فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہا ہے۔ (مُسْتَدْرَك) جسم لطیف، ہی فرشتہ اور تخت ہے، اور جَنَاحَيْنِ (دو بازو) برائے ذکر دو اسم ہیں کہ فرشتے اسماء الحسنیٰ سے پرواز کرتے ہیں۔

بہشت :-

۲۵۸
جَنَّة

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جنت میں ایک بازار ہوگا، جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی، ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی، جو جسے پسند کرے گا، اسی کی طرح ہو جائے گا جامع ترمذی، جلد دوم، جنت کا بیان، حدیث ۲۳۶۳ (۲۳۶۳) اس میں عظیم حیران کن حکمتیں ہیں۔

خدا کے ہمسائے :-

۲۵۹
جَيْرَانُ اللّٰهِ
(۱۱)

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى دَارِ السَّلَامِ۔ اور اللہ تمہیں دارالسلام کی طرف دعوت دے رہا ہے (۲۵: ۱۰)، بنا برین تمام بہشتوں میں سے

دارالسلام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ: ادخلوا
الجنة فانتوا جيران الله في دار السلام جنت میں داخل ہو
جاؤ کہ تم دارالسلام میں اللہ کے پڑوسی ہو (دعائے اسلام، حصہ دوم،
تباؤل و تواصل)، اس میں عجیب و غریب بہت بڑی حکمت ہے، ہاں
اس کے لئے کوئی کام غیر ممکن نہیں کہ مومنین و مومنات جو مرتبہ حق الیقین
پر فائز ہو چکے ہیں، وہ سب جیران اللہ ہیں۔

خدا کے ہمسائے :-

جیران اللہ

۲۶۰

(۲)

سورہ تحریم (۶۶: ۱۱) میں ہے: اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ
بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ جب (فرعون کی بیوی نے) دعا کی: اے میرے
پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے۔ اس کی
تاویل یہ ہے کہ وہ فنا فی اللہ اور حق الیقین کا مرتبہ چاہتی تھی تاکہ جیران اللہ
میں سے ہو جائے۔

ISW



Knowledge for a united humanity

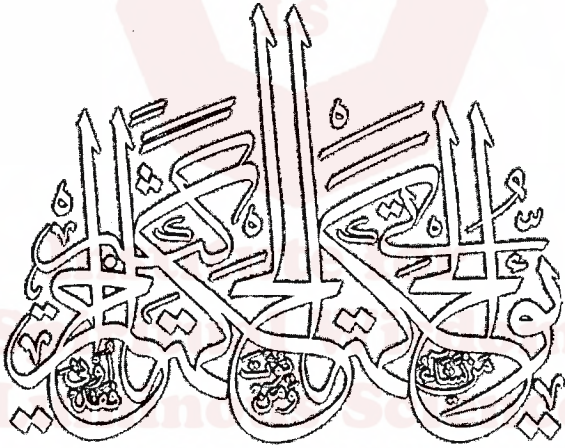


باب الحياء

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

معنی و حکمت

”ح“

۲۶۱

الْحُبُّ لِلَّهِ

خدا کے لئے محبت :-

حدیث شریف ہے: الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبَغْضُ لِلَّهِ، یعنی محبتی سے محبت بھی خدا کی وجہ سے ہو اور عداوت بھی اسی کی وجہ سے ہو۔

۲۶۲

حِبَال

رستیاں :-

فرعون کے جادوگروں کی رستیاں، یعنی قصے جو فرعون کے دعویٰ کے ثبوت میں بیان کئے گئے (۲۰: ۶۶)۔

۲۶۳

حُبْك

راہیں، راستے :-

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْجُبُكِ - راستوں والے آسمان کی قسم ہے (۵۱: ۷) ایسے پر حکمت آسمان سے امام زمان علیہ السلام مراد ہے کیونکہ اسی کے نورِ اقدس سے سلامتی کی راہیں بنی ہوئی ہیں اور وہی خود ان راہوں کا رہنما بھی ہے (۵: ۱۵-۱۶)۔

۲۶۴

حَبْلُ اللَّهِ
(۱)

خدا کی رستی، امامِ زمان :-

خداوندِ کریم نے عالمِ علوی سے اپنے پاک نور کی رستی عالمِ سفلی کے باشندوں کے لئے اس غرض سے اتاری ہے کہ وہ سب مل کر اس کو مضبوطی سے پکڑیں تاکہ انہیں عالمِ بالا پر اٹھایا جائے (۳: ۱۰۳) خدا کی نورانی

رسی ظاہر امام زمان علیہ السلام کی مقدس شخصیت ہے اور باطناً اس کا ہمہ رس نور، نورِ اقدس آپ کی ذات میں بطورِ خاص اسمِ اعظم کے وسیلے سے آتا ہے، پس امام آپ کے باطن میں بحیثیتِ اسمِ بزرگ اللہ کی رسی ہے، جس کو آپ نے اس طرح مضبوط پکڑنا ہے کہ دل و دماغ کی ساری قوتیں اُس کی طرف متوجہ اور مرکوز ہو جائیں۔

۲۶۵

حَبْلُ اللَّهِ
(۱۱)

خدا کی نورانی رسی، امامِ زمانؑ،

زمانہ نبوت میں خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی صفات اللہ کی رسی تھی، آپ قرآنِ ناطق بھی تھے اور اسلامِ مجسم بھی، اور آپ صلعم کے بعد آپ کی آل کے ائمہ حق علیہم السلام اپنے اپنے وقت میں خدا کی یہی رسی تھے، اور یہی بلند ترین مرتبہ یقیناً آج امامِ زمان کو حاصل ہے، الحمد للہ۔

۲۶۶

حَبْلُ الْوَرِيدِ
(۱۱)

رگِ جان، شہ رگ، وہ رگ جو دل سے دماغ تک ہے۔

سورہ ق (۱۶:۵۰) میں ہے: اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے، اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ اگر خداوندِ قدوس اپنے ہر بندے کی انا سے

اس قدر قریب ہے تو ماننا چاہیے کہ ہر مومن بجز قوت اس میں فنا ہے اب بجز فعل فنا فی اللہ ہو جانے کے لئے دسوسہ اور نفس کو ایک بار ختم کرنا ہوگا، اور یہ خاص کام فنا فی الامام اور فنا فی الرسول کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔

۲۶۷

رگِ جان، شہِ رگ، وہ رگ جو دل سے دماغ تک ہے۔

حَبْلُ الْوَرِيدِ
(۲۱)

اے نورِ عینِ من! آپ یقین جانیں کہ مذکورہ فناسلسلہ قیامتِ روحانیت ہے، اور اسی میں دیدارِ اقدس اور گنجِ معرفت کے اسرارِ عظیم پوشیدہ ہیں پس ایسے تمام لوگوں کی بہت بڑی سعادت ہے جو حقیقی اطاعت، کثرتِ ذکر، علم، اور آسمانی عشق کے وسیلے سے فنا ہو جانا چاہتے ہیں، اللہ جو مسبب الاسباب ہے ان کے لئے کوئی خاص سبب بنائے گا، اور وہ ایک نہ ایک دن کامیاب اور شادمان ہو جائیں گے۔

۲۶۸

حجِ اکبر، بڑا حج :-

حجِ اکبر
(۱۱)

سورہ توبہ (۳:۹) میں حجِ اکبر کا ذکر جمیل آیا ہے، جو باطنی، روحانی اور عقلمانی حج ہے، جس کی مثال ظاہری حج ہے، کیونکہ اکبر کا لفظ یعنی اسمِ تفضیل، اصغر کے بغیر نہیں ہو سکتا چنانچہ حکمتِ بالغہ اس بات میں تھی کہ خداوندِ عالم کے دو گھروں، ایک مثال اور دوسرا مَثُول، تاکہ اہل

دانش حقائق و معارف سے باخبر ہو سکیں۔

باطنی حج :-

اللہ تعالیٰ جو احد و صمد ہے، وہ ہر چیز سے بے نیاز و برتر ہے وہ مکان و لامکان سے بالاتر ہے، اس لئے اس کا ظاہری گھر (خانہ کعبہ) دلیل ہے اور باطنی گھر مدلول، جو الحقیقی یعنی زندہ ہے، اور یہی منظر بھی ہے اور آئینہ بھی، جس میں ذاتِ حق جل جلالہ کی بے مثال معرفت کا کنیز معنی موجود ہے۔

۲۶۹

الْحَجَّ الْأَكْبَرُ

(۲)

۲۷۰

الْحَجَّ الْأَكْبَرُ

(۳)

روحانی حج :-

اللہ تبارک و تعالیٰ کا باطنی گھر بیت المعمور ہے (۵۲: ۳) وہ امام علیہ السلام کا نورانی مرتبہ ہے، جس میں علم الہی کا خزانہ رکھا ہوا ہے، کیونکہ بیت المعمور سے خدا کا ایسا گھر مراد ہے جو روحانی اور عقلانی برکتوں سے آباد ہے، تاویل حج البیت اور بیت المعمور کے لئے دیکھیں : وہجر دین گفتار ۳۴، حج۔

۲۷۱

الْحَجَّ الْأَكْبَرُ

(۳)

عقلانی حج :-

بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے، جس کی زیارت کے لئے ہر روز سفر

ہزار فرشتے آتے ہیں، اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں، پھر دوبارہ نہیں آسکتے، یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر عالم شخصی میں حضرت امام علیہ السلام کا نورانی ظہور بیت المعمور ہے، جس کے دیدار کے لئے ستر ہزار عظیم فرشتے آتے ہیں۔

دلیل، غلبہ:-

۲۷۲
حُجَّة

یہ ارشاد مبارک سورہ نسا (۴: ۱۶۵) میں ہے: لَيْسَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ۔ تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کی خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہ جائے۔ اس اشارہ حکمت کی وضاحت یہ ہے کہ ہر پیغمبر کے بعد وحی اور زمانے کا امام بھی خدا کی جانب سے مقرر ہوتا ہے، تب ہی یہ حقیقت دل نشین ہو جاتی ہے کہ خدا پر لوگوں کی کوئی حجت نہیں ہو سکتی ہے، یعنی روز قیامت لوگ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اُن کے زمانے میں خدا نے کوئی زندہ اور حاضر پیشوا (ہادی) مقرر نہیں فرمایا تھا۔

حجرِ اسود:-

۲۷۳
الْحَجْرُ الْأَسْوَدُ

الحجرُ الأسودُ یمینُ اللہِ فی ارضہ۔ حجرِ اسودِ گویا، اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس کی زمین میں لغات الحدیث، جلد چہارم، باب

ایباء مع الیمیم، یمین کے معنی ہیں؛ قوت، طاقت، سعادت، برکت، دایاں ہاتھ، قسم۔ حجرِ اسود سے اساس مراد ہے جو تمام اعلیٰ معنوں کے ساتھ امام زمان کی صورت میں موجود ہے۔ بحوالہ وجہ دین، موضوع حج۔

لوہا، تیز:-

۲۷۴
حَدِید
(۱۱)

سورہ حدید (۲۵: ۵۷) میں ہے، اور ہم نے ہی لوہے کو نازل کیا جس کے ذریعہ سے سخت جنگ اور لوگوں کے لئے منافع ہیں۔ یعنی امام علیہ السلام کی روحانیت وہ علمی لوہا ہے جس سے قیامت کی شدید روحانی جنگ کے لئے اسلحہ تیار ہو جاتے ہیں، تاکہ اس سے ایک طرف اسلام کی فتح و فیروزگی اور سر بلندی ہو، اور دوسری طرف سب لوگ خوشی سے یازبردستی سے بہشت میں داخل ہو جائیں، جہاں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں۔

لوہا، تیز:-

۲۷۵
حَدِید
(۱۲)

ٹھنڈا لوہا بڑا سخت ہوا کرتا ہے، اس سے کوئی چیز نہیں بنائی جاسکتی، لیکن خدا نے حضرت امام داؤد علیہ السلام کے لئے ایسے لوہے کو گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم بنا دیا تھا (۱۰: ۳۴) یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امام کو روحانیت کا معجزہ عطا کیا ہے۔

۲۷۶
حَدِيد
(۳)

لوہا، تین :-

حضرت داؤد علیہ السلام کے اس آہنی معجزے سے زربیں یعنی فولاد کے جالی دار کڑتے بنتے تھے (۲۱، ۳۳) اس کی تاویل یہ ہے کہ امام زمان صلوات اللہ علیہ کی روحانیت سے جامہ ہائے جنت تیار ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: فَحَدَّ أَنْتُمْ شُكْرُونَ (۲۱: ۸۰) تو کیا تم اس بیشمال نعمت پر شکر کرو گے۔ نیز یہ وہ سراہیل (کرتے) ہیں جو کالمین حرب روحانی میں پہنتے ہیں (۱۶۱: ۸۱)۔

۲۷۷
حَرَمًا
(۱۱)

حرم، پناہ کی جگہ :-

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پُر امن حَرَم کو ان کے لئے جلائے قیام بنا دیا جس کی طرف (حَمْرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ) تمام چیزوں کے پھل کھچے چلے آتے ہیں، ہماری طرف سے رزق کے طور پر؟ (سورہ قصص ۲۸: ۵۷)۔ اے نور عین من! اس آیہ مبارکہ میں بڑی زبردست حکمت پوشیدہ ہے، کیونکہ تمام چیزوں کے ثمرات ظاہر میں نہیں صرف باطن ہی میں ہوتے ہیں، یہاں تک کہ روحانیت و عقلانیت میں پتھر جیسی اشیاء بھی بغیر از ثمر نہیں ہیں۔

لفظ

۲۷۸
حَرَمًا
(۲)

معنی و حکمت

”ح“

حرمِ باطن، حرمِ روحانی، حرمِ عقلی :-

اے عزیزانِ من! ظاہری حرمِ مثال ہے اور باطنی حرمِ منقول، وہ روحانی بھی ہے اور آگے چل کر عقلانی بھی، یہ امامِ زمانِ صلوات اللہ علیہ کا نورانی مرتبہ ہے، ان ثمرات کا ذکر جمیل یوں ہے کہ جب مؤمن سالک پر باطنی اور روحانی قیامت واقع ہو جاتی ہے اس وقت وہ عالمِ ذر کے گھیرے میں ہوتا ہے، ان ذرات کے بہت سے اسماء ہیں، جیسے ارواح، ملائکہ، یاجوج و ماجوج، جنود، ناس، طوفانِ ہبیا، ثمرات وغیرہ وغیرہ، پس یہ ذرات دوسری بہت سی مثالوں کے ساتھ ساتھ روحانی ثمرات بھی ہیں، جو حرمِ باطن کی طرف کشان کشان چلے آتے ہیں۔

۲۷۹
حَرَمًا
(۳)

باطنی حرم :-

ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ (۵۷:۲۸) کا یہ مطلب ہے کہ ہر چیز کا ایک روحانی میوہ اور ایک عقلی میوہ ہے، اس کا علم روحانی انقلاب (ذاتی قیامت) کے بعد ہوتا ہے، تب ہی روشنی ملتی ہے کہ قرآن میں بھی ہر چیز کا بیان ہے، سورۃ لقمان (۱۶:۳۱) میں غور سے دیکھ لیں کہ پتھر، آسمان اور زمین کی ہر چیز سے ذرّہ روح حاضر کر دینے کا اشارہ ہے، سورۃ بقرہ (۷۴:۲۱) کا بغور مطالعہ کر کے بتائیں کہ یہ کون سے پتھر ہیں جن سے پانی نکلتا ہے؟ اس کا درست جواب یہ ہے کہ اس میں روحانی پانی

ہے، سورہ مومن (۴۰: ۷۰) کا ارشاد ہے کہ ہر چیز رحمت اور علم کو شامل ہے اور یاد رہے کہ رحمت میں روحانی نعمتیں اور علم میں عقلی نعمتیں ہوا کرتی ہیں، پس ہر چیز میں دو قسم کے میوے (پھل) ہوتے ہیں، یعنی روحانی اور عقلی۔

روحانی حرم، عقلی حرم :-

کُلّ اشیاء کے ثمرات کے معنی میں انبیائے قرآن علیہم السلام کے تمام معجزات حرم باطن میں مرکوز ہو جاتے ہیں، جن میں بیشمار حکمتیں ہیں، بالفاظِ دیگر حضرت رب العزت اس مقام پر کائناتِ باطن کو لپیٹتا ہے جس سے ماضی اور مستقبل زمانہ حال میں شامل ہوتے ہیں اور ازل و ابد کا تصور سامنے ہی آتا ہے، اسی کے بارے میں ارشاد ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ اَخْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ قَبِيْنٍ (۱۲: ۳۶)۔

باطنی حرم، جہاں باطنی ثمرات جمع ہوتے ہیں :-

قرآن حکیم میں بہشت کی نعمتوں کا اکثر تذکرہ ثمرات کے عنوان سے ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ دنیا کے میوے ہیں، بلکہ روحانی اور عقلی پھلوں کا ذکر ہے، کیونکہ جسمانی غذاؤں کا تجربہ تو دنیا

۲۸۰
حَرَمًا
(۱۳)

۲۸۱
حَرَمًا
(۱۵)

ہی میں ہو چکا ہے، اب بہشت میں روحانی اور عقلی ثمرات ہی سے لطف اندوز ہونا باقی ہے، چنانچہ روحانیت اور ذاتی قیامت میں خوشخبری کے طور پر بہشت کے ثمرات دکھائے جاتے ہیں۔

شمار، روزِ قیامت :-

۲۸۲
حِسَاب

سورۃ انشقاق (۸۴: ۷-۹) میں ارشاد ہے: پھر (اُس دن) جس کا نامہ اعمال اس کے داپنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے تو حساب آسان طریقہ سے لیا جائے گا اور پھر، وہ اپنے (مومنین کے، قبیلہ کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

یہ نمائندہ قیامت کا تذکرہ ہے جس سے مومنین سالک فارغ ہو کر علم و معرفت کے خزانوں کی شادمانی کے ساتھ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ جاتا ہے، آپ مذکورہ سورہ کو تاملًا غور سے پڑھ لیں، کیونکہ اس میں علم قیامت کے بہت سے اسرار آئے ہیں۔

جمع کیا گیا :-

۲۸۳
حِشْر

وَحِشْرٍ لِّسُلَيْمَانَ جُنُودًا - اور سلیمان کے لئے ان کا لشکر جمع کیا گیا جتن بھی اور انسان بھی اور پرندے بھی اور ان کو صف آرا کیا جاتا تھا (۱۷: ۲۷) یہ لشکرِ ذرات کا تذکرہ ہے، جو انفرادی قیامت کا نتیجہ

ہے، اور روحانی جہاد کے لئے ہے۔

ہم نے جمع کیا۔

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لاکر جمع کر دیتے تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے ہاں اگر خدا ہی پناہ ہے تو اور بات ہے (۱۱۱، ۶) یہ روحانیت کے عظیم معجزات میں سے ہیں۔

۲۸۴
حَشْرًا

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش :-

لفظِ حِکْمَة قرآن حکیم میں اگرچہ بظاہر صرف ۲ مرتبہ آیا ہے، لیکن معنوی طور پر یہ مبارک کتاب (قرآن)، از اول تا بہ آخر حکمت ہی حکمت ہے، اور اس حقیقت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں، جبکہ یہ خدائے علیم و حکیم کا پاک و پُر حکمت کلام ہے، اور قرآن عزیز کا نام بھی حکیم ہے (۲، ۳۶) پس بڑے باسعادت ہیں وہ لوگ جو قرآنی حکمت کی طرف توجہ دیتے ہیں۔

۲۸۵
حِکْمَة
(۱)

معنی و حکمت

”ح“

لفظ

۲۸۶

حِکْمَةٌ
(۳۱)

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش۔

حکمت وہ سب سے اعلیٰ شئی ہے کہ اگر یہ کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہوئی تو اس سے وابستہ بھلائی جس کی بڑی کثرت ہے خود بخود آجاتی ہے (مفہوم، ۲۰: ۲۶۹)۔

۲۸۷

حِکْمَةٌ
(۳۱)

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش۔

حکمت کسی مومن کے دل و دماغ میں اس معلم ربانی کی تعلیم سے آتی ہے، جس کو خدا اور رسولؐ نے مقرر فرمایا ہے، جو آل محمدؐ میں سے ہے، اور وہ زمانے کا امام ہے، کیونکہ اللہ کی کتاب کسی بھی دور میں ایسی نہ تھی، اور نہ اب ایسی ہے، دیکھئے خاندانِ ابراہیمؑ سے متعلق آیہ شریفہ، کہ یہی آیہ کریمہ خاندانِ محمدؐ کی شان میں بھی ہے (۴: ۵۴)۔

۲۸۸

حِکْمَةٌ
(۳۱)

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت عنایت فرمائی تاکہ وہ خدا کا شکر کرے (مفہوم، ۳۱: ۱۲) اے نور عین من! آپ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ خداوندِ عالم باطنی نزنالوں کے بغیر شکر کا حکم دیتا ہے، ایسا نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شکر اور حکمت کے پس منظر میں یقیناً روحانی اور عظامانی نعمتوں کی فراوانی ہوا کرتی ہے۔

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:-

علماء اور دانشوروں نے جس طرح حکمت کی تعریفیں کی ہیں، وہ تقریباً ایک جیسی ہیں، ہمارے نزدیک قرآنی تاویل بنیادی حکمت ہے، اور یہی ظاہری سائنس کا روحانی پہلو ہے، جیسے آفاق و انفس کی آیات/نشانوں میں ربط و رشتہ ہوتا ہے (۴۱، ۵۳، ۵۴) پس اگر یہ ظاہری نشانیاں آج سائنس کے نام سے مشہور ہیں تو ان جیسی باطنی نشانوں کو روحانی سائنس کیوں نہ کہیں، تاکہ اس عمدہ طریق کار سے سائنس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جائے، صرف یہی نہیں بلکہ مذہب اور سائنس بالکل ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں۔

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:-

سورۃ بقرہ کے رکوع ۱۵ میں آٹھ آیات کریمہ کو خوب غور سے پڑھ لیں، خصوصاً آیت ۱۲۴ کو نیز ۱۲۸ اور ۱۲۹ کو، کیونکہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے سلسلہ ذریت کی امامت کا بیان آیا ہے، اور ائمہ کرام کی جماعت میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی کی دعا کی گئی ہے تاکہ آنحضرت ائمہ پر خدا کی آیات پڑھا کریں اور کتاب و حکمت سکھاتے ہوئے ان کو پاک و پابخیزہ کر دیں۔

حکمت والا، عالی کافرانی نام۔۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اسمی فی القرآن حکماً و فی التوراة کلاً و فی الانجیل حتماً و فی الزبور بشرّاً و فی صحف ابراہیم اولاً و آخرّاً و انا۔۔۔ بما یكون علیہ و فی العالم و قیوم و فی السموت بصیر و بما فی الارضین عارف۔ میرا نام قرآن میں حکیم ہے، توراة میں کُل، انجیل میں حتم، زبور میں بشر، صحف ابراہیم میں اول و آخر اور میں۔۔۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کو جانتا ہوں اور میں اس جہان میں قدیم، آسمانوں میں بصیر اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس کا عارف ہوں۔ (سرازم، مکالمات، روایت ابوذر جندب) اس سے یہ حقیقت بجا رہتا روشن ہو گئی کہ علیؑ کا نور ہمیشہ زمان و مکان کی وسعتوں پر محیط ہے۔

گدھا۔

اُن لوگوں کی مثال جن پر توریت (کے علم و عمل) کا بار ڈالا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی مثال ہے جو کتابیں اٹھانے ہوئے ہو، ان لوگوں کی حالت جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ہو کیا ہی بُری ہے، اور اللہ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا (۵: ۶۲)۔ اس میں بے عملی سے کہیں زیادہ بے عقلی کی مذمت کی گئی ہے، کیونکہ گدھا بڑی بڑی کتابوں کے بار گران کو تو اٹھا سکتا ہے، لیکن اس میں عقل

نہیں کہ اپنے بوجھ کے ظاہر و باطن کی قدر و قیمت کو سمجھ سکے۔

۲۹۳

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ

حاملاتِ قرآن :-

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ حاملاتِ قرآن اہل جنت کے عارفین ہیں۔ یعنی جو لوگ قرآن کی روح دروہانیت اور معرفت کے حامل ہیں، وہی اہل بہشت کے عارفین بھی ہیں کہ بہشت والے ان سے معرفت کے اسرار کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے (حدیث دُعَاةُ الْإِسْلَامِ، جلد ثانی، ص ۳۵۱)۔

۲۹۴

حَوْتٌ
(۱)

مچھلی :-

ارواح گویا بحرِ روحانیت کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ہیں، ماہی روح جب تک ہمارے بدن میں ٹیوس ہے تب تک مردہ یا نیم مردہ ہے لیکن جس وقت روحانیت کے سمندر سے سالک کا رابطہ ہو جاتا ہے تو اس وقت یہ مچھلی زندہ ہو کر اپنے سمندر میں داخل ہو جاتی ہے، سورہ کھف (۱۸: ۶۳) میں غور سے دیکھیں۔

۲۹۵

حَوْتٌ
(۲)

مچھلی :-

حضرت یونس علیہ السلام کے باطنی سفر کا واقعہ ہے کہ اُن کو ایک زبردست

روحانی پھیلی نے نکل لیا، اور یہ بہت بڑی آزمائش تھی، ایسے شدید ترین مشکل وقت میں کس عاثری سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اس کا عملی نمونہ قرآن پاک میں موجود ہے، دیکھیے سورۃ انبیاء (۲۱: ۸۷)۔

جنت کی عورتیں، واحد: حَوْرَاءُ:-

۲۹۶
حَوْرٍ (جمع)

لفظ حَوْرٍ قرآن پاک کے چار مقام پر موجود ہے، حَوْرٍ جمع ہے جس کی واحد حَوْرَاءُ ہے، کچھ عوریں مثال میں اور کچھ مَثُول، جو مَثُول ہیں وہ لطیف جسمانی بہشت کے بہت سے درجات پھر روحانی بہشت کے بہت سے درجات سے بھی اوپر عقلی بہشت میں ہیں، وہ کثیف جسمانی نہیں، لطیف جسمانی نہیں، روحانی بھی نہیں، بلکہ عقلانی وجود رکھتی ہیں، جو حظیرۃ القدس کے خمیوں میں رہتی ہیں، وہ اسرارِ علم و معرفت اور دَرَجَتِ حِکْمَتِ مَلِئِیْنِ

بہشت کی عورتیں:-

۲۹۷
حَوْرٍ (۲۱)

روحانی ریسرچ اور مطالعہ قرآن سے جیسی معلومات حاصل آئی ہیں وہ یہاں درج کی جاتی ہیں، تاکہ آئندہ لوگوں کے لئے کام آئیں، جیسے ذکر ہوا کہ عقلی عوریں سب سے اعلیٰ ہیں، ان کے بعد روحانی عوریں ہیں، جو لطائف روحانی اور نورانی صُورِ مُجَدَّدہ ہیں، اور یہ ان نعمتوں میں شامل ہیں جو لَذَائِذِ عِیُونِ کے لئے پیدا کی گئی ہیں، تاہم اشارۃً

علم و حکمت سے کوئی چیز خالی نہیں، ان سے نچلے درجات پر لطیف جسمانی عورتیں ہیں، اگر میں شمال کے طور پر کہوں کہ یہ واقعاً قوم جن کی عورتیں ہیں تو آپ کو بڑی حیرت ہوگی، لہذا وہی مطلب دوسرے الفاظ میں بیان کرتا ہوں کہ لطیف جسمانی عورتیں قوم پری کی عورتیں ہیں، کاش، اگر آپ جن و پری کو کا حق پہچان لیتے تو خود شناسی بڑی آسان ہو جاتی!

لطیف عورتیں :-

۲۹۸
حُور
(۳۱)

سورۃ واقعہ میں اس عظیم راز کا اشارہ موجود ہے کہ حق تعالیٰ انسان کو کثیف جسم کے بعد ایک لطیف جسم عطا کرتا ہے، جیسے فرمایا، اِنَّا اَنْشَاْ ذٰلٰکُمْ اِنْشَاً۔ ہم نے ان عورتوں کو پہلے پہل دنیا میں پیدا کیا جیسا کہ حق ہے۔ فَجَعَلْنٰھُنَّ اَنْکَارًا۔ پھر اس کے بعد ہم نے ان کو ہشتی جسم لطیف میں کنواریاں بنایا۔ عُمَبًا اَنْرَابًا۔ محبوبہ ہیں، ہم عمر ہیں (۵۶: ۳۵-۳۷) ہم عمر ان معنوں میں کہ ازلی پیدائش ایک ساتھ ہے، نفس واحد سے پیدا ہونا ایک ساتھ اور کثیف سے لطیف ہو جانا ایک ساتھ ہے۔

پریشان بہشت :-

کتاب دعائم الاسلام، جلد اول، کتاب الجنائز، ذکر العلل... میں

۲۹۹
حُور
(۳۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے: **وَكُلُّ مُؤْمِنٍ شَهِيدٌ**
وَكُلُّ مُؤْمِنَةٍ حَوْرَاءٌ۔ ہر مومن (جس موت سے بھی مرے) شہید
 ہو جاتا ہے، اور ہر مومنہ (عورت) مر کر کو کبھی بدن میں (حَوْرَاءُ) بن جاتی
 ہے۔ اس کلمہ سے یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ بہشت کی عورتیں یعنی حوریں
 پہلے پہل دنیا میں پیدا ہو جاتی ہیں، کیونکہ مردوزن کے لئے ایک ہی
 قانونِ فطرت ہے۔

جسمِ لطیف میں بہشت کی عورتیں:-

۳۰۰
حور
 (۵)

سورہ رحمان میں دیکھ لیں: **خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہیں۔ اپنے**
رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان نعمتوں سے پہلے بھی
کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہوگا ۵۵۱: ۵۲-۴۳، اس ربانی تعلیم
کی پہلی حکمت: قرآن حکیم کا خطاب ہر زمانے کے مسلمانوں سے ہے،
پس اللہ جل شانہ کا ہر وعدہ بھی تمام زمانوں کے اہل ایمان سے فرمایا
ہوا ہے، اور اس کا یہ وعدہ بھی ایسا ہی ہے، وَعَدَّ كُفُّوا اللّٰهُ مَعَاذِمَ
كَيْفَرَةً تَأْخُذُونَهَا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا
وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگ (۲۰: ۴۸)۔

جاننا چاہیے کہ خدا کا ہر وعدہ فرما برداری اور علم و عمل سے مشروط ہوتا
 ہے، پس ہر کامیاب عالم شخصی کی قیامتِ صغریٰ جہادِ اکبر اور دینِ اسلام

کی عالمی فتح ہے، یہ فتح صرف روحانی اور آخروی ہی ہے، اس بے مثال آفاقی فتحی کے اموالِ غنیمت میں حوران و علمائے بہشت بھی ہیں۔

حوریں جسمِ فلکی میں :-

۳۰۱
حور
(۶۱)

دوسری حکمت: خدا کے فضل و کرم سے ہر وہ عورت نوجوان کنواری ہو جاتی ہے جبکہ جسمِ کثیف کو چھوڑ کر بلبائے کوکبی بدن (ASTRAL BODY) بہشت میں داخل ہو جاتی ہے، پھر اس کی وہی صفت بنتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

بہشت کی عقلی حوریں :-

۳۰۲
حور
(۶۱)

تیسری حکمت: عقلی حوریں دونوں جہان کے حسن و جمال اور رعنائی و زیبائی کے اسرارِ مخزون ہیں، وہ ازلی غیموں میں پوشیدہ ہیں، ان کے جتنی شوہروں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو نہیں چھوا ہے یعنی یہ ہر عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس کے راز ہائے سرسبز ہیں، حور مقصودات کی تاویل ہے اسرارِ کون و مکان کے بے بہا جواہر، کیونکہ مقصود اسمِ مفعول ہے جس میں کائناتِ علم و حکمت کو مختصر ترین اشارات میں لانے کا مفہوم ہے، المنجد سے مثالیں، اَقْصَرُہُ، کسی چیز کو چھوٹا کرنا، لبائی کم کرنا، کوتاہ و مختصر کرنا۔ تَقْصَرَ الظِّلُّ، سایہ

کا قریب ہونا اور سکرٹنا۔ الْأَحَادِيثُ الْقَصَارُ، جامع و مفید کلام۔

۳۰۳

حُور
(۸)

بہشت کی پیریاں :-

سورہ بقرہ میں ہے، وَلَكُمْ فِيهَا آزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ اور ان کے واسطے (ان بہشتوں میں) بیوریاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی (۲۵: ۲) یعنی جسمِ کثیف سے جسمِ لطیف میں منتقل کردہ، وہ جسمِ آروحا اور عقلا پاک و پاکیزہ ہوں گی، کیونکہ مُطَهَّرَةٌ اسمِ مفعول ہے جس پر خداوند تعالیٰ یا اس کے فرشتوں کے پاک کر دینے کا فعل واقع ہوا ہے، اور وہ بھی آخرت میں، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ حورانِ بہشت کئی پاکیزگی کی حامل ہوں گی، وہیے جسمانی لطافت مثل شعلہ شمع، روحانی ترقی مانند فرشتہ، عقلی جہارت (پاکیزگی) تاکہ کتابِ مکنون کو ہاتھ میں لیا جائے، اور ان کے سعادت مند شوہر بھی انہی اوصاف کے مالک ہوں گے، کیونکہ اشارۃ حکمت بس یہی کہتا ہے۔

۳۰۴

حُور
(۹)

زنانِ بہشت :-

سورہ دُخان (۵۴: ۴۴) میں ہے، وَزَوْجُهُمْ يُحْوَرْنَ عَيْنًا۔ اس کا ایک مُستند ترجمہ یہ ہے: اور ہم گوری گوری آہو چشمِ عورتیں ان سے بیاہ دیں گے (۵۴: ۴۴) یہاں ظاہری آنکھوں کے حسن و جمال

کی مثال سے چشم بصیرت کی تعریف کی گئی ہے لہذا میں یقین کامل ہے کہ یہ مرتبہ عقل کی حوری ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔
سوال: لوگ پوچھنے میں حقی بجانب ہیں کہ آیا بہشت میں تولید کا نظام ہے؟ اگر ہے تو کس طرح؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بہشت وہ جگہ ہے جس میں ہر طرح کی نعمت موجود ہے، اور اولاد کی خوشی ایک بڑی نعمت ہے تو یہ بہشت میں کیوں نہ ہو، مگر ہاں، وہ عالم امر ہے، اس لئے ہر چیز کا ظہور فوراً کلمہ کن سے ہوتا ہے۔

زندہ، ہمیشہ زندہ۔

۳۰۵
حی

قال اللہ تعالیٰ: ”یا بنِ ادمَ خلقتک للابد، وانا حیّ لا اموت، اطعنی فیما امرتک بہ، وانتہ عمّانہیتک عنہ، اجعلک حیّاً لا تموتُ اَبداً، یا بنِ ادمَ انا قادرٌ علی ان اقول للشئی کن فیکون، اطعنی فیما امرتک بہ، وانتہ عمّانہیتک عنہ، اجعلک قادرّاً علی ان تقول للشئی کن فیکون“ (رسائل اخوان الصفا، جلد اول، الرسالة التاسعة، ص ۲۹۸)۔

حدیثِ قدسی ہے: اے ابنِ آدم میں نے تجھ کو ہمیشہ کے لئے پیدا کیا ہے، اور میں خود زندہ لافانی ہوں، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے

میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو ایسی حیات عطا کروں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اے ابن آدم میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ کسی چیز کے لئے فرماؤں ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو یہ قدرت دوں کہ تو کسی چیز کے لئے کہے کُن (ہو جا) اور وہ ہو جائے گی۔

زندہ، زندگی، جینا۔

۳۰۶
حَيَوَان
(۱۱)

اصولی اور بنیادی حکمتوں کا یہ ربانی خزانہ سورہ عنکبوت (۶۴:۲۹) میں ہے، وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ كَيْفَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ اور بلاشبہ آخرت کا گھر زندہ ہے، اگر ان کو اس کا علم ہوتا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں، کتاب و جبر دین، کلام ۴۔

زندہ، زندگی، جینا۔

۳۰۷
حَيَوَان
(۲۱)

اس آیت کریمہ کا واضح و صریح مطلب یہ ہے کہ عالم آخرت سارے کا سارا زندہ بولنے والا، اور جاننے والا ہے، وہاں کی ہر ہر چیز بولتی اور تسبیح کرتی رہتی ہے (۳۱:۱۷، ۲۱:۱۷، ۳۲:۱۷) اور کوئی شیء عقل و جان اور علم و حکمت کے بغیر نہیں، سچ تو یہ ہے کہ دارِ آخرت انسانِ لطیف کی صورت میں ہے

اور قرآن حکیم میں برائے امتحان اس کے بہت سے مخفی نام ہیں۔

۳۰۸
حَيَوَةٌ طَيِّبَةٌ

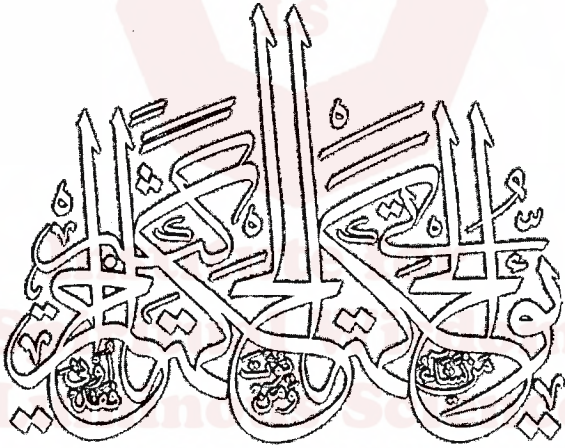
پاک زندگی :-

مرد ہو یا عورت، جو بھی حقیقی معنوں میں ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے، اس کو خدا حیاتِ طیبہ اور روحِ قدسیٰ میں زندہ کرے گا، وہ لطیف جسم اور عقلِ کامل کی دولت سے مالا مال ہوگا (۱۶: ۹۷)۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW

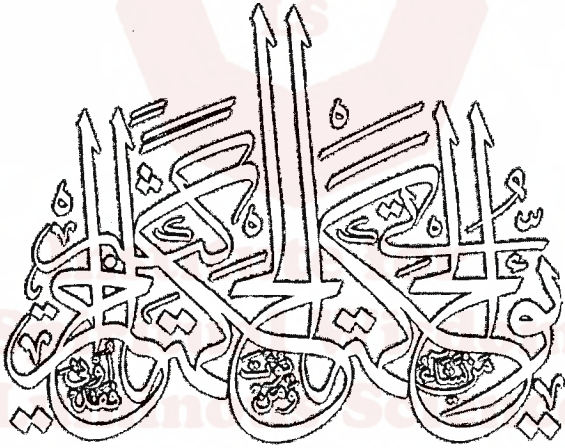


Knowledge for a united humanity



باب الخاء
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

”خ“

معنی و حکمت

لفظ

۳۰۹

خَرَّ

وہ گریڑا:-

انسان روحاً آسمان سے آیا ہے، اس لئے اسکا آخری مرجع و ماوا آسمان پر ہے، جبکہ وہ خدا شناسی میں کامیاب ہو جاتا ہے، اگر اس کو معرفت حاصل نہیں ہوتی تو یہ شرک ہے، اس صورت میں وہ گویا آسمان کی بلندیوں سے گر گیا (مفہوم ۲۲: ۳۱) سورہ حج کے رکوع چہارم کو خوب غور سے پڑھیں۔

۳۱۰

خَرَدَل

رائی:-

پتھر جیسی چیزوں میں بھی روح موجود ہے، جس کا اشارہ سورہ لقمان (۱۶: ۳۱) میں فرمایا گیا ہے: اے میرے بیٹے! اگر وہ (عل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو، پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اللہ تعالیٰ اسے لے آئے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین پورا پورا خبر رکھنے والا ہے۔

۳۱۱

خَزَائِن

(۱)

خزانے:-

مادی سائنس کے ایجادات ہوں یا روحانی سائنس کے انکشافات، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو خزانہ الہی سے نہ آتی ہو، جب اللہ کے انتہائی عظیم اور کبھی ختم نہ ہونے والے خزانے موجود ہیں تو ان کی

بے شمار برکتوں کا صاف شفاف دریا، ہمیشہ دنیا والوں کی طرف بہتا رہے گا (۲۱:۱۵)۔

خزائے، خدا کے خزانے :-

۳۱۲
خزائن
(۲)

س: خزائن الہی کا ذکر قرآن حکیم کے کس مقام پر ہے؟ ج: سورہ حجر (۲۱:۱۵) میں، س: ان خزانوں میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ ج: ہر چیز یعنی ہر نعمت، س: خزائن خدا کی خاص نعمتیں کس طرح حاصل کی جاسکتی ہیں؟ ج: فراہم کرداری اور علم و معرفت کے وسیلے سے، س: ان خزانوں کی نعمتوں میں سردار نعمت کون سی ہے؟ ج: وہ خدا کا دیدار پاک ہے جس میں آپ کو فنا ہو جانا ضروری ہے تاکہ آپ خود کو ازلی وابدی طور پر اسی میں زندہ پائیں، س: خزائن الہی کہاں ہیں؟ ج: عالم شخصی میں س: گنوز خداوندی کی طرف رہنمائی کون کرتا ہے؟ ج: امام حسین علیہ السلام۔

خزائے، خدا کے خزانے :-

۳۱۳
خزائن
(۳)

سورہ حجر (۲۱:۱۵) میں بار بار غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں حق تعالیٰ کے خزانوں کی معرفت کے اسرار منکشف ہو سکتے ہیں، یقیناً یہ خزائن الہی عقل کل، نفس کل، ناطق، اساس، اور امام ہیں، اور یہ گنوز

خداوندی لاہوت، جبروت، اور ملکوت کے انمول جواہر سے بھرے ہوئے ہیں۔

خزائن الہی:

اے نورِ عین من! یہ نکتہ دلیذیر کبھی بھول نہ جانا کہ اللہ کی خاص چیزیں انزف و اعلیٰ ہوا کرتی ہیں، مثال کے طور پر قلم الہی ایسا نہیں جیسے دنیا کا بے جان و بے عقل قلم ہوتا ہے بلکہ خدا کے قلم و لوح و عظیم فرشتے ہیں، اسی طرح رب العزت کے خزائن بھی فرشتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور یہ قانون بھی یاد رہے کہ فرشتے روحانی اور جسمانی دو قسم کے ہو کرتے ہیں، پس خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمان اور زمین کے باشندوں کے لئے ایسے پانچ عظیم خزانے بنا دیئے کہ ان تک رسائی کے لئے مکان و زمان سے کوئی رکاوٹ نہیں۔

۳۱۴
خَزَائِن
(۴)

خدا کے خزانے جو عظیم فرشتوں کی صورت میں ہیں:

۳۱۵
خَزَائِن
(۵)

خزائن الہی جو عظیم فرشتے ہیں وہ کس طرح کام کرتے ہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے: ترجمہ آیہ پُر حکمت: (خدا) وہی تو ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور

کی طرف لے آئے (۳۳: ۴۳)۔ اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ عَزَّ
اسْمُهُ صرف امر کرتا ہے، درود اور کوئی بھی چیز اس کے حکم سے نازل
کر دینے کا فریضہ وہ بڑے فرشتے ہی انجام دیتے ہیں، جن کو خَزَائِنُ الْاٰلٰہِی
ہونے کا مرتبہ حاصل ہوا ہے، یاد رہے کہ امر ہر کام سے برتر ہے، اور
کام امر کے تحت ہے، لہذا خداوند تعالیٰ کی یہ نشان ہے کہ وہ ہر کام کے
لئے امر فرماتا ہے کام نہیں کرتا۔

خَزَائِنُ الْاٰلٰہِی :-

۳۱۶
خَزَائِنُ
(۶۱)

دوسری مثال یہ ہے کہ اگر خداوند کریم چاہتا تو بذات خود اہل ایمان
پر درود بھیجتا لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ زمین کے فرشتے اعظم اور سب سے
عظیم ارضی خزانہ (ناطق) یعنی آنحضرتؐ سے فرمایا: وَصَلِّ عَلَیْہِمْ
اِنَّ صَلٰوَتَكَ سَكَنٌ لِّہُمْ (۹: ۱۰۳) اے نبیؐ تم ان پر درود
بھیج دو کیونکہ تمہارا درود ان کے لئے (روحانی اور عقلانی) تسکین کا
باعث ہے۔

خزانے :-

۳۱۷
خَزَائِنُ
(۶۱)

قرآن حکیم (۱۵: ۲۱) میں ہے: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے
ہمارے پاس نہ ہوں، اور ہم کسی چیز کو نازل نہیں کرتے ہیں مگر لوگوں

کے علم و دانش کے مطابق۔ یہ بہت بڑی روشن حقیقت ہے بلکہ قانونِ الہی ہے کہ کوئی چیز خزانِ خدا سے باہر نہیں، پس یقیناً انسان کی سعی اور معلومات کے مطابق سائنس اور اس کی تمام پیداوار اللہ کے خزانوں سے آئی ہیں، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ عالمِ بالا میں روحانی سائنس اور مادی سائنس ایک ہی چیز ہے۔

۳۱۸

خَزَائِنِ الْأَرْضِ زَمِينِ كَعِ خَزَائِنِ۔

(یوسفؑ نے) کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کیجئے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں (۱۲: ۵۵) یعنی یوسفؑ امامِ متودع نے امامِ مستقرؑ سے کہا کہ مجھے عالمِ شخصی کے خزانے سپرد کر دیں، تاکہ حفاظت اور علم کے ساتھ خزانے استعمال ہو سکیں۔

Knowledge for a united humanity

۳۱۹

تیرے رب کے خزانے۔ خَزَائِنُ رَبِّكَ

کیا تیرے رب کے خزانے ان کے پاس ہیں (۵۲: ۳۷)؟ یعنی ان کے پاس کوئی ایسا خزانہ نہیں، بلکہ پروردگار کے تمام خزانے امامِ مبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت عالمِ شخصی میں ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو گھیر کر رکھا ہے (۱۲: ۳۶)۔

لفظ

معنی و حکمت

”خ“

۳۲۰
خزائنه

اللہ کے خزانے:-

ترجمہ آیہ پاک: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں (۱۵۱:۲۱) حضرت امام اقدس و اطہر علیہ السلام اللہ کا خزانہ خزانہ آئن ہے، اور اسی کو خدا کا قربِ خاص حاصل ہے۔

۳۲۱
خلق

آفرینش:-

الاله الخلق والامر ۱: ۵۳، ۴۱ یاد رکھو کہ عالمِ خلق اور عالمِ امر اللہ ہی کے لئے ہے۔ یعنی عالمِ سفلی اور عالمِ علوی۔

۳۲۲
خلق الرحمن
(۱)

نمایت مہربان خدا کی آفرینش:-

اے نورِ عینِ من! خداوندِ تعالیٰ کی بے مثال بادشاہی میں ایک طرف درجات ہیں اور دوسری طرف مساوات، اے عزیز تر از جان، از تو قربان! آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا و آخرت میں لوگوں کے درجات ہیں، اور ازل وابد میں مساوات یعنی برابری ہے، اسی برابری کو قرآن مجسم نے ”خلقِ رحمان“ کے اسم سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِن تَفٰوُتٍ (۳۰:۶۷) تو نہایت مہربان خدا کی آفرینش میں کوئی فرق نہ دیکھے گا۔ اسی تصور کو سمجھانے کے لئے حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ و سلامہ نے

مولو ریاضی (یک حقیقت) کا انقلابی نظریہ پیش کیا ہے، جو علم و معرفت کے خزینۃ الخزان کی کلید ہے۔

۳۲۳

خلق الرحمن
(۲۱)

ذہانت مہربان خدا کی آفرینش:-

۱۱) قرآن پاک ایک ہی ہے لیکن اس کی کاپیاں شروع سے لے کر اب تک لاتعداد ہیں پھر بھی یہ مقدس آسمانی کتاب حقیقت میں ایک ہی ہے سو یہ کتنی عمدہ مثال ہے کہ اس کی روشنی میں ہر دانا مومن تصور ایک حقیقت کو سمجھ سکے (۲۱) مساوات اور یک حقیقت کی دوسری بہترین مثال انسان کامل کی بابرکت ہستی ہے، جس کی بیرون از حساب کاپیاں بنائی جاتی ہیں، تاکہ اہل معرفت بہشت میں فرد واحد بھی ہو جائیں اور ہزاروں بے شمار بھی رہیں (۳۱) سائنسی عجائب و غرائب کی مثالوں سے کام نہ لینا دانشمندی نہیں ہے، چنانچہ آپ اندازہ کریں کہ ٹیلی وژن سے تنہا ایک ہی شخص کی تصویر اور آواز کی کتنی کاپیاں ہو سکتی ہیں، کہاں کہاں تک اور کتنے گھروں میں پہنچتی ہیں، کوئی چیز اشارہ حکمت سے خالی نہیں۔

۳۲۴

خلق جدید
نئی پیدائش:-

بلکہ وہ نئی پیدائش کے بارے میں شک میں ہیں یعنی جسم لطیف کی زندگی سے بے خبر ہیں (۱۱۵، ۵۰)۔

گہرا دوست :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ پروردگار عالم نے جناب ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا جدمقرر کیا اور رسول مقرر کرنے سے پہلے نبی بنایا اور خلیل کا درجہ عطا کرنے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل بنایا، (المیزان، الجزء الاول، ص ۲۷۶، نیز حاشیہ ترجمہ قرآن از سید مقبول احمد، ص ۲۲)۔

شرکی ضد، نیکی، بھلائی، نیک کام :-

اے نور عین من؛ حقی بات تو یہ ہے کہ قرآن حکیم میں سترتا سر روحانی ادو عقلائی عجائب و غرائب ہی کا تذکرہ ہے، اس کی ایک بہت بڑی مثال یہ ہے کہ جب عالم شخصی میں انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اس دوران بہت سے مراحل کے بعد منزلِ عقل میں فنائے عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے، یعنی حضرت رب العزت کائنات کو لپیٹ لیتا ہے، ایسے میں خیر تو خیر ہی تھی مگر بھی دستِ قدرت میں خیر ہو جاتا ہے، یہ جیدِ الْخَيْرِ کی تفسیر و تاویل ہے (۳: ۲۶)۔

سب وارثوں سے بہتر :-

قرآن حکیم (۲۱: ۸۹) میں ہے کہ فدا خَيْرُ الْوَارِثِينَ (سب وارثوں

سے بہتر ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ نیک بخت لوگوں کو فناء فی اللہ وبقاء باللہ کا مرتبہ عطا ہو جاتا ہے، اس معنی میں ان کا بہترین وارث اللہ ہے اور وہ حقیقت میں مرے بھی نہیں، بلکہ زندہ ازل وابد ہو گئے ہیں۔

اختیار، اسم مصدر ہے :-

۳۲۸
خَيْرَةٌ

سورۃ احزاب (۳۳: ۳۶) میں ارشاد ہے: وَمَا كَانِ الْمُؤْمِنِ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ اَمْرِهُمُ۔ (۱) اور کسی مومن اور مومنہ کو گنجائش ہی نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمائیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے (۲) اس ارشاد کا تاویلی مفہوم یہ ہے کہ جب کسی مومن یا مومنہ کے عالم شخصی کی روحانی ترقی مقام تک توکل اور کلمہ کائنات تک پہنچ جاتی ہے تو اس وقت حقیقی وکیل ایسے شخص کے اختیار کو بڑی حد تک محدود کر دیتا ہے۔

ISW



Knowledge for a united humanity



باب الدال

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

معنی و حکمت

”ذ“

ایک چلنے والا:-

اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو ان سے یوں باتیں کہے گا کہ (اکثر) لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے (۸۲:۲۷) یہ اگرچہ ایک جانور ہے لیکن اس کے بے شمار ذرات ہیں، جو پوری دنیا میں پھیل جائیں گے، اور مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: میں ہی دابة الارض ہوں (کوکبِ ڈری، باب سوم، منقبت ۲۲)۔

زمین پر ریگنے والا، چلنے والا:-

آیہ مبارکہ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ (تا آخر - ۶:۳۸) اور کوئی زمین پر ریگنے والا اور کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بھی تم ہی جیسے گروہ ہیں، ہم نے کتاب میں کسی طرح کی ٹی نہیں کی ہے پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے اس آیہ مقدسہ کی تاویل حکمت ذیل کی طرح ہے: اگرچہ دنیائے ظاہر میں ذی حیات (انسان وغیرہ) کے بے شمار درجات ہیں، لیکن یہ سب بنیادی طور پر دو بڑے گروہ میں تقسیم ہیں، یعنی بعض زمین پر چلتے ہیں اور بعض ہوا میں پرواز کرتے ہیں، یہی مثال عالمِ ذر میں بھی ہے، تاکہ ہم ان دو شہادتوں سے یہ سمجھ سکیں کہ تمام امتوں کے لوگ بہشت میں دو طرح

سے ہوں گے؛ کچھ زمین پر چلیں گے، اور کچھ فضا میں پرواز بھی کر سکیں گے۔

پہلے والا، انسان وغیرہ :-

ارشاد ہے: ”ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے“ یعنی قرآن میں جبکہ نور مُنَزَّلٌ (۱۵: ۵) کی روشنی میں دیکھا جائے، کتابِ نفسی میں جبکہ امام زمانؑ کا نور اُس پر طلوع ہو جاتا ہے، کتابِ کائنات میں جبکہ چشمِ بصیرت سے پڑھی جاتی ہے، اور کتابِ ناطق (نورِ امامت) میں، جبکہ کسی کو معرفت عطا ہوتی ہے۔

۳۳۱
ذَابَّةٌ
(۳۱)

جاندار، اس معنی میں انسان بھی ہے :-

”پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے“ دنیا والوں کا حشر (اجتماع) سب سے پہلے بشکلِ ذرات عالمِ ذر میں ہو جاتا ہے، یہ عالم انسانِ کامل میں ہے، پھر درجات کی مثالیں ہیں، اس کے بعد سب کو مرتبہ فردانیت پر نفسِ واحدہ (ایک شخص) کی صورت میں جمع کیا جاتا ہے، اس سے یہ حقیقت معلوم ہوتی کہ اہل جنت پہلے تو مختلف مراتب پر فائز ہو جاتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ حظیرۃ القدس میں پہنچ کر ایک ہی ہیئکلِ نور میں سب کے سب ایک ہو جاتے ہیں، یہ حشر کی حکمت ہے۔

۳۳۲
ذَابَّةٌ
(۳۲)

۳۳۳
دَابَّةٌ
(۵)

ایک چلنے والا:-

آیہ کریمہ: وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ (تا آخر- ۸۲: ۲۷) اور جب بات ان پر آپڑے گی تو ہم زمین سے ان کے لئے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔ دَابَّةٌ الْأَرْضِ، امام عالی مقام کے معنی ناموں میں سے ہے، جیسے مولا علی کا ارشاد ہے، اَنَا دَابَّةٌ الْأَرْضِ۔ یعنی میں ہوں دَابَّةٌ الْأَرْضِ جو قیامت کے علامات و نشانات میں سے ہے (کوکبِ دُرِّیٰ باب سوم ہنقیبت ۲۲)۔

انفرادی قیامت میں نورِ امامت کے بے شمار عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا ہے۔

۳۳۴
دَابَّةٌ
(۶)

دَابَّةُ الْأَرْضِ، یاجوج و ماجوج، زندہ ذرات:-

ہر انسانِ کامل کی جسمانی موت سے بہت پہلے نفسانی موت واقع ہوتی ہے، اسی سے ذاتی یا انفرادی قیامت کا آغاز ہوتا ہے، آپ سورہ سبار (۱۴: ۳۴) میں دیکھ سکتے ہیں، جہاں دَابَّةُ الْأَرْضِ کا ذکر آیا ہے یہ دراصل یاجوج و ماجوج کا نام ہے جو عالمِ شخصی کی تعمیرِ نو کے لئے تخریب کرتے ہیں، چنانچہ یہ زندہ ذرات حضرت سلیمانؑ کے عصاِ نفسِ حیوانی کو کھا رہے تھے، تاکہ آپؑ پر نفسانی موت واقع ہو۔

حکمت کا گھر :-

۳۳۵
دار الحکمة

اِنَّا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلَيْ بَابِهَا حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ۔ (ترمذی اور مشکوٰۃ) اس کا اشارہ یہ ہوا کہ علیؑ زمانہ ہی کے توسط سے قرآن و حدیث کے خزانہ حکمت مل سکتے ہیں۔

ایک صحابی کا نام :-

۳۳۶
دحیة الکلبی

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: اِذَا رَأَيْتَ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ عِنْدِي فَهُوَ جِبْرَائِيلُ يَأْتِينِي فِي صُورَتِهِ۔ جب تم میرے پاس دحیہ کلبی کو دیکھتے ہو تو سمجھ لو کہ اس کی صورت میں جبرائیل ہے جو میرے پاس آتا ہے (سرازم، ص ۸۱) اس سے معلوم ہوا کہ مجرد فرشتے مومنین کی شکل میں ہوتے ہیں، اور مومنین ہی علم و عبادت سے ملائکہ بن جاتے ہیں۔

درجے، مرتبے :-

۳۳۷
دَرَجَاتٌ
(۱)

بعض کتب تصوف میں یہ حدیث درج ہے: الشَّرِيعَةُ اِقْوَامِي، وَالطَّرِيقَةُ اَفْعَالِي، وَالْحَقِيقَةُ اِحْوَالِي، وَالْمَعْرِفَةُ سِرِّي۔ یعنی شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے افعال کا مجموعہ ہے، حقیقت میرے روحانی احوال میں ہے، اور معرفت میرا راز ہے۔

اے نورِ حقیق من! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، جماداتِ قدر و قیمت کے اعتبار سے مختلف درجات پر ہیں، نباتات کے بھی بہت سے درجات ہیں، حیوانات بھی نوع بنوع اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں، اور انسانوں کے مدارج و مراتب کا سلسلہ تو بڑا طویل ہے، پس اسی طرح قرآنی اور اسلامی تعلیمات کے بھی بہت سے مراحل ہیں۔

مراتب :-

۳۳۸
دَرَجَاتُ
(۲۱)

سورۃ آل عمران کے اس ارشاد کو دیکھ لیں: هُمْ دَرَجَاتٍ مِّنْ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا عَمِلْتُمْ خَبِيرٌ بَالٍ اختلف اور متفاوت (دبجے ہیں اور خدا ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے ۱۶۳:۳۱) یعنی علم و عمل کے فرق و تفاوت کی وجہ سے لوگوں کے بہت سے درجے بن جاتے ہیں۔

مدارج :-

۳۳۹
دَرَجَاتٍ
(۳۱)

سورۃ یوسف (۱۲:۶۶) میں ارشاد ہے: نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأَانِهِمْ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ ؕ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے (۱۲:۶۶) یعنی خداوندِ عالم جس کے درجے کو بلند کرنا چاہے اس کو علم و عمل کی توفیق عنایت

کرتا ہے، اور اسی طرح لوگوں کے بہت سے درجات بن جاتے ہیں، پس شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے مدارج حتیٰ ہیں۔

۳۳۰
دَہْر
(۱۱)

زمان :-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دہر کو گالی نہ دو، کیونکہ میں خود دہر ہوں (حدیث)۔

۳۳۱
دَہْر
(۲۱)

زمان ساکن ازل، تجدد ازل :-

سورہ دہر کے شروع (۱۱:۶۶) میں یہ حکمت آگین ارشاد ہے : هَذِهِ اَنْفِي عَلَيَّ الْاِنْسَانَ حَيْنٍ مِّنَ الدَّهْرِ لَعَلَّكُمْ تَكُونُونَ شَيْئًا مَّذْكُورًا ترجمہ اول : یقیناً انسان پر دہر (زمان ناگزیر زندہ) سے ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ترجمہ دوم : آیا انسان پر ظہور ازل (اور منزل فنا) کا وہ وقت آیا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا (یعنی ہر طرح سے فنا بحق ہو گیا تھا)۔

انسان تجدد ازل میں ایک بے نام و نشان اور بی مثال حقیقت تھا ہے اور ہوگا، یعنی فانی مطلق اور گم گشتہ عالم وحدت، کیونکہ قابل ذکر چیز نہ ہونے کے دو پہلو ہیں، ایک منفی ہے اور دوسرا مثبت، منفی حجاب ہے اور مثبت محبوب، پس یہاں فانی اللہ کا ستر عظیم موجود ہے۔

زمان ناگزیر زندہ جس کا تجدد عالم شخص کے مقام عقل پر ہو جاتا ہے (۱۱:۶۶)۔

زَمَانِ نَاگَز رِنْدَہ، ازل وابد :-

جب کوئی سعادت مند مومن اپنے عالم شخصی کے روحانی سفر اور باطنی ترقی کے سلسلے میں مرتبہ ازل پر پہنچ کر فنا بحق ہو جاتا ہے تو اس کو یہ ضروری اور اعلیٰ معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کی انائے علوی کسی ابتدا و انتہا کے بغیر ہمیشہ ہمیشہ عالم وحدت (مونوریا لٹی) میں موجود ہے، اسی معنی میں **حَیْن** مِّنَ الدَّہْرِ فرمایا گیا ہے کہ **حَیْن** کا تعلق انائے سفلی سے ہے، اور **دَہْر** انائے علوی کے لئے ہے۔

ٹھہرا ہوا زمانہ :-

قرآن حکیم میں ایک سے زیادہ مقامات پر ارشاد ہوا ہے کہ خدا نے تم کو نفس واحدہ یعنی ایک جان سے پیدا کیا، اس میں روحانی والدین کی طرف اشارہ ہے، اگرچہ روحانی حوا کا ذکر الگ یا بعد میں ہوا ہے، اب جس شخص کو اپنی اصل کی طرف لوٹ جانا ہے تو پہلے پہل اسے روحانی ماں (امامؑ) میں فنا ہو جانا پڑے گا، پھر روحانی باپ (رسولؐ) میں تاکہ آخر اَفْنَانِی اللہ وبقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو سکے، کیونکہ انسان جس طرح خدا کی جانب سے آیا ہے، اسی طرح اس کی جانب جانے والا ہے سورہ انعام، رکوع یازدہم کے آخر (۶: ۹۴) میں خوب غور سے دیکھ لیں۔

معنی و حکمت

”د“

لفظ

۳۴۴

دَهْر
(۵)

ٹھہرا ہوا زمانہ جو عالمِ امر میں ہے۔

سورۃ انفام (۶۱: ۹۴) میں ارشاد ہوا ہے: اور تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آگے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے۔

اس حجاب کی محبوب حکمت یہ ہے: (۱۱) دراصل کاملین ہی کی روحانی پیدائش اور قیامت میں لوگوں کی روحانی پیدائش اور قیامت پوشیدہ ہے (۳۱: ۲۸) (۲) لہذا لوگ اپنے اپنے وقت کے کاملین میں فنا ہو کر ہی فرداً فرداً خدا کے پاس جاسکتے ہیں (۳) اس کے معنی ہیں خدا میں فنا ہو جانا (۴) بعد از فنا بشر اور بشریت کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی (۵) وہ کہو یکن شئیًا مَذْکُورًا کا مصداق ہو کر حقیقتِ مجرّده بن جاتا ہے۔

رہنے والا، بسنے والا:-

۳۴۵
دَيَّارًا

یہ آیتِ کریمہ سورۃ نوح میں ہے: وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (۴۱: ۲۶) اور (پھر) نوح نے (یہ) دعا کی کہ میرے پروردگار صبی کافر کو روئے زمین پر بستانہ رہنے دے۔ سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی اس پُرُثِ دَعَا کا تعلق دنیائے ظاہر سے ہے یا عالمِ شخصی سے؟ جواب: آخری دعوتِ حق عالمِ شخصی ہی کی طرف ہوتی ہے اور اصلاحِ احوال بھی اسی میں کی جاتی ہے، لہذا اس

دعا کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہل جہان سب کے سب پرسنل ورلڈ میں داخل ہو کر مسلمان اور مومن ہو جائیں اور کفر و کافر کی ختم ہو جائے۔

۳۴۶
دین
(۱۱)

اسلام، دینِ حق۔

یہ ارشاد قرآن پاک کے تین مقامات پر ہے: (خدا) وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دے (۹۱: ۳۳، ۴۸: ۲۸، ۹۱: ۱۹)۔ اس قرآنی پیش گوئی کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، باطنی پہلو یہ ہے کہ ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی اور باطنی قیامت میں دینِ حق دوسرے تمام ادیان پر غالب ہوتا رہا ہے، اور یہ عظیم روحانی واقعہ سب سے پہلے حضورِ اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہوا، آپ سورہ فتح (۴۸) کو باطنی اور روحانی نقطہ نظر سے پڑھ لیں۔

۳۴۷
دین
(۱۲)

خدا کا دین، آنحضرتؐ کی پاک ہستی۔

سورہ نصر (۱۱۰: ۱-۲) میں ارشاد ہے: جب خدا کی مدد پہنچی اور (روحانی) فتح حاصل ہو گئی، اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہو رہے تھے۔

وہی قیامت جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے زمانہ آدمؑ سے سلسلہ

کالمین میں بطریق روحانی قائم ہوتی آئی ہے، چنانچہ رسولِ خدا پر قیامت کے عظیم اسرار اس وقت عملاً منکشف ہو گئے، جبکہ دنیا بھر کے لوگ بشکلِ ذراتِ دینِ خدا (آپ کی ہستی مبارک) میں داخل ہو گئے اور حضورِ پاک کو آفاقی فتح حاصل ہوئی۔

۳۴۸
دین
(۳)

دینِ حق :-

ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں سنتِ الہی کا تجدّد ہوتا ہے (۸۵:۴۱)۔ یہ وہ اصل قانونِ قدرت ہے جس سے کوئی بھی بڑا واقعہ باہر نہیں ہو سکتا، مثلاً تخلیقِ ارض و سما، بہشت اور دوزخ کی تجدید، ازل و ابد کے عظیم واقعات کا ظہور، عہدِ الست کے معجزات، انبیائے و تران وغیرہم کے قصے، قیامت کے احوال، دینِ حق کا دوسرے ادیان پر کس غالب آنا وغیرہ۔

خدا کا دین :-

۳۴۹
دینُ اللہ

مولا علیؑ نے فرمایا: انا دینُ اللہ حقاً، انا نفسُ اللہ حقاً لایقولہا غیری ولا یدعیہا مدعی الا کذاب۔ میں بحقیقت خدا کا دین ہوں، میں بحقیقت خدا کا نفس کُلی ہوں، یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا اور نہ کوئی مدعی ایسا دعویٰ کر سکتا ہے مگر کوئی کذاب۔ (کتاب سرائف ص ۱۱)۔

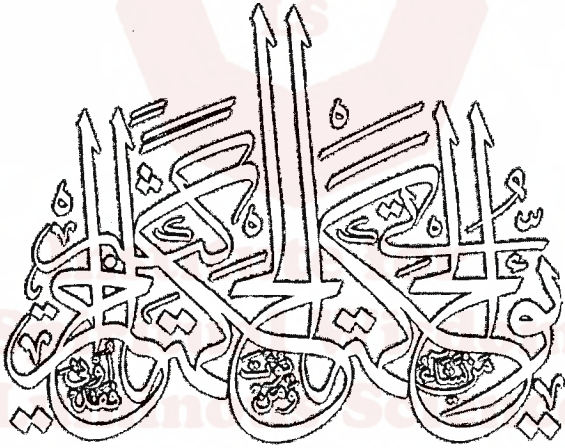


باب الدال

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

”ذ“

معنی و حکمت

لفظ

۳۵۰

ذَالتُونِ

مچھلی والا، یعنی حضرت یونسؑ۔

سورہ صُفَّت (۳۷: ۱۳۹) سے آگے پڑھیں، مچھلی کی چند تاویلیں ہیں اور آخری تاویل نفسِ کُلی ہے، چنانچہ اس عظیم مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اٹھا کر میدانِ عقلِ کُل میں اُگل دیا۔

جانے والا:-

۳۵۱

ذَاهِبٌ
(۱)

سورہ صافات (۳۷: ۹۹) میں ہے: وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سِیِّئًا مُّهِیْنًا۔ اور ابراہیمؑ نے کہا ”میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا (۳۷: ۹۹)۔“ اس آیہ مبارکہ میں اہل دانش کے لئے زبردست روشنی اور بہت ہی بڑا سترِ مشکوف ہے، وہ یہ کہ اسلام دینِ فطرت یعنی ظاہرِ اوباطنا ترقی کا مذہب ہے لہذا شریعت پر حقیقی معنوں میں عمل کرتے ہوئے طریقت، حقیقت، اور منزل مقصود معرفت تک رسا ہو جانا بے حد ضروری ہے، پس حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے موجدِ اعظم کے اس عزمِ صمیم (میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں) کے یہی معنی ہیں۔

سالکِ دینِ متین :-

انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام کے نقشِ قدم پر چل کر

۳۵۲
ذَاهِبٌ
(۲)

خزائن معرفت تک پہنچ جانا انتہائی مشکل کام تو ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں
 یہی سبب ہے کہ اسلام کی بنیادی اور اصولی تعلیمات میں ایک بہت بڑی
 اہم اور خاص الخاص دعا سکھائی گئی ہے، وہ پاک و پُر حکمت دعا اتم الکتاب
 میں اس طرح ہے:-

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (يَا رَبِّ الْعَزِيزِ)؛ ہمیں راہِ راست
 پر چلا دے۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں کی راہ (پر)
 جن پر تو نے انعام فرمایا (یعنی پیغمبران، اساسان، امامان اور مجتہدان ۴: ۶۹)۔

راہِ روحانیت کا مسافر:-

حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ کے بابرکت روحانی سفر کی پہلی منزل شب
 باطن ہے، دوسری منزل ستارہ، تیسری منزل چاند، چوتھی منزل سورج اور
 اس کے بعد آپ کو معراج کی عظیم سعادت نصیب ہوئی (سورۃ انعام میں
 آیات ۴۵-۴۹، کو خوب غور سے پڑھیں)۔

مذہب (راستہ) پر چلنے والا:-

بعض کتب تصوف میں یہ حدیث درج ہے: الشریعة اقوالی، و
 الطریقة افعالی، والحقیقة احوالی، والمعرفة سیری۔ آنحضرت
 نے فرمایا، شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے افعال کا مجموعہ

۳۵۳
ذہب
۱۳۱

۳۵۴
ذہب
۱۳۱

ہے، حقیقت میرے روحانی احوال میں ہے، اور معرفت میرا راز ہے۔
 اے نورِ عین من! قرآنِ حکیم آفاق و انفس کی آیات میں نہ صرف غور و فکر
 کی دعوت دیتا ہے بلکہ اسی امر کی بار بار تاکید بھی کرتا ہے، لہذا اہل دانش
 پر فرض ہے کہ وہ قانونِ فطرت کے بارے میں سوچیں، مثال کے طور پر
 آبائے علوی (۹ آسمان، درجہ وار کیوں ہیں؟ اُمّہات (عناصر اربع)
 کثافت یا لطافت میں یکساں کیوں نہیں؟ موایدِ ثلاثہ (جماد، نبات،
 حیوان) میں درجات کا فرق کیوں ہے؟ وہ بھی حیوان یہ بھی حیوان، لیکن
 وہ صامت اور یہ ناطق کیوں ہے؟ پھر جماد، نبات، حیوان صامت
 اور حیوان ناطق میں سے ہر ایک کے لاتعداد و بے شمار درجے کیوں ہیں؟

طریقِ دین پر چلنے والا:-

یہ نظامِ فطرت کی ارتقائی سیڑھی ہے، جو روحانی سیڑھی کی مثال بھی
 ہے، صراطِ مستقیم اور دینِ خدا کا نمونہ بھی، جس کا اشارہ حکمت یہ ہے کہ
 انسانو! یقین کرو کہ جب تک عالم وحدت دور ہے تب تک درجات ہی
 درجات ہیں، قرآنی علم میں درجات، اسلامی عمل میں درجات، روحانی سفر
 اور قربِ خدا کے درجات، پس دین کی چار بڑی منزلیں یعنی شریعت
 طریقت، حقیقت اور معرفت حق ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
 منزل بمنزل چلتے ہوئے اپنے رب کے پاس جانا بھی حق ہے۔

۳۵۵
 ذَاہِبُ
 (۵۱)

ذبح کرنے کا جانور، قربانی۔

سورہ صُفَّت (۳۴، ۱۰۷) میں ارشاد ہے، وَقَدَيْتَهُ جَذِيحٍ عَظِيحٍ۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی اس کے عوض دیدی۔ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ظاہری اور جسمانی قربانی کے عوض باطنی اور روحانی قربانی ہوئی، اور وہ کئی معنوں میں عظیم قربانی تھی، ان کو خواب میں ذبح کیا گیا، بیداری میں کئی کئی دن تک ان کی روح قبض ہوتی رہی، روحانی جہاد میں مرتبہ شہادت بھی حاصل ہوا، اور مقام عقل پر جا کر بھی بار بار قربان ہوتے گئے۔

ذبح کرنے کا جانور، قربانی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام امام مستقر اور اساس تھے، اُن کی مذکورہ قربانیوں کی نیت اور عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے تھی، اور باطنی فوائد تمام لوگوں کے لئے تھے، کیونکہ خدا کی طرف سے دنیا میں ہمیشہ امام اس لئے موجود و حاضر ہوتا ہے کہ وہ اہل جہان کے حق میں ایسے مفید روحانی امور کو انجام دے، جن کو لوگ خود انجام نہیں دے سکتے ہیں، مثلاً باطنی قربانی وغیرہ، جو ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

معنی و حکمت

”ذ“

لفظ

۳۵۸

ذبح
(۳۱)

ذبح کرنے کا جانور، قربانی :-

سوال: حضرت امام عالی مقامؑ کی باطنی قربانیوں سے تمام اہل جہان کو کس طرح فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ اور ایسا کوئی اشارہ قرآن پاک میں کہاں ہے؟ جواب: قرآن حکیم کا اشارہ حکمت کہتا ہے کہ ہادیٰ زمانہ نہ صرف امام المتقین ہی ہے (۲۵: ۷۴) بلکہ وہ امام الناس بھی ہے (۲۱: ۱۲۳) اس میں بہت بڑا فرق یہ ہے کہ متقین کو بروقت علم و حکمت کا دروازہ کھل جاتا ہے، لیکن عوام الناس پر دنیا میں یہ دروازہ بند ہے۔

۳۵۹

ذکر

خدا کی یاد :-

سوال: انسان اپنے پیارے باپ کو کس عمر میں شدید محبت سے یاد کرتا ہے؟ کب؟ کیوں؟ اور کس طرح؟ جواب: انسان اپنے باپ کو اکثر بچپن کی عمر میں یاد کرتا ہے، خصوصاً اس وقت جبکہ وہ باپ سے دور ہو جاتا ہے، ایسے میں ملنے کے لئے شدید محبت سے روتے ہوئے باپ کو یاد کرتا رہتا ہے۔ قرآن کریم میں اس مثال سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ خدا کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۲: ۲۰۰)۔

۳۶۰

ذکر الرحمن
(۱)

خدا کی یاد :-

سورہ زخرف (۴۳: ۳۶) میں ارشاد ہے: اور جو شخص خدا کی یاد سے

اندھا (اور غافل) بنتا ہے، تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ بُرا ساقی ہے۔ یہ انسانی حالت کا منفی پہلو ہے اور مثبت پہلو یہ ہے کہ مومن حضرت رحمان کو کثرت سے یاد کرے تاکہ اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جائے، یقیناً اسی آیت کی تفسیر میں وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر دل کے دو کان ہیں جن میں سے ایک کے پاس ایک شیطان اور دوسرے کے پاس ایک فرشتہ قرار ہے۔

خدا کی یاد :-

۳۶۱
ذِکْرُ الرَّحْمٰنِ
(۲۱)

اے نورِ عینِ من! آپ خداوندِ تعالیٰ کو شب و روز عشق سے یاد کریں، مناجات اور گریہ و زاری کی آسمانی دواؤں سے اپنے باطنی امراض کا علاج کرتے رہیں، علم و حکمت کی روشنی میں جانِ جان اور قبلہ عاشقان کا تصور کریں، ان شاء اللہ شیطان خاموش ہو جائے گا، اور فرشتہ بولنے لگے گا، فرشتہ کی آواز شروع شروع میں سنائی نہیں دیتی، وہ ابتداً دل کے کان تک محدود ہوتی ہے، پھر رفتہ رفتہ اس کی ترقی ہوتی رہتی ہے، تا آنکہ روحانی انقلاب آتا ہے۔

بہت یاد کرنا، کثرت سے یاد کرنا، ذکرِ کثیر :-

۳۶۲
ذِکْرٌ کَثِیْرًا

حق تعالیٰ کا یہ حکم سورہٴ احزاب (۳۳: ۴۱-۴۳) میں ہے، اے ایمان لانے والو! اللہ کی یاد بہت کچھ کیا کرو، اور اس کی پاکی صبح و شام بیان

کیا کرو، وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوات (درود) بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو اغفلت و نادانی کی اندھیر یوں سے (ذکر و علم کے انور کی طرف نکال لائے، اور وہ مومنین پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔ یہ حکم دُور قیامت کے لئے فاعل ہے۔

تمہارا ذکر:-

۳۶۳
ذِكْرُكُمْ

سورۃ انبیاء (۲۱: ۱۰) میں ان مبارک الفاظ کو دیکھ لیں، فِیْہِ ذِکْرُكُمْ (۱۱) قرآن میں تمہاری نصیحت ہے (۲۱) اس میں تمہارے لئے اسمِ اعظم کا ذکر ہے (۳۱) اس میں بشرطِ کامیابی تمہارا ذکر جمیل ہے۔ امام زمان صلوات اللہ علیہ و سلامہ جب اپنے کسی مرید کو اسمِ اعظم عطا فرماتے ہیں تو وہ یقیناً قرآن پاک میں سے ہوتا ہے، پس خصوصی عبادت کا یہ معجزاتی پل اس لئے ہوتا ہے کہ مومن یا مومنہ امام اور قرآن کی نورانیت میں داخل ہو جائے۔

نرم، رام، فرمان بردار:-

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: اَلْقُرْآنُ ذَلُولٌ ذُو وُجُوہٍ فَاجْلُوہُ عَلٰی اَحْسَنِ وُجُوہِہٖ۔ یعنی قرآن بہت ہی رام ہو جانے والی چیز ہے، اور وہ متعدد پہلو (وجوہ) رکھتا ہے لہذا تم اسے اس کی بہترین

۳۶۴
ذَلُولٌ
(۱۱)

وجہ پر محمول کرو (الاتقان، دوم، نوع ۷۸)۔

بخاری جلد سوم، کتاب الاعتصام اور لغات الحدیث کتاب ”ج“ میں یہ حدیث شریف درج ہے: **أُوتِيَتْ جَوَامِعَ الْكَلِمِ**۔ میں جامع کلمے دیا گیا، ہوں یعنی قرآن اور حدیث جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی و مطالب بے شمار ہیں۔ پس قرآنی تعلیمات و ہدایات لوگوں کے طبقات و درجات کے مطابق ہیں۔

۳۶۵

ذَلُولُ

(۲)

رام، فرمان بردار:-

حدیث شریف ہے: **الْقُرْآنُ ذَلُولٌ ذُو وَجُوهِ فَاحْمَلُوهُ** و علی احسن وجوہہ۔ یعنی قرآن بہت ہی رام ہو جانے والی چیز ہے، اور وہ کئی پہلو (وجوہ) رکھتا ہے لہذا تم اسے اس کی بہترین وجہ پر محمول کرو۔ (الاتقان، حصہ دوم، نوع ۷۸)۔ یعنی قرآن حکیم کے ظاہر و باطناً درجہ بدرجہ معانی ہیں، اس لئے تم رفتہ رفتہ اعلیٰ سے اعلیٰ معنوں کو سمجھ لو۔

۳۶۶

ذوالفقار

تلوار کا نام:-

شرح الاخبار، جلد ۹، ص ۳۸۱ پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ احد کے دن آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا:

لافتی الا علی، ولا سیف الا ذو الفقار۔ علی جیسا کوئی بہادر نہیں اور ذو الفقار جیسی کوئی تلوار نہیں۔ سوال: اب وہ بہادری اور اُس ذو الفقار کی کاٹ کہاں ہے؟ جواب: قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت معلوم ہے کہ شروع شروع میں تنزیہی جنگ کی ضرورت پیش آتی تھی، جو تاویل جنگ کی علامت و مثال تھی، چنانچہ جب سے حسبِ منشاء الہی زمانہ تاویل کا آغاز ہوا تب سے علی زمانہ تاویل حکمت کی ذوالفقار سے کام لے رہا ہے، جو لوہے کی ذوالفقار جیسی محدود نہیں بلکہ ہر رس اور عالمگیر ہے (زمانہ تاویل، ۷، ۵۳، ۱۰: ۳۹)۔

۳۶۷

ذی عوج

(۱)

کجی اور پیچیدگی والا۔

سورہ زمر (۳۹: ۲۸) میں ہے: قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عَوْجٍ لِّعَلَّهِمْ يَتَّقُونَ۔ ترجمہ اول: ایک عربی قرآن جس میں ذرا بھگدی (پیچیدگی) نہیں تاکہ یہ لوگ (سمجھ کر) خدا سے ڈریں۔ ترجمہ دوم: تمہاری اپنی زبان میں ایک قرآن جس میں ذرا بھی کجی (پیچیدگی) نہیں تاکہ یہ لوگ متقی ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن عظیم کا باطنی اور روحانی پہلو ہر مسلمان کی مادری زبان میں ہے اور یہ قرآن حکیم کا آفاقی اور ہمہ گیر معجزہ ہے۔

کجی اور پیچیدگی والا۔

عَوْج۔ کجی، پیچیدگی زبان نہ سمجھنے کے معنی میں ہے، جس کی ایک روشن مثال یہ ہے کہ قیامت کا اعلان کرنے والا داعی دنیا کی تمام زبانوں میں پکارے گا اور کسی بھی فرد بشر کو اس کی بات سمجھنے میں کجی اور پیچیدگی نہ ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے: **يُوَفِّدُ يَتَّبِعُونَ النَّاعِي لَآ عَوْجَ لَهٗ**۔ اس روز لوگ پکارنے والے (کے حکم) کی پیروی کریں گے اس کے لئے کوئی پیچیدگی نہ ہوگی (۱۰۸: ۲۰) یعنی وہ ہر زبان میں بولے گا اور لوگ کسی دقت کے بغیر سنیں گے اور سمجھ لیں گے۔

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity



بَابُ الرِّوَاءِ

Institute for
**Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

پھر جانے والے، لوٹنے والے:-

آیۃ استرجاع سے یہ روشن حقیقت جھلک رہی ہے کہ روح انسانی اللہ تعالیٰ کے حضور سے یہاں آئی ہے، اسی معنی میں پلٹ کر خدا کی طرف جانے کا ذکر آیا ہے، جیسے ارشاد ہے: قَالُوا آتَانَا لَّهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (۱۵۶:۲) ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۵۶:۲) خوب یاد رہے کہ رجوع الی اللہ کا آخری مقام فنا فی اللہ ہے۔

راسخون فی العلم پختہ کاران علم:-

حالانکہ اللہ اور ان لوگوں کے سوا جو علم میں بڑے پختہ کار ہیں اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے (۱۷:۳۱)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ (صلعم) افضل الراسخین فی العلم۔ رسول خدا علم کے پختہ کاروں میں سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے تنزیل و تاویل میں سے جو کچھ آنحضرتؐ پر نازل فرمایا اس کی تعلیم دی، اور جو چیز آپؐ پر نازل ہوئی آپ اس کی تاویل جانتے تھے، پھر آنحضرتؐ کے بعد آپ کے اوصیاء علم میں پختہ کار ہیں اور اس کی تاویل جانتے ہیں (دعائم الاسلام جلد اول

ذکر ولایتِ ائمہ۔

۳۷۱
رَاع
۱۱

چرواہا، چوپان، حاکم، بادشاہ۔

حدیث شریف ہے: كُتِبَ رَاعٌ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ مِّنْ رَّعِيَّتِهِ۔
ترجمہ اول: تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے
(روزِ قیامت) اس کے مویشی کے بارے میں سوال ہوگا۔
ترجمہ دوم: تم میں سے ہر شخص (بجائے قوت) بادشاہ ہے اور تم میں سے
ہر ایک سے اقیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی رعیت
کے لئے کیا کام کر دیا۔ (صحیح بخاری، جلد اول، کتاب الجمع، نیز لغات
الحدیث، جلد دوم، کتاب ”ر“۔)

۳۷۲
رَاع
(۲)

چرواہا، بادشاہ۔

اے نورِ عین من! جیسا کہ آپ یہ امر واقعی جان چکے ہیں کہ ہر شخص کے عالم
شخصی میں کائنات و موجودات کی ایک مکمل کاپی رکھی ہوئی ہے، اسی
طرح ہر آدمی خداوندِ قدوس کی رحمت بیکران سے بجا قوتِ بادشاہ ہو
گیا ہے اور اس کی رعایا کائنات بھر میں ہیں، پس اہل ایمان کو چاہیے کہ
وہ علم و عمل کے وسیلے سے عالمِ شخصی کی بادشاہی کو ایسا کریں، یعنی حد
قوت سے حدِ فعل میں لائیں۔

معنی و حکمت

”ر“

لفظ

۳۷۳

رَاعِ

(۳)

چرواہا، بادشاہ۔

قرآن و حدیث کے کئی ارشادات میں یہ ذکر آیا ہے کہ فرمانبردار اور کامیاب نفوس بہشت میں بادشاہ ہوں گے، اور جن کو یہ مرتبہ نہ ملے، اس کی یہ وجہ ہوگی کہ انہوں نے اپنے عالم شخصی پر لاعلمی اور بے علمی سے ظلم کیا ہوگا، اے عزیزان! آپ یقین کریں کہ عالم شخصی کے تصور سے حقائق و معارف کا سمجھنا خدا کا بہت بڑا انعام ہے، یہی سبب ہے کہ اس طریق تعلیم میں بہت بڑی کامیابی ہوئی اور ہورہی ہے۔

۳۷۴

رَبِّ

(۱)

پروردگار:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱:۱) سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہر عالم شخصی کا پروردگار ہے، یعنی انسانوں کی جسمانی، روحانی، اور عقلانی پرورش کرتا ہے۔

۳۷۵

رَبِّ

(۲)

پالنے والا:-

تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۵۴:۷) وہ خدا جو سارے جانوں کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے۔ یعنی عوالم شخصی کی عقلی پرورش کے لئے ایسا برکت مہربانی موجود ہے جس کو خدا نے مقرر فرمایا ہے۔

معنی و حکمت

”ر“

لفظ

۳۷۶
رَتَقُ
(۱)

مُنْهَبِنْد، جُرَّاهُوا۔

سورہ انبیاء میں ہے، اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں جدا کیا، اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی (۲۱: ۳۰) یعنی انسان کبھی عقل و روح کے آسمان پر تھا، پھر خدا نے اسے اس مادی دنیا میں لایا، اور علم کے پانی سے سیرابی لازمی قرار دیا تاکہ وہ بحقیقت زندہ ہو کر عالمِ علوی کی طرف رجوع کرے۔

مُنْهَبِنْد، جُرَّاهُوا۔

۳۷۷
رَتَقُ
(۲)

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا (سورہ انبیاء ۲۱: ۳۰) یہ راز اتہائی عظیم ہے کہ فرشتہ عقل کُلُّ آسمان ہے اور فرشتہ نفس کُلُّ زمین، یہ دونوں خدا کے حکم سے ایک بھی ہیں اور الگ الگ بھی، اور اس حکم میں بے شمار حکمیں ہیں۔

مُنْهَبِنْد، جُرَّاهُوا۔

۳۷۸
رَتَقُ
(۳)

جس اعلیٰ مقام پر آسمان اور زمین ملائے ہوئے ہیں وہاں آسمان آکر

زمین بن گیا ہے، اور زمین جا کر آسمان بن گئی ہے، اس اعتبار سے خلافت آدم کا تعلق نہ صرف سیارہ زمین ہی سے ہے، بلکہ مقصودِ اصلی کائناتی زمین کی خلافت ہے اور وہ نفسِ مگلی ہے جس سے عقلِ مگلی جدا نہیں پس ایسی ہی مگلی کائناتی خلافت آدم و اولادِ آدم کے لئے بنائی گئی ہے۔

۳۷۹

رَجِيمٌ

اصل معنی ہیں: پتھر مارنے والا، اور پتھر مارا گیا:-

رجمِ پتھر مارنا سے رجیمِ فیعل = فاعل، بھی ہے اور بمعنی مفعول (موجود = پتھر مارا گیا) بھی ہے، مراد ہے دھتکارا ہوا، مردود۔ شیطان اس لئے رجیم کہلاتا ہے کہ اس کا کام ہے جھوٹ اور غلط باتوں سے پتھراؤ کرنا تاکہ کوئی ایسا مومن جو حقیقی علم میں کمزور ہے مرعوب ہو کر اس کا شکار ہو جائے یا روح الایمان سے مر جائے یا شک میں مبتلا ہو جائے، یہ باطنی حکمت ہے، لیکن ظاہر میں لوگ نہ تو شیطانِ رجیم کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کے پتھراؤ کا درد محسوس کرتے ہیں۔

۳۸۰

رُحَمَاءُ

نہایت مہربان:-

الرُّحَمَاءُ - عَلَوُ الْقُرْآنِ - ترجمہ: نہایت مہربان اعدائے قرآن کی تلمیذی تفسیر و تاویل: نہایت مہربان اعدائے اپنی سنتِ عالیہ کے مطابق اسماءِ الحسنیٰ

کے وسیلے سے انسانِ کامل کو قرآن کے روحانی اور عقلانی اسرار کی تعلیم دی۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ ترجمہ: اُس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ تفسیر و تاویل: خداوندِ عالم نے اپنی پاک کتاب کی باطنی اور نورانی تعلیم شے شخصِ کامل کو روحاً و عقلاً پیدا کیا اور اب اس کو بیان (تاویل) سکھایا (۵۵: ۱-۴)۔

فہریت مہربان :-

۳۸۱
رَحْمَان
(۲۱)

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵۱: ۵۵) ترجمہ: سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں۔ تفسیر و تاویل: ناطق اور اساسِ عالمِ دین کے آفتاب و ماہتاب ہیں، لہذا یہاں رات بھی روزِ روشن ہی کی طرح تابناک ہے، کیونکہ ظاہری چاند سورج سے بہت دور ہے اور یہ اُس کے ساتھ ایک نہیں ہو سکتا کہ آفتابِ جہان تاب بن کر کائنات کو جگمگائے، لیکن دین کے شمس و قمر نورِ علیٰ نور کے مصداق ہیں (۳۵: ۲۳) نیز سورۃ قیامہ (۹: ۷۵) میں دیکھ لیں: جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں۔

فہریت مہربان :-

۳۸۲
رَحْمَان
(۳۱)

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (۶: ۵۵) ترجمہ: اور ستارہ اور درخت

دونوں سجدہ کرتے ہیں۔ تفسیر و تاویل؛ عالم شخصی کے حظیرۃ القدس میں ستارہ عقلِ گل ہے اور درختِ نفسِ گل، دونوں اطاعت کے معنی میں خدا کے لئے سجدہ کرتے ہیں تاکہ جہاں علم و معرفت کا نظام قائم ہے۔

فہایت مہربان :-

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۵۵: ۷) ترجمہ: اور آسمان کو خدا نے بلند کیا اور اس میں، ترازو رکھی۔ تفسیر و تاویل؛ عالم شخصی کے آغاز میں آسمان اور زمین طے ہوئے ہوتے ہیں (۲۱: ۳۰) پھر حق تعالیٰ روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ آسمان کو زمین سے الگ کر کے بلند کر دیتا ہے اور علم و حکمت کی ترازو زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر رکھتا ہے تاکہ وہی شخص اس کو استعمال کرے جو وہاں ننگ جا سکتا ہے۔

۳۸۳
رَحْمَان
(۱۳)

فہایت مہربان :-

آسمان کو زمین سے الگ کر کے بلند کر دینے کی دوسری تاویل یہ ہے کہ خدائے عزوجل ہر نبی اور امام کو زمینِ دعوت سے ترقی دے کر آسمانِ علم و حکمت بنا دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے؛ کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں طے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا کر دیا سورۃ انبیاء

-(۳۰: ۲۱)

۳۸۴
رَحْمَان
(۵)

رحمت، بخشش، مہربانی، ہر وہ نعمت جو روح کے لئے ضروری ہے۔

سورۃ انبیاء (۲۱: ۱۰۷) میں ارشاد ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اے رسول! ہم نے تو تم کو کُل جہانوں (عوالمِ شخصی) کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام کے ارشاد کے حوالے سے اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ عالمین سے صرف انسان مراد ہیں، اور انسان تمام زمانوں میں پیدا ہوتے آئے ہیں پس دورِ انبیاء کے لئے بھی اور دورِ ائمہ کے لئے بھی خدائے انحضرتؐ کو رحمت کا نزا اور مرکز یا رحمتِ کُل بنا دیا ہے، لہذا حضورِ اکرم صلعم اپنے ارشادِ مبارک کے مطابق سید الانبیاء (تمام پیغمبروں کے سردار) ہیں، اگر کوئی شخص کسی قوم کا سچے سچے سردار ہے تو وہ قولاً و فعلاً سردار ہوا کرتا ہے یعنی حقیقی سردار وہ ہے جس سے قوم کو ہر گونہ فائدہ ہو۔

شرابِ خالص :-

مختموم = سزہ پھر، سورۃ تطفیف (۸۳: ۲۵-۲۶) میں ہے: يُسْقَوْنَ مِّن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ۔ بِخِتْمِهِ مِسْكَ... ان کو نفیس ترین سزہ بند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی پھر لگی ہوگی۔ سزہ پھر خالص شراب سے قرآن، حدیث اور امام زمانؑ کے روحانی کلمات مراد ہیں، جن میں حکمت

اور معرفت کے عجائب و غرائب پوشیدہ ہیں جو رَحِیقِ مَحْتَوَم کی مثال پر مسرت انگیز اور روح پرور ہیں۔

نفیس ترین شراب :-

رَحِیقِ مَحْتَوَم - سر بہرِ خالص شراب - علمِ لَدُنِی، علمِ تَوَاقُل، جو علم کلماتِ التَّائِمَات اور کتابِ مَکْنُون سے ملتا ہے، پس یہ امام علیہ السلام کا علم بھی ہے اور اس کے عشق کی شراب بھی، جس طرح ذمیوی شراب کے پینے سے مجازی عشق زندہ ہو جاتا ہے، اسی طرح رَحِیقِ مَحْتَوَم سے امام عالی مقام کا علمی دیدار ہوتا ہے کہ علمِ حَقِیقِی اس کا نور ہے، اور نور کا احساس و ادراک کئی طرح سے ہوتا ہے۔

روزی :-

یہ ارشاد سورہ بقرہ (۲۱: ۲۵) میں ہے: **كُلَّمَا رَزَقُوا مِنْهَا مِنْ نَمْرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ**۔ جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل بطورِ روزی دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے ہم کو دیئے جاتے تھے۔ دنیا میں تین قسم کی غذائیں مل سکتی ہیں: جسمانی، روحانی اور عقلانی، جسمانی غذا وہ ہے جس میں مومن، کافر اور حیوان برابر کے شریک ہیں، روحی اور عقلی رزق اہل ایمان

۳۸۷
رَحِیقِ
(۲)

۳۸۸
رِزْقِ

کے لئے قاص ہے، اور بہشت میں یہی رزق ہے، مگر بہت ہی عمدہ اور نہایت ہی اعلیٰ۔

پیغمبرِ خدا:-

۳۸۹
رَسُولُ اللَّهِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اسماء میں سے چند اسماء، اسمہ فی الانجیل؛ طاب طاب اُی طیب (یعنی پاک) و فی التوراة؛ مار ماد اُی الموجود (یعنی موجود) و فی الزبور؛ بار قلیط اُی فارق بین الحق والباطل (یعنی حق و باطل) کے درمیان فرق کرنے والا، و فی صحفِ ابراہیم؛ اُخری یا قدما اُی سابق الآخر (یعنی آخر میں آکر سب سے سبقت کرنے والا)، و فی صحفِ شید؛ صام صام اُی القطاع بالحجّة (یعنی دلیل [کی تلوار] سے کاٹنے والا)۔

و فی صحفِ آدم؛ مقنع۔ و فی صحفِ اشعیا و ارمیا؛ قانع۔ و بین طوائف الطیور؛ عبد الجبار۔ و بین البہائم؛ عبد الغفور۔ و عند الجنّ؛ نبی الرحمة۔ و عند الشیاطین؛ نبی الملحمة (منتخبات اسماء علیہ، ص ۲۱۵)۔

لفظ

معنی و حکمت

”ر“

۳۹۰
رفیع

بلند کرنے والا، بلند:-

سورہ مومن (۴۰: ۱۵) میں یہ حکمت آگین ارشاد ہے: رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ - خدا بلند درجے دینے والا عرش کا مالک ہے۔ اس بانی تعلیم کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ درجات کی سیر بھی عرش تک ہے، آپ سورہ معارج (۷۰) کے شروع کی چار آیاتِ کریمہ کو ذرا غور سے پڑھ لیں، اور یہ بتائیں کہ ”فنا فی اللہ“ کا مقام عرش برین ہے یا فرشتہ زمین؟ کیا بندہ مومن کا قلب عرش معرفت نہیں ہے؟

۳۹۱

ال رفیق الاعلیٰ

رفیقِ اعلیٰ، اناؤں علوی، یک حقیقت:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں یہ پُر حکمت دعا کی تھی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ اَلْحَقْنِيْ بِالرَّفِيقِ الْاَعْلٰی۔ یا اللہ مجھے بخش دے اور رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے (احادیثِ ثنوی، فارسی، ص ۱۳)۔ رفیقِ اعلیٰ کون ہے؟ اناؤں علوی، وہ رفیقِ اہم سفر، کس معنی میں ہے؟ وہ بے پایاں زندگی کے سفر کا ساتھی ہے، یعنی ہر مومن کا رفیقِ اعلیٰ ہے۔

۳۹۲

رقیم

نوشتہ:-

روحانی عجائب و غرائب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار کوئی تحریر

دیدہ باطن کے سامنے آجاتی ہے، اس کا یقینی اشارہ یہ ہے کہ بہشت میں تحریری نعمتیں بھی ہیں (۹:۱۸)۔

۳۹۳
رَمِيَتْ

تُوْنِ پھینکا۔

وَمَا رَمِيَتْ اِذْ رَمِيَتْ وَالْكِتَابَ اللّٰهُ رَحِمٰی۔ اور اے رسول! تم نے خاک نہیں پھینکی جس وقت پھینکی تھی، لیکن اللہ نے پھینکی (۱۷:۸) یہاں سے ظاہر ہوا کہ اللہ اپنے رسول کے ہاتھ سے بھی کوئی کام کر سکتا ہے، کیونکہ دستِ پیغمبر دستِ خدا ہے (۱۰:۳۸)۔

۳۹۴
رُوحِ اللّٰهِ
(۱)

خدا کی رحمت۔

وَلَا تَاْتِيْسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ۔ اور خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ (۸۷:۱۲) یہ حضرت امام یوسفؑ کے بارے میں ہے اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ رسولؐ کے بعد زمانے کا امام اللہ کی رحمت ہے۔

۳۹۵
رُوحِ اللّٰهِ
(۲)

خدا کی رحمت :-

وَلَا تَاْتِيْسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو (۸۷:۱۲) خدا کی رحمت دراصل ایک بہت بڑی روح کا نام ہے، اور وہ امام زمان علیہ السلام ہی ہے، پس رُوْحِ اللّٰهِ اور رُوْحِ اللّٰهِ

ایک ہی ہے۔

خواب :-

رُؤْيَا الْمُؤْمِنِينَ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَارْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوءَةِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے (مسلم) یہ بات سچے مومنین سے متعلق ہے، کیونکہ باکرامت خواب ان قسم روحانیت ہے۔

۳۹۶
رُؤْيَا
(۱)

خواب :-

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَوَحْيٌ۔ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں (جیسے قرآن میں ہے، اِنِّیْ اَرْسٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ (۱۰۲:۳۶) میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب، اور مومن صادق کا خواب نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے (صحیح البخاری، جلد اول، کتاب الوضوء باب ۱)۔

۳۹۷
رُؤْيَا
(۲)

خواب، خواب دیکھنا :-

عوام الناس یہ نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کا خواب عالم روحانیت سے مل چکا ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

۳۹۸
رُؤْيَا
(۳)

کا وہ خواب پیغمبرؐ اور اولیائی خواب تھا جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر سے اپنے نعتِ جبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا (۱۰۲:۳۷) یقیناً اسی طرح کے روحانیت سے بھر پور نورانی خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے انتہائی عظیم امر ارکام شاہدہ ہوا (۶۰:۱۷) خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے اس مبارک خواب پر لوگوں کو آزمایا، جب امتحان لینا مقصود تھا تو واقعہ معراج کی کلیدی وضاحت نہیں کی گئی بلکہ علم و معرفت پر چھوڑ دیا اور سنتِ الہیہ اسی طرح چلی آئی ہے کہ بار بار امتحان لیا جاتا ہے۔

۳۹۹

ریح یوسف کی خوشبو، یعنی روحانی خوشبو۔

یعقوبؑ نے کہا کہ میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کرتا ہوں (۹۴:۱۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس امامت تھی، اور امامؑ کے روحانی معجزات میں سے ایک روحانی خوشبوؤں کا ظہور ہے۔

رُزْمَانٌ

رُوزِي:

رُوزِي، خوش بودار گھاس، اس سے روحانی خوشبو مراد ہے جو اہل بہشت کی غذا ہے، جیسا کہ سورہ واقعہ (۸۹:۵۶) میں ارشاد ہے: فَرُوْحٌ وَرُزْمَانٌ وَجَنَّتٌ زَعِيْرٌ۔ پس (اس کے لئے) راحت

معنی و حکمت

لفظ

”ز“

اور خوشبو کی غذا اور نعمت کے باغ میں۔ (بحوالہ مقالہ، روحانی
سائنس کے عجائب و غرائب قسط اول، نیز ملاحظہ ہو: میزان الحقائق،
قوتِ ثناتہ ایک نئی غذا دریافت کرے گی۔)



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**
Knowledge for a united humanity

ISW

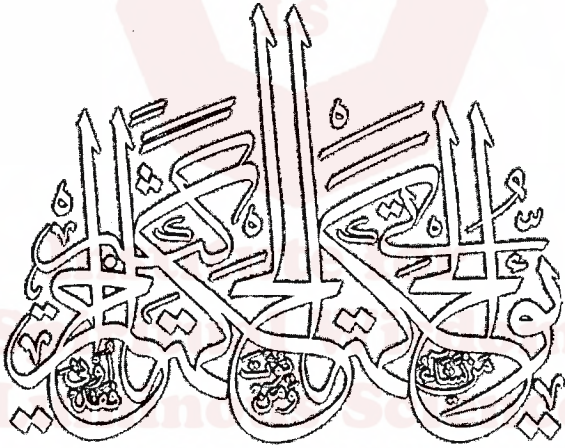


Knowledge for a united humanity



باب الزّاء
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

”ز“

معنی و حکمت

لفظ

۴۰۱
زُبُور
(۱۱)

لکھنا، لکھا ہوا:-

وہ کتاب سماوی جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، بعض علماء کی رائے ہے کہ زُبُور اُس آسمانی کتاب کو کہتے ہیں جس میں صرف حکمتیں اور دانائی کی باتیں بیان کی گئیں ہوں (قاموس القرآن) میں کہتا ہوں کہ البتہ یہ سچ ہے جبکہ زُبُور خزانۂ عشق الہی کی ایک روشن مثال ہے، خداوندِ عالم کے سچے عاشقوں کے پاس کیا کیا ساز و سامان ہونا چاہیے؟ اس کا مفصل جواب زُبُور سے ملے گا۔

کتاب، مزبور:-

بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآن حکیم میں کہیں بھی عشق کا لفظ نہیں آیا ہے اور نہ یہ خدا کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، میری گزارش ہے کہ قرآن پاک میں نہ صرف عشق کے مترادفات ہی ہیں، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کتاب سماوی کی تصدیق بھی موجود ہے، جس کے شروع سے لیکر آخر تک صرف عشق الہی اور اس کے وسائل کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زُبُور ہی ہے (سورۃ نساء ۴: ۶۳)؛ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۵۔

۴۰۲
زُبُور
(۱۲)

نامہ عشقِ الہی :-

قرآنِ عظیم میں عشق کے مترادفات کی موجودگی اور کتابِ عشقِ سماوی ازبور کی تصدیق کے علاوہ عشق کے احوال بھی مذکور ہیں، مثال، اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہو جاتی ہے (۱۰۹: ۱۷) کیا یہ خداوندِ عالم کا عشق نہیں ہے؟ آیا یہ اُس عشق کا نمونہ نہیں جو صاحبِ زبور میں تھا؟

نامہ عشقِ خداوندی :-

ارشادِ قرآنی ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا آمَنُوا مُجْبَلًا۔ اور جو اہل ایمان ہیں ان کو صرف اِخْتِلاَافِی کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے (۱۶۵: ۲۱) ایسی نہایت سخت محبت کسی میں خدا کے لئے ہو تو وہ عشق ہی ہے، اور خداوندِ قدوس کا پاک عشق وہ پُرِ حُکْمَتِ اور بابرکت نور ہے جو نہ صرف دل و دماغ اور عقل و جان کو متور کر دیتا ہے بلکہ اس سے بدن کے تمام غلیات و ذرات بھی مستنیر ہو جاتے ہیں، یہی سبب ہے کہ ربِّ کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کتابِ عشق یعنی زبور عطا کر دی اور ان کو معلمِ عشق بنا دیا۔

لفظ

۳۰۵

زَبُور
(۵)

معنی و حکمت

”ز“

کتاب، مراد نامہ اعمال :-

سورہ انبیاء کے آخری رکوع (۲۱۱: ۱۰۵) میں ارشاد ہے: اور ہم نے تو یقیناً اپنے دوستوں کے، نامہ اعمال میں ان کی تکمیل، ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے کائناتی زمین کے وارث ہوں گے۔ آپ اس کو بہشت کی زمین بھی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جنت کائنات کے طول و عرض میں ہے (۳: ۱۳۳؛ ۵۷: ۲۱)۔

مجھے اور زیادہ علم دے :-

۳۰۶
زِدْنِي عِلْمًا

سورہ طہ (۲۰: ۱۱۴) میں اللہ جلّ جلالہ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس بابرکت دعائی تعلیم فرمائی ہے، اس میں بڑی جبران کن حکمتیں رکھی ہوئی ہیں، مثال کے طور پر (۱۱) مذکورہ حکمت آگین دعائے حکم میں جیسا کہ منشاء خداوندی ہے، اس کے مطابق ہر روز آسمانی ہدایت و تائید سے آن حضور کے علم و حکمت میں بیحد و بیقیاس اضافہ ہوتا گیا (۲۱) اللہ کی خوشنودی اور پیغمبر اکرم کی سنت مطہرہ اس بات کی مظہر ہے کہ تمام مسلمین و مومنین پورے دور میں قرآن فہمی کی سیرھی پر چڑھتے جائیں، تا آنکہ اسرار علم و حکمت کے خزانے کھل جائیں۔

زکریاؑ:

ایک جلیل القدر پیغمبر جو باطناً امام بھی تھے، سورہ انبیاء (۲۱: ۸۹) میں ارشاد ہے: اور زکریا کو یاد کرو جب اُس نے اپنے رب سے دعائی لے میرے پروردگار مجھے تنہا بے اولاد، نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے۔

اس آیہ شریفہ کی صرف چار عظیم حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں: (۱) دینی کام کی غرض سے اولاد کے لئے دعائی گنتی ہے (۲) یہی اولاد عالم شخص کے مقام عقل پر بھی پیدا ہو (۳) اپنا تولد عقلانی بھی مطلوب ہے (۴) آخر آیہ اشارہ بھی ہے کہ مرتبہ عقل پر سب سے بہترین وارث تو رب کریم خود ہی ہے۔

زکریا امامؑ:

سورہ آل عمران (۳: ۳۷) میں ہے: وَكَفَلَهَا زَكْرِيَاؑ۔ اور خدا نے زکریا کو مریمؑ کا خلیل بنا دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کی روحانی پرورش کا ضامن و ذمہ دار بنا دیا پس حضرت امامؑ نے دین فطرت کے قانون کے مطابق اپنی اس نیک نعت شاکر کو اسم اعظم کی مقدس تعلیم دی، اس روحانی طریقہ تعلیم کا نام ”عِلْمُ الاسماء“ ہے، جو زمانہ آدمؑ سے قیامتہ القیامات تک جاری و ساری ہے۔

زکریاؑ
(۳۱)

امام زکریاؑ:-

زکریاؑ جب کبھی مریمؑ کے پاس محراب میں داخل ہو جاتا تو اس کے پاس اردو عانی (رزق پاتا، پوچھنا مریم، یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے حساب کے بغیر رزق دیتا ہے (۳، ۳۷)، محراب سے عالم شخصی مراد ہے، حساب (یوم الحساب، قیامت کا نام ہے، حساب کے بغیر رزق دینا یہ ہے کہ خدا آپ کو وہ علم عطا فرمائے جو بعض کو جسمانی موت اور قیامت کے بعد بہشت میں ممکن ہے۔

امام زکریاؑ:-

زکریاؑ
(۳۱)

محراب کا لفظ حرب سے بنا ہے، الحرب والحراب، جنگجو، لڑاکا، بہادر، قلعہ وغیرہ، پس محراب سے عالم شخصی کا قلعہ مراد ہے، جس میں روحانی جنگ سے متعلق ہر چیز موجود ہے، یہی قلعہ عبادت خاں ہے، نیز محراب مقام عقل کا نام ہے کہ امام زکریاؑ علیہ السلام کا اشارہ وہیں سے کیا گیا تھا (۱۱: ۱۹) کیونکہ آخری درجے کی تمام تاویلات حظیرۃ القدس میں جمع ہیں۔

لفظ

معنی و حکمت

”ز“

۴۱۱

زلزالاً شدیداً سختی سے ہلانا۔

روحانی بھونچال کئی درجوں پر ہے، جیسے سورہ احزاب (۱۱:۳۳) میں ہے: اُس وقت مومنین خوب آزمائے گئے اور سختی سے ہلائے گئے۔ یعنی اُن پر زلزلہ روحانی مُسَلط کیا گیا، جس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔

۴۱۲
زُلْزَلَتْ

وہ ہلائی گئی۔

سورہ زلزال (۱:۹۹-۸) میں انفرادی قیامت کے بھونچال کا ذکر آیا ہے، جو عالم شخصی کا ایک زبردست روحانی معجزہ ہے، جس کی بدلت مومن سالک کی تطہیر ہو جاتی ہے، اور وہ مخاطبہ مُنتابہ ہے، اور اس ذاتی قیامت میں پوشیدگی سے تمام لوگوں کے نمائندہ ذرات کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

۴۱۳

زُلْزَلَةُ السَّاعَةِ قیامت کا زلزلہ۔

سورہ حج کے شروع (۱:۲۲-۲) میں ہے، لوگو، اپنے رب سے ڈرو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے، جس روز تم اسے دیکھو گے، حال یہ ہو گا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی، اور ہر حاملہ کا حمل ٹکرائے گا، اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حال آنکہ وہ نشتے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ

کا عذاب ہی کچھ ایسا ہوگا۔ یعنی ہر معلم ذاتی قیامت کی سختی کی وجہ سے اپنے شاگردوں کو بھول جاتا ہے، ہر سارک کی اضافی روہیں نکل جاتی ہیں اور نمائندہ ذرات مدہوش نظر آتے ہیں۔

وہ ہلائے گئے :-

۴۱۳
زُلُزِلُوا

سورہ بقرہ کی ایک پُر حکمت آیت (۲۱۴:۲) کا ترجمہ ہے: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت (روحانیت) کا داخلہ تمہیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں ہلائے گئے، حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ (ایسے میں انہیں تسلی دی گئی کہ) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔ یہ روحانی بھونچال سے متعلق مضمون کا حصہ ہے۔

خدا کی زینت، باطنی اور روحانی زینت
زیبائش، آرائش :-

۴۱۵
زَيْنَةَ اللَّهِ
(۱)

سورہ اعراف (۳۲:۷) میں ہے: اے نبی، ان سے کہو کہس نے خدا کی اُس زینت کو حرام (منوع) کر دیا، جسے خدا نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے اور کس نے اللہ کی عطا کردہ لطیف غذائیں منوع کر دیں؟

کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی صرف مومنین ہی کے لئے خاص ہوں گی جبکہ دورِ قیامت آئے گا۔
اس ربانی تعلیم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، تاہم باطنی پہلو بڑا اعلیٰ، منطقی اور ضروری ہے تاکہ اس حکمتِ الہی سے اہل دانش باطنی تاویل کی طرف رجوع کریں۔

آرائشِ روحانی :-

زینۃ اللہ
۴۱۶
(۲۱)

خدا کی خاص اور انتہائی دلکش زینت عالمِ شخصی میں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے لئے پیدا کیا ہے، اس کے مشابہت کی غرض سے عبادت و ریاضت کرنے سے جس نے منع کیا ہے، حالانکہ یہ بہشت کی نعمتیں، خوشبوئیں وغیرہ مومنین کو دنیا کی زندگی میں بھی حاصل ہو سکتی ہیں، خصوصاً دورِ روحانیت میں۔

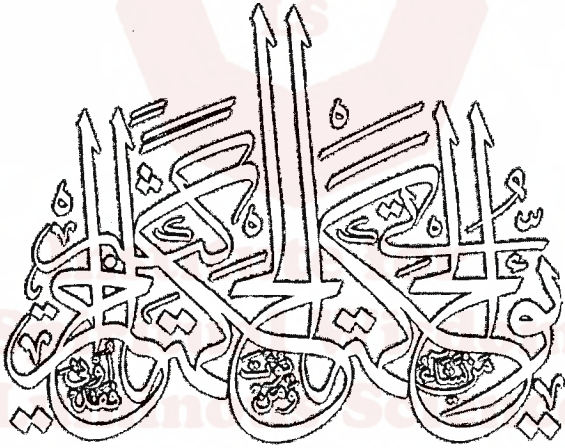


بَابُ السَّيْنِ

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

میدان، زمین، میدانِ قیامت، عالمِ شخصی
کی زمین۔

السَّاهِرَةُ۔ عالمِ شخصی کی زمین کا ایک مخفی نام جو شبِ بیداری کی نسبت سے مقرر ہوتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں: السَّهَّارُ وَالسَّهْرَةُ، بہت جاگنے والا، السَّاهِرَةُ، موت۔ سورۃ نازعات (۷۹: ۱۳-۱۴)، میں ارشاد ہے: فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ۔ فَإِذَا أَهْمُ بِالسَّاهِرَةِ۔ بس وہ ایک سخت آواز ہوگی، جس سے سب لوگ فوراً ہی ساہرہ میں آمو جو رہ جائیں گے۔

رستی، ذریعہ۔

باطن میں قرآن اور عنترتِ اہل بیت = امام، ایک ہی نور ہے، جو آسمان اور زمین کے درمیان لگائی ہوئی رستی یا سیڑھی کی طرح ہے اور یہی سیڑھی صراطِ مستقیم بھی ہے، جبلِ ممدود اور سببِ موصول یعنی نورانی رستی جو عرشِ برین سے فریقِ زمین تک سیڑھی کی طرح لگائی ہوئی ہے تاکہ لوگ علم و معرفت کی اس رستی یا سیڑھی سے صاحبِ عرش تک پہنچ سکیں، یہ مثال سب سے عجیب و غریب بھی ہے اور سب سے دل نشین بھی کہ جب کوئی عارف درجہ بدرجہ اوپر کی طرف جاتا ہے تو ہر درجہ میں نورِ واحد کی شکل میں قرآن اور امام ہوتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور میں بھی نورانی رستی کا بالائی سرا موجود ہے، جو قرآنِ عظیم بھی ہے اور

امام مبین بھی۔

۴۱۹
سَبْع
(۱)

سات :-

یہ آیہ شریفہ سورہ حجر (۱۵۱: ۸۷) میں ہے: وَلَقَدْ أَنْبَأْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ اور ہم نے تم کو سبعِ مثنائی (سورہ حمد) اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی تاویل یہ ہے کہ سبعِ المثنائی (سات) دہرائی جانے والی چیزیں (حضراتِ ائمہ ہیں، چنانچہ اگلے ناطقوں کے ادوار میں سات سات اماموں کا سلسلہ چلتا تھا، لیکن اللہ نے اپنے حبیب پر احسان کیا کہ آنحضرتؐ کے کام کی خاطر سلسلہ سبعِ المثنائی کو طول دیا، اور آپ کو قرآنِ عظیم اقامتِ القیامت عطا کیا۔

۴۲۰
سَبْع
(۲)

سات :-

مذکورہ بالا آیہ کریمہ کی گلی اور دُور رس تاویل یہ ہے کہ سبعِ مثنائی (سات) سات اماموں کا سلسلہ، جس کا ذکر ہوا، وہ فی الحقیقت شروع ہی سے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام پر ہے، جبکہ آپ ہی تمام پیغمبروں کے سردار ہیں، جبکہ دُورِ اعظم حضورؐ ہی کا ہے اور جبکہ مقصدِ تخلیق کائنات آپ ہی کی ذاتِ عالی صفات ہے۔

۴۲۱

سبعۃ احرف سات حروف:-

پیغمبر اکرمؐ کا یا بרכת قول ہے: نزل القرآن علی سبعۃ احرفٍ
 کلّ حرفٍ منها کافٍ شافٍ۔ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا
 ہے، ان میں سے ہر حرف (علم و حکمت میں) کفایت کرنے والا اور
 باطنی امراض سے اشفا بخشنے والا ہے۔

سیدنا منصور الیمین قس کی کتاب سرائر ص ۸۸ کے مطابق اس حدیث
 شریف کی تاویلی حکمت یہ ہے: یہاں قرآن سے آنحضرتؐ کا وحی
 اور اس مراد ہے کیونکہ وہ قرآن کی تاویل کا مالک اور اس کے
 عجائب و غرائب کا مظہر ہے، اور سات حروف اس کی اولاد میں سے سات
 ائمہ طاہرین ہیں، جن میں سے ہر امام اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے علم و
 حکمت میں کفایت کرنے والا، اور باطنی بیماریوں سے اشفا بخشنے والا ہے۔

Knowledge for a united humanity

۴۲۲

چھ روز:-

سِنَّةِ آيَاتِمِ
(۱)

بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز
 میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر مساوات کیا (۷: ۵۴)، اس سے عالم دین
 کی تخلیق مراد ہے، جو چھ بڑے ادوار میں مکمل ہوئی، اور عالم شخصی کی
 روحانی تخلیق کا ذکر ہے، جو چھ چھوٹے ادوار میں بنایا گیا۔

”س“

معنی و حکمت

لفظ

چھ روز:-

۴۲۳
سِتَّةَ اَيَّامٍ
(۲)

اللہ تعالیٰ کے چھ بابرکت دن یہ ہیں: حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام، ان چھ ناطقوں کے چھ بڑے ادوار میں عالم دین مکمل کیا گیا، اور ساتویں دن جو سینچر یعنی حضرت قائم علیہ السلام ہے، اس میں خدا نے عرش (نورِ عقل) کے ذریعے سے مساوات کا کام کیا، اس کا تجدید اور معرفت عالم شخصی میں ہے (۱۰: ۳۱)۔

چھ دن:-

۴۲۴
سِتَّةَ اَيَّامٍ
(۳)

خداوندِ عالم کا ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے (۲۲: ۴۷) اس حساب سے عالم دین کی تخلیق چھ ہزار برس میں ہوئی، اور ایک ہزار سال کا آخری دور حضرت قائمِ القیامت علیہ السلام کے لئے مقرر ہے (۱۱: ۷۰؛ ۲۵: ۵۹)۔

اُس نے فرمانبرداری بنایا:-

۴۲۵
سَخَّرَ

پروردگارِ عالم نے ارض و سما کی تمام چیزوں کو انسان کے لئے بحد امکان فرمانبرداری بنا دیا ہے، یہ ذکر قرآنِ عظیم کی متعدد آیات میں آیا ہے، اس ربانی تعلیم میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی سائنس کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے، اور وہ آیاتِ کریمہ ”سَخَّرَ لَكُمْ“ کے عنوان سے ہیں (۳۱: ۱۲۰؛ ۱۳: ۱۳؛ ۴۵: ۱۲)۔

معنی و حکمت

”نس“

بیری کا درخت :-

سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى - پرلی حد کی بیری، یہ نفسِ کَلْبی کی مثالوں میں سے ہے جو مکان و زمان سے بالاتر ہے، چنانچہ سورہٴ نجم میں ارشاد ہے؛
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى - عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى - اور انہوں
(یعنی آنحضرتؐ) نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے، پرلی حد کی بیری کے
پاس (۵۳: ۱۳-۱۴)۔

یہاں طالبانِ حقیقت کے لئے ایک خاص سوال ہے کہ محبوبِ قدا
نے کس کو دیکھا تھا؟ آپؐ کو کس کی دعوت تھی؟ ظاہرات ہے کہ رب
الغزت کا دیدار پاک ہی مقصود تھا، جو حاصل ہو گیا۔

بیری کا درخت، نفسِ کَلْبی :-

عِنْدَهَا جَمَّةٌ الْمَأْوَى - إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى -
اس کے پاس رہنے کی بہشت ہے، جبکہ بیری کا درخت (ایک انمول
چیز کو) چھپا رہا اور دکھایا تھا (۵۳: ۱۵-۱۶) حَظِيْرَةُ الْقُدْسِ اسرار
دو جہان کا خزانہ ہے، جس میں سب کچھ موجود ہے، اور اس سے
کوئی حقیقی نعمت باہر نہیں۔

۴۲۸
سِدْرَةٌ
(۱۳۱)

نفسِ کُلّیٰ :-

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی۔ پرلی حد کی بیری، یعنی نفسِ کُلّیٰ جو مکان و زمان سے ورا (دُوراء) ہے، وہ روحانی سفر اور قیامت کی انتہا پر ہے، اس لئے وہاں بہت سی چیزیں ختم ہو جاتی ہیں، مثلاً بشریت، کثرت، دونی، شک، لاعلمی، جدائی، موت، محتاجی، ذلت، خوف، غم وغیرہ، پس سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کا نام اس معنی میں ہے کہ اس تک پہنچ جانے پر مذکورہ قسم کی تمام چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔

اس حال میں مکان نہیں لامکان ہوتا ہے، زمان لازمان (دھر) میں بدل جاتا ہے، قیامت کی جگہ آخرت، بشر کی جگہ فرشتہ، کثرت و دونی کی جگہ وحدت، شک کی جگہ حق یقین، لاعلمی کی جگہ علم، جدائی کی جگہ وصال، موت کی جگہ ابدی زندگی، محتاجی کی جگہ خزانہ، ذلت کی جگہ لازوال عزت، خوف کی جگہ امن اور غم کی جگہ دائمی شادمانی ہوتی ہے۔

۴۲۹
سِدْرَةٌ
(۱۳۱)

بیری کا درخت :-

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی۔ وہ بیری کا درخت جو آخری یا انتہائی سرے پر واقع ہے، سورہ نجم (۵۳) میں واقعہ معراج کے ساتھ اس کا ذکر اس طرح آیا ہے: اور انہوں نے وہ جلوہ دوبار دیکھا، سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے پاس، جس کے پاس جنت الماویٰ ہے، جبکہ سِدْرہ چھپا رہا تھا جو کچھ

پچھیا رہا تھا (۵۳: ۱۳-۱۶)۔

اہل ظاہر کے بڑے بڑے علماء نے سدرۃ المنتہیٰ کی حقیقت سے لاعلمی کا اعتراف کر لیا ہے، کیونکہ ایسے اسرار کا انکشاف انتہائی مشکل کام ہے مگر امام زمان علیہ السلام کے خزانے میں یقیناً اسرار قرآن موجود ہیں۔

بیری کا درخت :-

۴۳۰
سِدْرَة
(۵۱)

سِدْرَة الْمُنْتَهَى سے نفسِ کُل مراد ہے، جس کے پاس جا کر عالمِ شخصی کا روحانی سفر ختم ہو جاتا ہے، لفظِ منتہیٰ کا یہی اشارہ ہے، اور وہ بیری کا درخت اس معنی میں ہے کہ اس کے پاس خزانۃ الہی کے انمول موتی موجود ہیں، جن کی تشبیہ و تمثیل بیروں سے دی گئی ہے، اور یہی سجدہ کرنا قدرِ جواہر دکھائے جا رہے تھے اور چھپائے جا رہے تھے۔

کرتے :-

۴۳۱
سَرَابِیل

ایسے عجیب و غریب کُرتوں کا ذکر آیا ہے کہ ان پر نہ تو گرمی کا کوئی اثر پڑتا ہے اور نہ ہی سردی کا، اور نہ کوئی جنگ ان کو تباہ کر سکتی ہے (۸۱: ۱۶) یہ لطیف کائناتی کُرتے بیجان نہیں زندہ ہیں، اس میں جو عظیم روح ہے، وہ آپ ہیں، ہم ہیں، اور سب ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم حیثیتِ ابداعیہ میں اب بھی ستاروں پر رہتے ہیں اور یہی ہماری

انائے علوی ہے۔

چراغ :-

۴۳۲
سراج
(۱)

قرآن حکیم میں سورج کی تشبیہ و تمثیل چراغ (سراج) سے دی گئی ہے اور چاند کو مینر اور نور کا نام دیا گیا ہے (۲۵: ۶۱، ۶۱: ۶۱، ۱۶: ۷۸، ۱۳: ۱۳) اس کی عظیم حکمت بڑی عجیب و غریب ہے، وہ یہ کہ جس طرح چراغ تیل سے فروزان ہوتا ہے اور رات بھر اسے روشن رکھنے کے لئے اس میں بار بار تیل ڈالا جاتا ہے، اسی طرح دستِ قدرت مسلسل چراغِ آفتاب میں کائناتی ایندھن ڈالتا رہتا ہے، اس کی تفصیل ”میزان الحقائق“ میں ہے۔

چراغ :-

۴۳۳
سراج
(۲)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ”چراغِ روشن“ (سراجاً مُنیراً ۳۳: ۴۶) ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جو نیک بخت روحیں حقیقی عشق سے فنا فی الامام اور فنا فی الرسول ہو جاتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نور بن جاتی ہیں جس طرح کائناتی ایندھن سورج میں پڑ کر روشنی بن جاتا ہے۔

۴۳۴
سِرَاج
(۳)

چراغ۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ سیراج مینبر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم دین کا سورج ہیں اور آپ کا وحی (علیؑ) چاند، جیسے خداوند بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا (۹۱:۱-۲) قسم ہے سورج کی اور اس کے چاشت کی، اور چاند کی جب سورج کے پچھے آئے۔ یہاں سورج سے ناطق اور چاند سے اساس مراد ہیں جو عالم دین کے آفتاب اور ماہتاب ہیں۔

۴۳۵
سَعْ

وہ دوڑا، اُس نے کوشش کی۔

سورہ نجم (۳۹:۵۳) میں ارشاد ہے: وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں بہت سے سوالات کے لئے جواباتِ شافی موجود ہیں، الحمد للہ علی منہ واحسانہ۔

۴۳۶
سَفِينَةٌ

کشتی، کشتی نوحؑ، اہل بیت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: یقیناً میرے اہل بیت کی مثال تمہارے درمیان سفینہ نوحؑ کی طرح ہے، اس کی قوم میں سے جو شخص اس میں سوار ہو اوہ ناجی ہو گیا اور جس نے مخالفت کی

وہ غرق ہو گیا (المستدرک، الجزاء الثالث، ص ۱۶۳)۔

چھری :-

۴۳۷
سِکِّين

عہد و پیمان اور اسمِ اعظم، تاکہ جس کے ذکر سے بقرہٴ نفس کو ذبح کیا جائے، جیسا کہ قرآنی ارشاد کا ترجمہ ہے، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے (۶۷:۲)۔

خلاصہ، نچوڑ :-

۴۳۸
سُلَّالَةٌ

سورہٴ مومنون (۱۲:۲۳) میں ہے کہ انسان کو خلاصہٴ خاک سے پیدا کیا گیا ہے، اور سورہٴ بقرہ (۸۱:۳۲) میں ارشاد ہے کہ خدا نے آدمی کو خلاصہٴ آبِ حقیر سے پیدا کیا ہے، اس سے ذرہٴ روح مراد ہے جو پست پر سے ہو کر آتا ہے جو دراصل خزانہٴ الہی سے ہے (۲۱:۱۵) اے نورِ عینِ من! ہر چیز ابتداءً ذرہٴ ذرہٴ ہو کرتی ہے، اور کوئی شی اس قانونِ فطرت کے بغیر نہیں۔

سلامتی، امان :-

۴۳۹
سَلَامٌ
(۱)

خداوندِ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے، سَلِّمْ عَلٰی نُوْحٍ رَفِي الْعُلَمِيْنَ (۷۹:۳۷)، ظاہری ترجمہ: نوح پر سلام ہو عالم والوں

ہیں۔ لیکن دنیا والے سب کے سب حضرت نوحؑ پر سلام نہیں بھیجتے، لہذا اس کی تاویلی حکمت ضروری ہے، وہ بہت مختصر مگر جامع الجوامع ہے کہ ”حضرت نوحؑ پر ہر عالم شخصی میں سلامتی ہے“ یعنی حضرت نوحؑ کا روحانی اور توراتی ریکارڈ یا روحانی سائنس کی مووی (MOVIE) بلا کم و کاست عالم شخصی میں سلامت، محفوظ اور موجود ہے۔

سلامتی، حفظِ ابدی :-

۲۲۰
سلام
(۲۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: **سَلِّمْ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ** (۱۰۹:۳۷) حضرت ابراہیمؑ پر ہر عالم شخصی میں سلامتی ہے۔ یعنی آپ عالم صغیر میں ابدی طور پر زندہ و سلامت ہیں، آپ سے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے وہ بھی روحانی حالت میں محفوظ و موجود ہے، الغرض عالم شخصی روحانیت کا وہ آئینہ ہے جس میں انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی کامل معرفت سے متعلق تمام اشیاء کا بخوبی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

ابدی سلامتی :-

۲۲۱
سلام
(۲۱)

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے بارے میں ارشاد ہے: **سَلِّمْ عَلٰی مُوسٰی وَ هٰرُونَ** (۱۱۲:۳۷) یعنی حضرت موسیٰؑ

اور حضرت ہارونؑ پر عوالم شخصی میں سلامتی ہے۔ ناطقان و اساسان کے وسیلے سے تمام امتوں کے مومنین اور مومنات کو بھی سلامتی حاصل ہو سکتی ہے، کیونکہ جو حضرات خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ اس کی رحمت کو پھیلا دیتے ہیں۔

ابدی سلامتی، باعث سلامتی :-

ارشاد باری تعالیٰ ہے: سَلِّوْ عَلٰی اٰلِ یٰسَیْنِ (۱۳۰: ۳۷) اس کے بارے میں دو قسم کے اقوال ہیں، لہذا ہم دو ترجمے کرتے ہیں (۱) حضرت الیاسؑ پر عوالم شخصی میں سلامتی ہے (۲) آل یاسین یعنی آل محمدؐ پر ہر عالم صغیر میں سلامتی ہے یقیناً آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسینؑ اور حقیقت عالم شخصی ہے لہذا وہ خدا کی طرف سے سلام بھی ہے اور باعث سلامتی بھی (۱۲: ۳۶) جس کے سوا کوئی عالم شخصی نہیں۔

۳۳۲
سلام
(۳)

سلامتی، بقا باللہ کی سلامتی :-

مذکورہ آیات کریمہ کے ساتھ یہ آیت شریفہ بھی سورہ صافات میں ہے: وَ سَلِّوْ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ (۱۸۱: ۳۷) اور سب پیغمبروں پر عوالم شخصی میں سلامتی ہے۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کو فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوا ہے، اس لئے وہ خداوند تعالیٰ کے

۳۳۳
سلام
(۵)

اسم مبارک ”السلام“ میں زندہ جاوید اور سلامت میں، اور اللہ جل جلالہ کے اُن پر ”سلام“ فرمانے کے یہی معنی ہیں۔

داعی سلامتی کی لازوال نعمت :-

۲۳۴
سلام
(۶)

اے نورِ عین من! جب انسان ایک دوسرے کو رسمی سلام کرتے ہیں تو وہ صرف سلامتی کی دعا ہی کے معنی میں ہوتا ہے، لیکن جب پروردگارِ عالم لفظ ”سلام“ کو استعمال فرماتا ہے تو اس میں دعا نہیں ہوتی، کیونکہ قولِ خدا سے بالاتر ہے بلکہ اس میں خود سلامتی کی نعمت موجود ہوتی ہے۔

دارالسلام، ابدی سلامتی کا گھر، بہشت :-

۲۳۵
سلام
(۷)

سورہ یونس (۱۰: ۲۵) میں ہے: وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ جو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی امامِ مبین علیہ الصلاۃ والسلام کا عالمِ شخصی ہے اور یہی زندہ بہشت ہے، جو عقل و دانش اور علم و حکمت کے خزانے سے مملو ہے۔

لفظ

معنی و حکمت

”س“

۴۴۶

سَلْسَبِيلُ

بہشت کے ایک چشمے کا نام ہے:-

یہ سورہ دھر (۶۶: ۱۸) کا ایک ارشاد ہے: عَيْنًا فِيهَا تُسَبَّى سَلْسَبِيلًا۔
یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ سل + سبیل
اپوچھ لے راستہ = سلسبیل، یہ صاحبِ امر کا ایک نام ہے، جو علم و
ہدایت کا سرچشمہ ہے، جس سے ظاہر و باطناً راہِ ہدایت دریافت
کی جاتی ہے، جیسا کہ پوچھنے کا حق ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

۴۴۷

سَلَوٌ

سیرٹھی :-

سورہ طور (۵۲: ۳۸) میں ہے: کیا ان کے پاس کوئی سیرٹھی ہے جس
پر چڑھ کر یہ عالمِ علوی کے اسرار کو سُننے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو ان
میں سے سُننے والا کوئی روشن دلیل لے آئے۔ یہ اس تحقیق کی
طرف واضح اشارہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد صرف امامِ مبینؑ ہی
اللہ کی رسی اور عالمِ بالا کی سیرٹھی ہے۔

نام :-

۴۴۸

سَلْمَانُ
(۱)

سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ۔ سلمان ہم اہل بیت میں سے
ہے۔ اس حدیثِ شریفہ کا اشارہ یہ ہے کہ صفِ اول کے مومنین و
مومنات میں سے بھی اہل بیتِ اطہار علیہم السلام میں شامل ہو

سکتے ہیں۔

۳۴۹
سلمان
(۲)

سلمان فارسی :-

إِنَّ سَلْمَانَ مِمَّا أَهَلَّ الْبَيْتِ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: بیشک سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ سلمان فارسی کو یہ نام سلمان، آنحضرت نے عطا فرمایا تھا، لہذا یہ لفظ ”جَوَامِعُ الْكَلِمِ“ میں سے ہے، جیسے آن حضور نے فرمایا: أُوتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ میں جامع کلمے دیا گیا ہوں (یعنی قرآن و حدیث جس کا ہر لفظ جامع ہونے کی وجہ سے نئی معنی رکھتا ہے، پس اسم ”سلمان“ جامعیت کے لحاظ سے ایک منتخب لفظ ہے۔

Spiritual
Luminous Science
Knowledge for

سلمان الخیر :-

۳۵۰
سلمان
(۳)

(الف) سلمان زمانہ نبوت کا ایک مثالی مومن تھا (ب) سلمان کو آیۃ قلب سلیم (۲۶۱: ۸۹) کا مصداق سمجھ لیں (ج) وہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہوا (د) سلمان فارسی کے عالم شخصی میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کا مقدس نور طلوع ہو چکا تھا (ھ) ہر امام کے زمانے میں مومنین و مومنات میں سے بعض پاکیزہ نفوس سلمان کی طرح ہوتے ہیں۔

۳۵۱
سلمان
(۴)

یکے ازاہل بیت رسولؐ :-

آنحضرتؐ کا ارشاد مبارک ہے: **إِنَّ سَلْمَانَ مَثَا أَهْلَ الْبَيْتِ**۔
یقیناً سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ (تحلیل اشعار ناصر خسرو، ص ۲۹،
بحوالہ سفینۃ البحار، جلد اول، ص ۶۴۷)۔ آنحضرتؐ نے سلمان کے بارے
میں یہ بھی فرمایا: **لَقَدْ أُوتِيَ سَلْمَانَ مِنَ الْعِلْمِ**۔ تحقیق سلمان کو علم
کا ایک حصہ دیا گیا ہے۔ نیز سرکار رسالت مآبؐ نے فرمایا: **سَلْمَانٌ عَالِمٌ**
لَا يُدْرِكُ۔ سلمان ایسے عالم ہیں کہ کوئی اُن کے مقام تک نہیں پہنچ
سکتا۔ (از کتاب سیرت سلمانؓ، علامہ فضل احمد عارف)۔

۳۵۲
سلمان
(۵)

سلمان فارسی عالمِ علمِ لدنی :-

امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے سلمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے
فرمایا: **أُوتِيَ الْعِلْمَ الْأَوَّلَ وَالْعِلْمَ الْآخِرَ لَا يُدْرِكُ مَا**
عِنْدَهُ۔ وہ علمِ اول اور علمِ آخر دیتے گئے تھے، جو کچھ ان کے پاس
ہے اُسے نہ حاصل کیا جا سکتا ہے نہ ان پر اُس معاملے میں سبقت لی جا
سکتی ہے۔ مولانا نے یہ بھی فرمایا: **عِنْدَهُ عِلْمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ**۔
یعنی اُن کے پاس اولین و آخرین کا علم تھا۔ (کتاب مذکورہ بالا)۔

”س“

معنی و حکمت

لفظ

۳۵۳
سَلَوٰتٍ
(۱)

تم مجھ سے پوچھ لو :-

مولا علی صلوات اللہ علیہ نے اپنے وقت کے حاضرین سے فرمایا: سلوئی
قبل ان تفقدونی۔ مجھ سے (علم و حکمت کی باتیں) پوچھ لو قبل اُس سے
کہ تم مجھ کو کھو بیٹھو۔ یہ حقیقت ہے کہ قداغئے ہر بان اور رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے جس امام عالی مقام کو مقرر کر
دیا تھا، وہ اکثر فرقوں سے کھو گیا ہے۔

۳۵۴
سَلَوٰتٍ
(۲)

تم مجھ سے سوال کرو :-

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: سلوئی عمادون العرش۔
مجھ سے ہر اُس چیز کے بارے میں پوچھو جو نورِ عقل (عرش) کے تحت
ہے۔ یعنی میرے پاس نورِ عقل ہے جو تمام اشیاء پر محیط ہے، پس جس چیز
کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو مجھ سے سوال کرو جیسا کہ سوال کرنے
کا طریقہ مقرر ہے۔

۳۵۵
سَلِيمٍ
(۱)

بے عیب، سُتھرا، قلبِ سلیم، وہ دل جو
باطنی بیماریوں سے پاک ہو :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: اِذْ جَاءَ
رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (۳۷: ۸۴) ترجمہ اَوَّل: جب وہ اپنے

پروردگار کے پاس (عیب سے) پاک دل لے کر آئے ترجمہ دوم؛ جب وہ اپنے رب کے پاس سپرد کر دینے کے قابل دل لے کر آئے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایسے پاک و پاکیزہ دل کو رب کریم اپنے بابرکت ہاتھ میں لے، اپنی انگلیوں میں سے دو انگشت کے درمیان رکھ کر جیسے چاہے پھیرتا رہے، اپنے حسن و جمال اور اوصاف کمال کا آئینہ اور اسرار ازل وابد کا خزانہ بنا دے تاکہ امام الناس (حضرت ابراہیمؑ) کے اس قائدانہ عمل میں لوگوں کے لئے ہمیشہ ایک پُر نور مثال ہدایت موجود رہتا رہے۔

قلبِ سلیم، وہ دل جو خدا کو سونپا ہوا ہو۔
 مُقَلَّبُ الْقُلُوبِ۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، یعنی دلوں کے ارادوں کو پلٹنے والا، اس میں تاویلی حکمت ہے، وہ ہم اس حدیث کے تحت بیان کریں گے، إِنَّ الْقُلُوبَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ وَمِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَانِ۔ تمام دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں اور جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے، جن عرفاء کو خداوند دوہمان کا پاک دیدار حاصل ہوا ہو، وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ رحمان کی پانچ انگلیوں سے پانچ حدودِ علوی مراد ہیں، یعنی عقل کُل، نفس کُل، اسرافیل، میکائیل، اور جبرائیل اور خدا کی دو انگشت کے بیچ میں تمام قلوب

۲۵۶
 سَلِيم
 (۲۱)

کے ہونے کی تاویل ”قلب سلیم“ ہے جو امام کا دل و عقل ہے جس کو تمام دلوں کی نمائندگی حاصل ہے، اور وہ عقل کل اور نفس کل کے بیچ میں ہے۔

قلب سلیم، وہ دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو۔

۴۵۷
سلیم
(۳۱)

الْأَمَنَ آتَى اللَّهُ بِلِقَابِ سَلِيمٍ (۱۸۹: ۲۶۱) ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا وہ بچ جائے گا، یہ کوئی معمولی بات ہرگز نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے روحانی ساتھیوں کا اسوۂ حسنہ ہے (۴: ۶۰) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے (۲۱: ۳۳)۔

آسمان، یعنی آسمانِ نزدیک۔

۴۵۸
سَمَاءُ
”

قرآن حکیم میں سماء الدنیا (آسمانِ نزدیک) کا ذکر آیا ہے (۶: ۳۷)؛ ۱۲: ۴۱؛ ۱۷: ۶۷؛ ۵: ۱۵؛ ۱۶: ۱۵) یہ عالم شخصی کا آسمان ہے جو سات روحانی آسمانوں کے نیچے ہونے کی وجہ سے نزدیک ہے، جیسے سورۂ طہ میں ارشاد ہے: ہم نے آسمانِ نزدیک کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر سرکش شیطان سے اس کو محفوظ کر دیا ہے، یہ نیا طین ہر درانِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے (۱۸: ۶)۔

لفظ

۲۵۹
سَمَاءُ
(۲)

معنی و حکمت

”س“

عالمِ شخصی کا آسمان :-

سورہ حم السجده میں ارشاد ہے، وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا۔ اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے آراستہ کیا اور (ادپرولے آسمانوں کو شیطانوں سے) محفوظ رکھا (۴۱: ۱۲)۔ چند بڑے بڑے شیاطین انتہائی مشکل سے عالمِ شخصی کے آسمان تک پرواز کر جاتے ہیں، وہاں کی رنگ برنگ روشنیاں اتنی پُر کشش اور مسحور کن ہیں کہ وہ ان سے نکل کر اوپر کے آسمانوں میں جا ہی نہیں سکتے۔

۲۶۰

سَمَاءُ
(۳)

وہ آسمان جو سب سے نزدیک ہے :-

جن چراغوں سے عالمِ شخصی کا آسمان مُنور ہو رہا ہے وہ نور بھی ہے اور تار بھی، جیسا کہ سورہ ملک کا یہ ارشاد ہے : اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے زینت دی ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان شیطانوں کے لئے ہم نے بھر پور آگ تپیا کر رکھی ہے (۶۷: ۵)۔ عالمِ بالا کے عظیم اسرار سے شیاطین کی محرومی کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے خلیفۃ اللہ کو نہیں پہچانا۔

۴۶۱

سَمَاءُ الدُّنْيَا
(۱)

آسمانِ نزدیک :-

اِشْرَاقِہٖ : وَزَيَّتَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحِهَا وَحِفْظًا۔ اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے مزین کیا اور اشیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ بنایا (۱۲: ۴۱) یعنی خدائے غالب و حکیم نے عقلانی اور روحانی آسمانوں کو شیاطین سے اس طرح محفوظ رکھا کہ آسمانِ نزدیک (ہادی برحق) کو علم و حکمت کے چراغوں سے سجایا، جن میں اہل ایمان کے لئے ہدایت کی روشنی ہے اور شیطانوں پر برسنے والے شعلے ہیں (۵: ۶۷)۔

۴۶۲

سَمَاءُ الدُّنْيَا
(۲)

آسمانِ نزدیک :-

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کا روشن چراغ بنا دیا تھا (۲۶: ۳۳) آپ ہی اپنے وقت میں علم و حکمت کا وہ زندہ اور بولنے والا آسمان تھے جو لوگوں کے نزدیک آسکتا ہے، حضورِ انور کا ہر قول ایک چراغ اور ہر فعل ایک چراغ تھا، جن سے مومنین کے لئے ہدایت کی روشنی ملتی تھی، اور منکرین پر شعلے گرتے تھے۔

”س“

معنی و حکمت

لفظ

آسمانِ نزدیک :-

سورۃ نوح میں ارشاد ہوا ہے: يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكَ مِدْرَارًا
وہ تم پر آسمان بھیجے گا خوب بارشیں برسائے والا (۱۱: ۷۱) یعنی
اطاعت اور عاجزی کے عمل سے روحانی آسمان تم پر بہت جہاں
ہوگا، اور علم و ہدایت کی بارش برسائے گا۔

۴۶۳
سَمَاءِ الدُّنْيَا
(۳۱)

آسمانِ نزدیک :-

سورۃ جن کی آیت، مشتم (۸: ۷۲) کو پڑھ لیں، اور یہ کہ ہم نے آسمان
کو ٹٹولا تو اس کو بہت قوی نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔
اس سے حقیقت روشن ہوئی کہ یہ روحانیت کا وہ آسمان ہے جو
انس و جن کے قریب ہی ہے، یعنی مرتبہ امامت، مگر اس میں حفاظت
کے بہت سے چراغ ہیں، جن سے روشنی بھی پھیل رہی ہے اور
شعلے بھی برک پڑتے ہیں۔

۴۶۴
سَمَاءِ الدُّنْيَا
(۳۱)

کان :-

ناطق اہل باطن کی روحانی سماعت کا کام کرتے ہیں، کیونکہ اس
آیۃ مبارکہ (۹: ۳۲) میں انسانِ کامل کی معرفت کا اشارہ ہے، جس
میں ظاہری کانوں کا تذکرہ نہیں۔

۴۶۵
سَمْع

ہمنام، نظیر :-

سورہ مریم (۱۹: ۷۵) میں ہے کہ زکریا کے بیٹے سے پہلے کسی شخص کا نام "سَمِيًّا" نہ تھا، پھر اسی سورہ میں آگے چل کر یہ ذکر ملتا ہے کہ خدا کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۷۵) هَلْ تَقْلَعُ لَهُ سَمِيًّا۔ جھلا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہمنام بھی ہے؟ یعنی انبیاء و ائمہ علیہم السلام جو اپنے اپنے زمانے میں خدا کے اسماء الحسنیٰ ہو کرتے ہیں، وہ خدا کے بزرگ نام ہیں، اس لئے وہ ہمیشہ ہی ان کا کوئی ہمنام نہیں، چونکہ یہ سب حضرات ان بے شمار خوبیوں کے ساتھ پروردگار ہی کے نام ہیں، اس معنی میں حضرت رب کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۷۵)۔

طریقہ، رسم، چلن، عادت، اللہ کا دستور

حکمت اور قانون قدرت :-

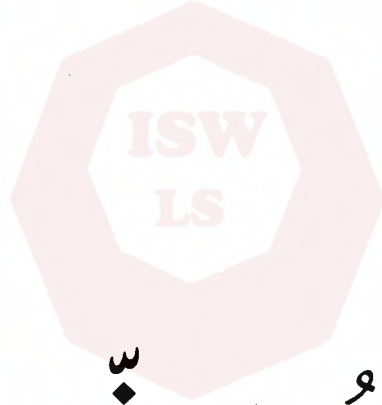
قرآن حکیم میں سنت الہی کا مضمون اساسی مضامین میں سے ہے دین حق کی جتنی اصولی اور بنیادی چیزیں ہیں، ان کی نسبت اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، خدا کی سنت کا ظہور کالمیلین کے عالم شخصی میں ہوتا رہا ہے، اور اس کا تجدد ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے، آپ سنت الہی سے متعلق آیات شریفہ کو خوب غور سے پڑھیں۔

سیدھا، برابر، درست :-

سورہ مریم (۱۹: ۱۴) میں بَشَرًا سَوِيًّا کے یہ معنی ہیں: (۱۱) مجتہد
 ابداعیہ (۲) ظہور فرشتہ بشکل انسانِ کامل (۳) کو کبی بدن (۴) جامہ جنت
 (۵) مخلوق بہشت (۶) مومن جن / پرپی (۷) ظہور مبدع (۸) جسم لطیف
 (۹) معجزہ ابداع (۱۰) معجزہ انبعاث (۱۱) جسم مثالی (۱۲) خلق جدید (۱۳)
 محراب (۱۴) صفا (۱۵) صفاً صفاً (۱۶) کائنات / انسانِ کبیر (۱۷) جوہر
 کائنات (۱۸) تھوس گٹو (جامہ نو) وغیرہ: الحمد للہ علیٰ ربہ و احسانہ۔

تم پھرو، سیر کرو :-

یہ قرآنی ارشاد سورہ عنکبوت (۲۹: ۲۰) میں ہے: قُلْ سَيْرُوَا
 فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ
 الْآخِرَةَ۔ کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح
 خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پھلی پیدائش پیدا
 کرتا ہے۔ یعنی حقیقی علم اور خصوصی عبادت کے وسیلے سے عالمِ شخصی
 میں داخل ہو جاؤ اور اس کی زمین پر چلو پھرو تاکہ تم کو مخلوق اور خالق
 کی معرفت حاصل ہو جائے، اس کے بغیر زمین ظاہر پر چلنے پھرنے
 سے معرفت کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔



باب الشين

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

گواہ، حاضر ہونی والا۔

اس آیت کریمہ کو سورہ صود (۱۷:۱۱) میں پڑھ لیں، اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدًا مِّنْهُ۔ تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے انہی کا ایک گواہ ہو۔ (شرح الاخبار، ج ۸، ص ۳۱۱۔ دلیل روشن پر آپ ان حضور ہیں اور انہی کا ایک گواہ حضرت علیؑ، پیغمبر اکرمؐ کی نبوت و رسالت کا گواہ کوئی عام آدمی کیونکر ہو سکتا ہے، جبکہ یہ امر عظیم ظاہری نہیں باطنی اور روحانی ہے، یعنی دیدہ دل سے دیکھنا تھا کہ قرآن عظیم کلمہ باری، قلم اعلیٰ، لوح محفوظ اور فرشتوں سے کس طرح آنحضرتؐ پر نازل ہوا؟ ان تمام مشاہدات کے بغیر حقیقی گواہی نہیں ہو سکتی ہے۔

Luminous Science
Knowledge for a united humanity

درخت۔

قرآن حکیم میں جتنے پاک درختوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں، ان سب کا ممتثل عالم شخصی کے آسمان پر ایک ہی ہے، وہ صورتِ رحمان اور فرشتہٴ اعظم ہے، چونکہ وہی عالم وحدت ہے اس لئے وہ عقلِ کل بھی ہے، نفسِ کل بھی، ناطق بھی اور اساس بھی ہے، اور مرتبہٴ یک حقیقت اس کے سوا نہیں، الغرض تمام اعلیٰ معانی یہیں جمع

ہو جاتے ہیں اور یہیں سے پھیل جاتے ہیں (بحوالہ تاویلات قرآن)۔

۴۷۲

شَرَابًا طَهُورًا

نہایت پاکیزہ شراب :-

سورہ دھر میں ارشاد ہے : وَسَقَمُورَدَبَهُمُ شَرَابًا طَهُورًا۔ اور ان کا ریت ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (۷۶ : ۲۱) اس سے حق تعالیٰ کا دیدار پاک مراد ہے جو شرابِ عشق ہے، اسی شراب کو پی کر دوستانِ خدا پاک ہو جاتے اور پاک رہتے ہیں۔

۴۷۳

شِعْر

موزون مُقَفِّي كَلَامٍ، نَظْمٌ، بَيْتٌ، سُوْحِنٌ موزون :-

حضرت ابنِ عیاسؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اِنَّ مِنْ الشِّعْرِ لِحِكْمَةٌ۔ بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔ یعنی جو شاعر ہدایتِ حق سے وابستہ ہیں اُن ہی کی شاعری میں حکمت ہو سکتی ہے، کیونکہ قرآنِ پاک میں گمراہ شاعروں کی مذمت کی گئی ہے (۲۶۱ : ۲۲۴)۔

معنی و حکمت

”ش“

لفظ

۲۷۴
شُغْلٍ

کام، دھندا :-

اہل بہشت آج (روزِ آخرت) ہسرتِ بخشِ کام میں ہیں (۵۵:۳۶)۔
مثلاً جو لوگ صورِ اسرافیل کی زبردستی سے بہشت میں داخل کئے گئے
ہیں، ان کو تعلیم دینے کا کام۔

۲۷۵
شِفَاءٍ

تندرستی :-

روحانی سائنس کا ثبوت اس روشن دلیل سے بھی مل سکتا ہے کہ
قرآن و حدیث کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو آسمانی
طِبّ اور علاج و شفا سے متعلق ہے، اسی وجہ سے قرآن حکیم کے اسماء
میں سے ایک اسم ”شفا“ ہے (۵۷:۱۰۱ ؛ ۸۲:۱۷)۔

۲۷۶
شَفَاعَةَ

سفارش :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اُمَّتِي مَنْ
يَشْفَعُ لِلْفِتْيَانِ مِنَ النَّاسِ - میری امت میں سے کوئی کئی جہانوں
(الاکھوں) کی شفاعت کریگا۔ (ترمذی جلد دوم، ابواب صفة القيامة،
شفاعت کے متعلق) یہ کالمین و عارفین کے بارے میں ہے۔

بڑا شکر گزار، بڑا قدر شناس :-

عام شکر گزاری کوئی بھی کر سکتا ہے لیکن خالص شکر گزاری بہت مشکل ہے کیونکہ وہ صرف حکمت ہی کی روشنی میں ہو سکتی ہے، جیسے سورہ لقمان (۱۲:۳۱) میں خداوندِ عالم کافران ہے: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ تم خدا کا شکر کرو۔ حکمت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے، اور یہ بہت کم بندوں کو نصیب ہوتا ہے، جیسا کہ سورہ سبأ (۱۳:۳۲) میں ارشاد ہے: اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے (بندے) تھوڑے سے ہیں۔ یعنی اہل حکمت بہت ہی کم ہیں۔

بڑا شکر گزار، بڑا قدر دان :-

سورہ بنی اسرائیل (۳:۱۷) میں ہے: اِنَّهٗ كَانَ عِبْدًا شُكُوْرًا۔ بیشک نوحؑ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ یعنی ان کے عالم شخصی میں کل کائنات کی باطنی دولت اور حکمت موجود تھی اور اسی کے مطابق عملاً شکر گزاری اور قدر دانی کرتے تھے، اور تمام انبیاء اولیاء علیہم السلام کے ایسے اوصاف و کمالات ہوتے ہیں۔

لفظ

۳۷۹

شُكُور
(۳)

”ش“

معنی و حکمت

بڑا شکر گزار، بڑا قدر شناس۔

اگرچہ ہر حال میں شکر کرنا ایک مفید بندگی ہے، تاہم وہ شکر جو حقیقی معنوں میں ہے عظیم نعمتوں کی بلندی پر ادا ہو سکتا ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کی روحانی سلطنت میں جنات کی کارکردگی کے ذکر کے بعد فرمایا گیا کہ: اے آل داؤد، شکر کے طریقے پر عمل کرو، کیونکہ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں (۱۱۳: ۳۴) یعنی خدا تعالیٰ نے تم کو جن عظیم نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے انہی کے مطابق لوگوں پر احسان کرو تاکہ اس سے خدا کی عملی شکرگزاری یعنی اس کی نعمتوں کی قدر دانی ہو سکے۔

گواہ، واحد شہید۔

۳۸۰
شُہَدَاءُ
(۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب ائمہ طاہرین علیہم السلام ہی سے ہے :
وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى
النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۲: ۱۴۳) اور اسی
طرح ہم نے تم کو عادل اُمت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں
تم گواہ بنو اور رسول (محمدؐ) تمہارے مقابلے میں گواہ بنیں۔ گواہ وہ
شخص ہوتا ہے جو حاضر اور موجود ہو، پس امام علیہ السلام لوگوں پر اس
معنی میں گواہ ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کے حکم سے ان کے ظاہر میں بھی
اور باطن میں بھی حاضر اور موجود ہے۔

معنی و حکمت

”ش“

لفظ

۲۸۱
شَہَدَاءُ
(۲)

گواہ، واحد شہید:-

اس آیت کریمہ کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ عارفین و کاملین امام زمان کو باطن میں بھی دیکھ سکتے ہیں، بالفاظ دیگر اُس کا دیدار کر سکتے ہیں، کیونکہ امام علیہ السلام لوگوں کے اعمال پر گواہ کی صورت میں ظاہر و باطناً حاضر و موجود ہے، اور اس دلیل محکم کو جو قرآن حکیم کی روشنی میں ہے کوئی شخص رد نہیں کر سکتا کہ رسولِ اماموں پر گواہ ہیں، اور ائمہ لوگوں پر گواہ ہیں۔

۲۸۲
شَہَدَاءُ
(۳)

گواہ، واحد شہید:-

یہ ارشاد سورہ توبہ میں ہے، وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ (۱۰۵:۹) اور (اسے رسول، تم کہدو کہ تم اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی تو خدا اور اس کا رسول اور مومنین (ائمہ) تمہارے کاموں کو دیکھیں گے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے سے یہاں المؤمنون سے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہی مراد ہیں) ملاحظہ ہو کتاب دعائم الاسلام، عربی، حصہ اول، ص ۲۱۔

۲۸۳
شَہَدَاءُ
(۴)

گواہ، واحد شہید:-

اللہ اور اس کے رسولِ پاک کے بعد حضراتِ ائمہ لوگوں کے اعمال

کو دیکھتے ہیں، جبکہ وہ اس معنی میں حاضر و موجود اور گواہ ہیں، پس یقیناً عارفین و کاملین امام زمانؑ کو نورانیت میں دیکھ سکتے ہیں، اور اس سے روحانی علم حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ کتابِ ناطق ہے (۶۲:۲۳) نیز (۲۹:۴۵)۔

گواہ، واحد شہید:-

سورہ مومنون (۶۲:۲۳) میں ارشاد ہے: **وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ**۔ اور ہمارے پاس (یعنی قربِ عالم میں) ایک ایسی کتاب ہے جو سچ سچ بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ہے (نہیں کیا جائے گا)۔ ”يُظْلَمُونَ“ مضارع ہے، یہ بولنے والی کتاب کیونکہ قرآنِ عظیم سے الگ ہو سکتی ہے کہ اگر جدا ہوتی تو قرآن کی تمامیت و کمالیت میں فرق آتا، لیکن ایسا نہیں، بلکہ یہ تو قرآنِ پاک کا نورِ باطن اور معلم ہے، جو حقیقت میں قرآن سے الگ نہیں، جیسے ارشادِ رسولؐ ہے کہ: قرآنِ علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ۔ جیسے رسولِ اکرمؐ قرآن سے الگ نہ تھے۔

گواہ، حاضر، موجود:-

حضرتِ امام علیہ السلام سے روحانیت اور باطنیت میں کلام

۳۸۲
شہداء
(۵)

۳۸۵
شہداء
(۶)

ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ گواہ ہے اور گواہ غائب نہیں بلکہ حاضر اور موجود ہوتا ہے، وہ کتابِ ناطق ہے جو عارفوں سے کلام کرنے کے معنی میں ہے، وہ نورِ ہدایت ہے جس کی شعاعیں سورج کی کرنوں کی طرح بیجان، بے عقل، اور خاموشی نہیں، بلکہ اس کے برعکس ہیں۔

مہینے :-

سورہٴ توبہ میں ارشاد ہوا ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں کی تعداد جب سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کی کتاب میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں یہی دینِ قائم ہے (۹۱: ۳۶)، یعنی عالمِ شخصی کی روحانی تخلیق اور تعمیر و ترقی کے دوران امامِ زمان کے بارہ حجت کام کرتے ہیں، خدا کی بولنے والی کتاب (امامؑ) میں یہی تعداد ہے، ان میں سے چار حجت محترم اور مرتب ہیں، اور یہی حضرتِ قائمِ القیامت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا دینِ مبین ہے۔

۲۸۶
شُہُور

انس و جن کے سرکش افراد، شریر لوگ :-

ہر پیغمبر کے لئے انسی اور جنی شیاطین دشمن ہوا کرتے تھے (۱۱۲: ۶) یہ حکمتِ الہی کا بہت بڑا راز ہے کہ انسانِ کامل کی آزمائش اس کے

۲۸۷
شَیَاطِیْن

بغیر ممکن نہیں ہے۔

شیطان (ذاتی) :-

۳۸۸
شَيْطَانٌ

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَكَهُ شَيْطَانٌ، قَالُوا: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَأَنَا إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْأَلُوهُ فَلَا يَأْمُرُ إِلَّا بِخَيْرٍ۔ اُن حضورؐ نے فرمایا، تم میں سے ہر شخص کا ایک (ذاتی) شیطان ہے، اصحاب نے پوچھا، اور آپؐ کا؟ فرمایا، میرا بھی تھا، لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ بخشا، پس وہ تابعدار ہو گیا اور اب وہ صرف بھلائی کا حکم دیتا ہے (تحلیل اشعار ناصر خسرو، بحوالہ ایجاز العلوم جلد سوم، بیان نمبر ۱۱)۔

ISW



Knowledge for a united humanity

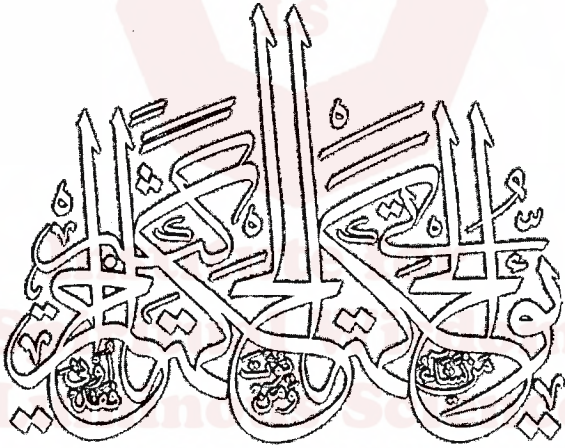


بَابُ الصَّادِ

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

صورت :-

سورہ ص کے شروع ہی (۱۱:۳۸) میں ارشاد ہے: **مَنْ وَالْفُرَّانِ ذِي الذِّكْرِ**۔ قسم ہے صورتِ رحمان کی اور ذکر والے قرآن کی۔ اس فدائی قسم کی نسبت یہ ہے کہ عالمِ علوی میں جہاں خدائے رحمان کا دیدار ہے وہاں قرآنِ عظیم کا ظہور ازل ہے، جو کتابِ مکنوں میں ہے (۵۶:۴۴-۴۹)۔

رفیق، ساتھی :-

سورہ نجم کے شروع (۵۳:۱-۲) میں پڑھ لیں: **وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ - مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ**۔ ستارہ ازل کی قسم جب (طلوع ہو جانے کے بعد، غروب ہوا کہ تمہارے رفیق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نہ گمراہ ہوئے اور نہ بہکے۔

پہلی آیت میں منزلِ مقصود کی نشاندہی فرمائی گئی، وہ حظیرۃ القدس اور مقامِ ازل ہے، جہاں نورِ عقل اپنے مختصر ترین طلوع و غروب سے بے شمار اشکائے کرتا ہے، یہی نورِ عالم و حدت کا سورج بھی ہے چاند بھی، ستارہ بھی ہے اور ستارے بھی، بلکہ سب کچھ ہے، جبکہ وہ کائنات و موجودات کا خلاصہ اور جوہرِ گوہر ہے۔

لفظ

۲۹۱

صاحب

(۲۱)

”ص“

معنی و حکمت

رفیق، ساتھی :-

دوسری آیت میں مذکورہ قسم کا یہ جواب ہے کہ جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اُس وقت تم سب مومنین و مومنات کا عالم ڈرنا اور وحدت کی حالت میں پیغمبر کے ساتھ تھا، یہ عظیم حکمت ”صاحبِ کھو“ میں پنہان ہے، یعنی آنحضرتؐ معراج تک اہل ایمان کے رفیق و رہنما ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

۲۹۲

صاحب

(۲۱)

رفیق، ساتھی :-

سورہ حدید کی ایک پر حکمت آیت (۲۸:۵۷) میں سے ان روح پرور الفاظ پر غور کریں: وَیَجْعَلُ لَّکُمْ ذُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہِ۔ اور خدا تم کو ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ یہ نورِ امامت ہی ہے جس کا مقصد ہے اہل ایمان کو صراطِ مستقیم پر چلانا، چلنے کا مقصد ہے منزلِ مقصود میں پہنچ جانا، منزلِ مقصود خدا ہے، اور جہاں خدا ہے وہاں اس کا پاک دیدار بھی ہے اور آنحضرتؐ کی معراج کے اسرار کا مشاہدہ بھی۔

لفظ

معنی و حکمت

”ص“

۴۹۳
صادقین
(۱)

سچے، جن کو قرآنی حکمت دی گئی ہے :-

سورہ توبہ (۹: ۱۱۹) کی یہ آیت پر حکمت ائمہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجمعین کی شان میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور
بچوں کے ساتھ ہو جاؤ (۹: ۱۱۹)، صادقین صرف وہی حضرات ہیں
جن کی مبارک پیشانی میں نور منزل (نور ہدایت) کی جلوہ گری
اور روشنی کا معجزہ ہے، پس قرآن اور اسلام کی صداقت و حقیقت انہی
قدسیوں کے پاس ہے (جوالہ دعائم الاسلام، جلد اول، کتاب الاولیاء)۔

۴۹۴
صادقین
(۲)

علی، ائمہ طاہرین :-

خوب یاد رہے کہ ”صدق“ قرآن پاک کے ناموں میں سے ہے
(۳۹: ۳۳)، ملاحظہ ہو: الاتقان، حصہ اول، نوع ۱، پس صادقین
وہ حضرات ہیں جن کے پاک سینوں میں قرآن حکیم کی تمام باطنی اور
نورانی آیات یعنی معجزات محفوظ ہیں (۲۹: ۴۹)، جیسے آنحضرت نے
فرمایا :-

علی مع القرآن، والقرآن مع علی، لمن یتفرقا حتی یبیدا
علی المحوض۔ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ، یہ
دونوں ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے تا آنکہ محوض

کوثر پر دونوں اتر جائیں گے (المُتَدْرِكُ، الجزء الثالث، مناقب امیر المؤمنین علیؑ، ص ۱۳۴)، یعنی قرآن اور علیؑ ایک ساتھ دنیا میں قیامتہ القیامات تک موجود ہوں گے، کس طرح؟ قرآن ہر بار ایک جدید ایڈیشن میں اور علیؑ امامت کے نئے لباس میں۔

۲۹۵
صَالِح

نیک، اچھا، صلاح سے اسمِ فاعل :-

الصَّالِحُ: درست، ٹھیک، نیک، حقوق و ذمہ داریوں کو پورا کرنے والا (المنجد، سورہ تحریم ۶۶: ۴) میں یہ ارشاد آیا ہے: فَصَالِحٌ اللَّهُ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ - تو خدا اور جبرائیل اور تمام ایمانداروں میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں۔ اس آیت تشریفیہ میں صالح المؤمنین سے حضرت مولانا علی علیہ السلام مراد ہے (دیکھئے: المیزان، جلد ۱۹، ص ۱۳۴) یہاں آیت مقدسہ کا یہ اشارہ ہے کہ جب تک اس دنیا میں مومنین ہیں، تب تک ان کے درمیان صالح المؤمنین بھی موجود ہے۔

۲۹۶
صَدَقَةٌ

خیرات، صدقہ :-

أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَحَاهُ الْمُسْلِمَ - بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد علم

سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے (سنن ابن ماجہ جلد اول، حدیث ۲۳۳)۔

۲۹۷

صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ جَارِيَةٌ

حدیث شریف ہے، اِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ ذَلِّصَ لِحْيَتَهُ عَوْلَاةً۔ جب آدمی مر جاتا ہے اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں: صدقہ جاریہ، یا علم نافع، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مشکوٰۃ، جلد اول، کتاب العلم)۔

۲۹۸

بہت سچی عورت، ولی عورت۔

صِدْقَةُ دراصل وہ عالی مرتبت خاتون ہے جو آسمانی کتاب کی روحانیت و نورانیت تک رسا ہو گئی ہو، جس کی وجہ سے کتب سماوی کی تصدیق کرتی ہے اور تاویل جانتی ہے، قرآن حکیم میں یہ وصف مریم سلام اللہ علیہا کے لئے آیا ہے (۵: ۷۵) سورہ تحریم کے آخر (۶۶: ۱۲) میں دیکھ لیں کہ حضرت مریمؑ کے کان میں خداوندی روح پھونک دی گئی تھی، جس کی مدد سے انہوں نے کلمات تامات اور کتب سماوی کی عرفانی تصدیق کی، اور وہ بحقیقت اطاعت الہی سے تھیں۔

یقیناً بی بی مریمؑ کا قصہ بطریقِ تمثیلِ حجت کا قصہ ہے، چنانچہ ہم مریمؑ کا کوئی روحانی واقعہ ایسا نہیں جو حجت میں نہ ہو، آپ اس سلسلے کے سوالات کر سکتے ہیں، اور ہماری تحریروں میں بھی دیکھ لیں۔

۴۹۹

صراطِ مستقیم (۱)
سیدھا راستہ، خدا کا راستہ، نورِ نبوت اور نورِ امامت :-

سورۃ النعام (۶: ۱۵۳) میں ارشاد ہے: **وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ**۔ اور یہ (بھی سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، اسی پر چلے جاؤ۔ یعنی ناطق اور امام صلوات اللہ علیہما کی پیروی کرتے چلے جاؤ کہ خدا کا سیدھا راستہ نورِ نبوت اور نورِ امامت ہی ہے (ملاحظہ ہو: انخوان الصفا کا آخری رسالہ: جامعۃ لجامعۃ، فصل ۴۳)۔

صراطِ مستقیم (۲)
۵۰۰
راہِ راست :-

یہ آیت مبارکہ سورۃ حجر (۱۵۱: ۴۱) میں ہے: **قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ**۔ خدا نے فرمایا کہ یہی راہِ سیدھی ہے کہ مجھ تک پہنچتی ہے۔ اہل دانش کے لئے ظاہر ہے کہ صراطِ مستقیم کی منزل مقصود حق تعالیٰ خود ہے، اس لئے اہل ایمان کو اس پر ضرور چلنا اور آگے سے آگے جانا ہے تا آنکہ خدا سے واصل ہو جائیں، اور ایسا بہت

بڑا کامیاب روحانی سفر نورِ ہدایت کی روشنی میں ممکن ہے۔

نورانی راستہ:-

۵۰۱
صراطِ مستقیم
(۳۱)

سورہ ہود (۱۱: ۵۶) میں ہے: اِنَّ رَبِّيْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔
اس میں تو شک ہی نہیں کہ میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے یعنی
نمائندہ خدا (ہادی زمان علیہ السلام) خود شروع سے لے کر آخر
تک نورانی علم و ہدایت کا راستہ ہے، اور صراطِ مستقیم کی تاویل یہی ہے۔

نورانیت کا زندہ راستہ:-

۵۰۲
صراطِ مستقیم
(۳۲)

صراطِ مستقیم کی دوسری مثال کشتی کی طرح ہے، کیونکہ اہل بیتِ رسول
کی ایک تمثیل کشتی نوح سے دی گئی ہے، اس صورت میں یہ سترِ عظیم
منکشف ہو جاتا ہے کہ صراطِ مستقیم درحقیقت وہ ہے جو باطنی اور روحانی
مسافروں کو اپنی نورانیت میں اٹھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا سکتی ہے
اور یہ ہادی برحق کی روشن مثال ہے۔

نمائندہ خدا، ہادی زمان:-

۵۰۳
صراطِ مستقیم
(۵۱)

اس آیت مبارکہ کے لئے آپ سورہ آل عمران (۳: ۱۰۱) میں دیکھ لیں:
وَمَنْ يَّقْتَصِرْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هَدِيَ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

اور جس نے اللہ تعالیٰ کے نمائندے کو مضبوط پکڑا تو ضرور وہ سیدھی راہ کی غایت دکھایا گیا۔ یعنی ہر وہ شخص صراطِ مستقیم کی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے جو نمائندہ خدا کے دامنِ اقدس کو مضبوط پکڑتا ہے پس صراطِ مستقیم مثال ہے اور ہادی زمانہ ممتول۔

۵۰۴ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کی نورانی رستی :-

صراطِ مستقیم کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک اور متبادل مثال اللہ کی رستی ہے، جیسے ارشاد ہے: **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** (۱۰۳: ۳۱) اور سب کے سب مل کر خدا کی (نورانی) رستی کو مضبوط پکڑے رہنا اور جدا جدا نہ ہو جانا۔ یعنی نمائندہ خدا نبیؐ اور امامؑ کی پاک و مبارک رستی رب العزت کی سبیل پر نور بھی ہے اور اس کی نورانی رستی بھی ہے۔

۵۰۵ صراطِ مستقیم راہِ راست، یعنی علیؑ :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے: الصراط المستقیم امیر المؤمنین (علیؑ) علیہ السلام یعنی راہِ راست (صراطِ مستقیم) سے حضرت امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام مراد ہیں (المیزان جلد اول، ص ۴۱) اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ دین حق کی راہ کوئی

مادی شُرک نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ خدائے پاک کا زندہ، عاقل، اور پُر نور راستہ ہے، یعنی امامِ عالی مقام۔

۵۰۶
صلاة / صلوة
(۱)

دروود:-

سورۃ الزاب (۳۳: ۵۶) میں پیغمبرِ مکرم پر درود بھیجنے کا ذکر آیا ہے وہ پاک ارشاد یہ ہے: **اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**۔ اس میں شکر نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر اور ان کی آل پر، درود بھیجتے ہیں، تو اے ایماندارو تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو (۳۳: ۵۶) اس حکمِ الہی میں ان حضور اور آپ کی آلِ پاک کی عظمت و بزرگی کے عظیم اسرار پوشیدہ ہیں۔

Knowledge for a united humanity

دروود:-

۵۰۷
صلاة
(۲)

قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اے اللہ! درود نازل فرمائیے محمد پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ آپ نے درود نازل فرمایا ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر، بے شک آپ ستودہ صفات اور عظمت والے ہیں۔ (صحیح البخاری، جلد دوم، کتاب الانبیاء حدیث

۱۵۹۵۔ المیزان، المجلد ۱۶، ص ۳۳۳ پر بھی دیکھ لیں۔

۵۰۸
صلاة
(۳۱)

درود :-

اہل دانش و بصیرت کے لئے یہ ایک بہت بڑا عرفانی خزانہ ہے کہ جہاں درود کے بارے میں بہت سے پیچیدہ سوالات ہیں، جہاں خود اُن حضور نے بطریقِ حکمت اُن آیاتِ قرآن کا حوالہ دیا جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل علیہم السلام کی شان میں ہیں، پس آپ ان تمام آیاتِ کریمہ میں درودِ شریف کے معانی و مطالب کو دیکھیں جو حضرت ابراہیم و آل ابراہیم علیہم السلام پر خدا کی رحمتوں اور برکتوں سے متعلق ہیں، کیونکہ اللہ کا درود صرف ارادہ اور قول نہیں، بلکہ ایک ایسا ہمہ گیر فعل بھی ہے، جس میں سب کا فائدہ ہو۔

علم و حکمت :-

۵۰۹
صلاة
(۳۱)

قبلاً جو حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم وقت بڑی کثرت سے خدا کا ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو (۳۳: ۴۱-۴۲) اس کے بعد یوں ارشاد ہوا ہے: وہی تو خدا ہے جو خود تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو (نادانی کی) تاریکیوں سے نکال کر (علم کی) روشنی میں لے جائے (۳۳: ۴۳) یعنی خدا اور اس

کے عظیم فرشتے احمد و آل محمد کے ائمہ مہدٰؤں پر درود بھیجتے ہیں، جس میں تائید، توفیق، ہدایت، علم اور حکمت ہے۔

نورِ علم :-

ذکورۃ بالا آیہ مبارکہ (۳۳: ۴۳) کے مطابق جب اہل ایمان بدر آسمانی درود نازل کر دینے کا مقصد نورِ علم ہے تو ایسا درود یقیناً صاحبِ تنزیل اور صاحبِ تاویل علیہما السلام کے توسط سے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو حکم دیا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ۔ اور اے پیغمبر، تم ان پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود ان کے لئے باعثِ تسکین ہے (۹: ۱۰۳) یعنی آنحضرت کی صلاۃ (درود) رب العالمین کی طرف سے ہے، لہذا اس میں مومنین کی عقل و جان کے لئے تسکین ہے۔

۵۱۰
صلاۃ
(۵)

بہرے، واحد اصم :-

سورۃ بقرہ (۲: ۱۸) میں ہے: صُمُّوا بِكُمْ عُمًى فَهَلْ لَّيْسَ بِمُؤْمِنِينَ۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے۔ اس آیہ کریمہ کا حکیمانہ اشارہ یہ ہے کہ سب سے پہلے علم الیقین کی باتوں کو سننا ہے، پھر اسی علم کی روشنی میں بولنا ہے، اور اس کے بعد

۵۱۱
صَو

عین الیقین سے دیکھنا ہے، کیونکہ جسمًا وروحًا سماعت کی یہ اہمیت ہے کہ جو آدمی شروع ہی سے بہرا ہو وہ لازماً گونگا بھی ہو جاتا ہے، اور نتیجے کے طور پر اس کی عقل بھی نہیں بنتی ہے، یعنی وہ چشم بصیرت سے اندھا ہی رہتا ہے۔

۵۱۲
صَوْرٌ
(۱)

تصویریں :-

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَا فِيهَا بَشَرٌ وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوْرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرًا دَخَلَ فِيْهَا۔ جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوگی جو جسے پسند کریگا اسی کی طرح ہو جائے گا۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، جنت کے بازار)۔

۵۱۳
صَوْرٌ
(۲)

زندہ اور باشعور تصویریں :-

بہشت کی کوئی چیز جان اور عقل کے بغیر نہیں، لہذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ بازار بہشت کی مذکورہ تصویریں نہ تو کاغذی ہو سکتی ہیں اور نہ ہی فلمی، بلکہ وہ ایسی تصویریں ہیں جو روح اور عقل کی خوبیوں

سے آراستہ ہوتی ہیں، الغرض وہ باکمال، پسندیدہ اور کامیاب انسانوں کی لطیف، ہستی کی کاپیاں ہیں۔

روحانی تصویریں، جامہ ہائے جنت :-

یہ جنت کے وہ قابلِ تعریف اور بی مثال لباس ہیں جو حیاتِ طیبہ اور عقلِ کامل کی لازوال دولت سے مالا مال ہیں، اسی لئے روحانی نے فرمایا: تھوسن گٹو جو، مین نٹرو جو۔ (یارب مجھے) نیا لباس عطا فرما اور پُرانا رزق عنایت فرما، یعنی جامہ جدید روحانی اور رزقِ قدیم عقلانی، یہ حکمت بازارِ جنت کی تصویروں سے الگ ہرگز نہیں۔

۵۱۴
صَوْرُ
(۳۱)

کاملین کی روحانی کاپیاں :-

یہ روحانی سائنس کا بڑا کامیاب تجربہ ہے کہ راہِ روحانیت کی امرِ فیلی اور عزرائیلی منزل میں بھی اور بہت آگے چل کر در مقامِ عقل پر بھی کاملین کی ہزاروں کاپیاں (روحانی تصویریں) بنائی جاتی ہیں تاکہ بہشت کی عظیم نعمتیں قرار پائیں، اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ بازارِ بہشت کی روحانی تصویروں میں انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی مبارک تصویریں بھی ہیں۔

۵۱۵
صَوْرُ
(۳۲)

تماثیل، زندہ تصویریں، ہیاکلِ نورانی :-

حدیث سے پہلے یا اس کے ساتھ قرآنی شہادت بھی ہو تو زیادہ بہتر ہوتا ہے، چنانچہ سورہ سبا (۳۳: ۱۳۳) میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات تماشیل (تصویریں) بناتے تھے، زبردست دلچسپ اور بجز خوشی کی بات ہے کہ یہ تماشیل خود سلیمان کی روحانی کاپیاں ہیں، جو نبوت، امامت اور سلطنت کا مالک تھا، پس اے نور عین من! آج دنیا میں تم "فنائی الامام" کا مرتبہ حاصل کرو، تاکہ کل بہشت میں سلیمان زمان کی ایک حقیقی کاپی ہو سکو گے۔

جُثَّةٌ اِبْدَاعِيَّةٌ كِي كَاطِيَا، هِيَاكِلِ
نورانی :-

امام علیہ السلام کو صاحبِ جُثَّةٌ اِبْدَاعِيَّةٌ کہتے ہیں، اسی معنی میں حضرت طاہوت علیہ السلام کے علم اور جسم کی توصیف آئی ہے: فرمایا اسے اللہ نے تم پر چُن لیا اور اسے علم اور جسم میں کُشَادِکُی زیادہ دی (۲۴: ۲)، وَزَادَةَ بَسْطَةَ فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ علم کی کُشَادِکُی اور ہمہ رسی ہی کی طرح جسم کا بھی کُشَادِہ اور ہمہ رس ہونا سوائے جُثَّةٌ اِبْدَاعِيَّةٌ کے اور کسی جسم کے لئے ناممکن ہے۔

ترسنگھا:-

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ صور کیا چیز ہے؟ حضور نے جواب دیا: تَكَوْنُ يُنْفَخُ فِيْهِ، ایک ترسنگھا ہے جس میں (قیامت برپا کرنے کے لئے) پھونکا جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام لوگوں کی عقلی ظرفیت کے مطابق کلام کرتے ہیں، لہذا اس اعرابی کو صرف اتنا فرمایا گیا۔

شکل، صورت:-

صحیح بخاری (جلد دوم، کتاب الانبیاء) میں ہے: پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہو گا وہ آدم علیہ السلام کی شکل و صورت میں داخل ہو گا۔ صحیح مسلم (جلد ششم، کتاب الجنۃ) میں ہے: خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ۔ اللہ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ تخلیق نہ جسمانی ہے اور نہ روحانی بلکہ حظیرۃ القدس (جنت) میں عقلانی ہے، اور جو بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ آدم کی شکل و صورت میں ہوتا ہے، اور آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا۔

لفظ

۵۲۰
صُورَة
(۱۲)

”ص“

معنی و حکمت

شکل، صورت :-

عالم شخصی میں کائنات بھر کے لوگ اور فرشتے آکر آدم زمان علیہ السلام میں فنا ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح وہ سب جنت میں داخل ہو کر اپنے روحانی باپ آدم زمان کی شکل و صورت پر ہوتے ہیں اور اس کا پُر حکمت اشارہ یہ ہے کہ یہاں ایک میں سب ہوتے ہیں جس طرح پہلے تھے، یہی صورت رحمان کا بہتر عظیم اور یک تحقیقت (مونوریائی) ہے۔

۵۲۱
صُورَة
(۱۳)

شکل، صورت :-

حدیث قدسی ہے: اے بندۂ من! میری اطاعت کرتا کہ میں تجھ کو اپنی مثال (یعنی روحانی صورت) پر کبھی نہ مرنے والا زندہ، کبھی ذلیل نہ ہونے والا معزز، اور کبھی مفلس نہ ہونے والا غنی بنا دوں گا (دیکھئے: اطنعی، نیز کتاب زاد المسافرین، ص ۱۸۳)۔

۵۲۲
صُورَة
(۱۴)

شکل، صورت :-

سورۃ نسا (۱۲۵:۳) میں ہے: اور اس شخص سے دین میں بہتر کون ہو گا جس نے اپنا (روحانی) چہرہ خدا کے سپرد کر دیا ہو، اور وہ نیچو کار بھی ہو اور ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلتا ہو جو باطل سے کھتر کے چلتے تھے، اور خدا نے ابراہیمؑ کو تو اپنا خالص دوست بنالیا۔

یہ ہر ایسے عارف کی توصیف ہے جس کا پہرہ جان صورت رحمان ہو چکا ہے۔

ہم نے تمہاری صورت بنا دی :-

اے نور عین من! خدا کے دوست آدم زمان علیہ السلام کے عالم شخصی میں ہیں، کیونکہ وہ کل اور یہ سب اس کے اجزاء ہیں، اور رب کریم کے اس احسان عظیم کا ذکر اس طرح ہے: اور ہم نے تم کو اور وحانیت میں پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری (رحمانی) صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (سورہ اعراف ۷: ۱۱)۔

۵۲۳
صَوَّرْنَاكُمْ
(۱)

ہم نے تمہاری صورت بنا دی :-

عالم ظاہر کے درجہ اسفل میں جمادات ہیں، دوسرے درجے میں نباتات، تیسرے درجے میں حیوانات، اور چوتھے درجے میں انسان ہیں، حقیقت سب پر روشن ہے کہ ان میں سے ہر درجے کے تحت بے شمار قسم کی مخلوقات پائی جاتی ہیں، چنانچہ عالم انسانیت کے بے حساب طبقات میں سب سے ارفع و اعلیٰ طبقہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کا ہے، جن کے عالم شخصی میں اسمائے شمس کی معرفت

۵۲۴
صَوَّرْنَاكُمْ
(۲)

ہے، پس سورۃ حشر کی آخری آیت (۵۹:۲۴) میں سب سے پہلے اسم اللہ ہے، پھر الخالق، پھر الباری، اور آخراً المصور ہے، جس کی تاویلی حکمت یہ ہے: اللہ وہی تو ہے جو انبیاء و اولیاء کو پہلے جسمانیت میں پیدا کرتا ہے پھر روحانیت میں، اور آخر میں عقلانیت میں پیدا کر کے انہیں اپنی روحانی صورت عطا فرماتا ہے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity



باب الضاد

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

۵۲۵
ضَالَّةٌ
(۱۱)

معنی و حکمت

”ض“

کھوئی ہوئی چیز:-

كَلِمَةٌ اَلْحَمْدُ ضَالَّةٌ الْمُؤْمِنِ - حکمت اور عقلمندی کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے (جہاں اس کو پائے اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر فوراً لے لے یا ہمیشہ اس کی تلاش میں رہے)۔
لغات الحدیث، جلد دوم۔

۵۲۶
ضَالَّةٌ
(۱۲)

کھوئی ہوئی چیز:-

اس حدیث شریف میں ایک عظیم راز کی طرف اشارہ ہے، وہ یہ کہ کسی کی کھوئی ہوئی چیز وہ ہوتی ہے جو پہلے کبھی اس کی ملکیت میں رہی ہو، ہاں یہ سچ ہے کہ مومن جہاں بہشت اور آتائے علوی میں ہے وہاں اس کے پاس حکمت کا بہت بڑا خزانہ ہے، اور جہاں دنیا اور آتائے سفلی میں ہے وہاں اس کی حکمت کھو گئی ہے۔

۵۲۷
ضَرْبٌ

اُس نے بیان کیا:-

سورہ ابراہیم میں ہے: اَلْوَتْرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ - کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک کلمے کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسا ہے، جیسے

پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں (۱۳۱: ۲۴)۔ پاکیزہ کلمہ وہ اسمِ اعظم ہے جو حضرت امام سے کسی دیندار مرید کو مل جاتا ہے اور پاکیزہ درخت خود امام عالی مقام کی مبارک ہستی ہے، ان میں سے ایک شخصی اسمِ اعظم ہے اور دوسرا لفظی اسمِ اعظم، لیکن خدا کا بہت بڑا معجزہ یہ ہے کہ عالم شخصی میں جا کر دونوں اسمِ اعظم ایک ہو جاتے ہیں، یعنی امام کلمہ ناطق بن جاتا ہے اور کلمہ امام کا مبارک نور۔

۵۲۸

صُنُتْ

گھاس یا شاخوں کا مٹھا، جھاڑو :-

ذراتِ ارواح کی بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال ہے (۳۸: ۴۴) ترجمہ ارشاد ہے: اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ عقل گویا شوہر ہے اور نفس بیوی، پس اصلاحِ نفس کے لئے سزا بھی ہے اور موقع پر تخفیف بھی۔

۵۲۹

صَفَادِعُ

مینڈک، واحد صِفَادِعُ :-

پھر ہم نے ان (یعنی فرعون اور اس کی قوم) پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چیچک پیاں اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے (سورۃ اعراف، آیت ۱۳۳)۔

”ض“

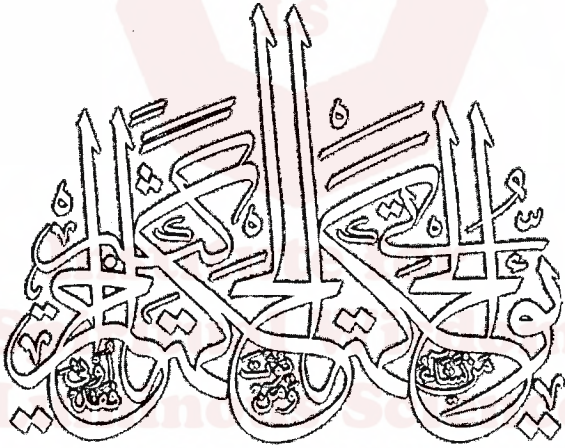
معنی و حکمت

لفظ

جو مومنین راہ روحانیت اور سبیل معرفت پر چلتے ہیں، وہ یقیناً
آپ کو بتا سکتے ہیں کہ عالم شخصی میں انبیاء علیہم السلام کے تمام
معجزات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے، تاکہ ان کی تفصیلی معرفت حاصل
ہو، انہوں نے ایسے بہت سے جانوروں کو ابداعی شکل میں
دیکھا ہے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

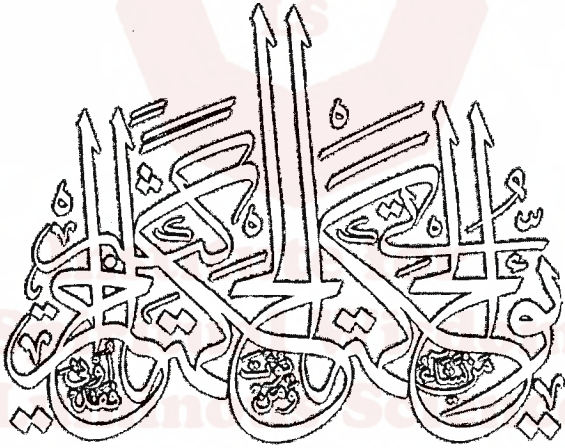


بابُ الطَّاءِ

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

معنی و حکمت

”ط“

۵۳۰
طَبُّ النَّبِيِّ

پیغمبر کا طریق علاج :-

اسلامی فقہ کے علمی ذخیرے میں جہاں ذیلی کتابیں درج ہوتی ہیں، وہاں لازماً کتاب الطب بھی ہوتی ہے جس میں حضور اکرمؐ کی وہ پُر حکمت احادیث ہیں جو جسمانی، اخلاقی اور روحانی صحت کے بارے میں ہیں۔

۵۳۱
طَبَقٌ
(۱)

درجے، واحد طَبَقَةٌ :-

لَا تَرَكَيْنِ طَبَقًا عَن طَبَقٍ (۱۹: ۸۴) تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔ یہ آسمانوں/ کائنات میں انسان کی سیاحت کا ذکر ہے، کیونکہ طبق مرلوب ہے سَبَعٌ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا کے ساتھ، دیکھو سورہ مملک (۳۱: ۶۷) اور سورہ نوح (۱۱: ۷۱) میں کہ سات آسمان سات بڑے طبقات ہیں، اگر سات زمینوں کو بھی شمار کرتے ہیں تو چودہ طبقات ہوتے ہیں (۱۲: ۶۵) اور ان کے ذیلی درجات بے شمار ہو سکتے ہیں۔

۵۳۲
طَبَقٌ
(۲)

درجے، واحد طَبَقَةٌ :-

عالم شخصی میں بھی ہفت آسمان اور ہفت زمین اور ان کے بہت سے ذیلی درجات ہیں، یعنی چھ ناطق اور حضرت قائم سات آسمان

ہیں، اور ان کے حُجَج سات زمین ہیں، یہ سب معارج اور معراج (بیڑھیاں اور سیڑھی) ہیں تاکہ ہر عارف کو خداوندِ تعالیٰ سے واصل کر دیا جائے۔

تروتازہ :-

سورۃ نحل (۱۶: ۱۴) اور سورۃ فاطر (۳۵: ۱۲) میں تروتازہ گوشت کا ذکر آیا ہے، اور وہ مچھلی کا گوشت ہے، جس کی تاویل وہ تروتازہ علم ہے جو حدودِ روحانی سے براہِ راست ملتا ہے، جبکہ گوسفند وغیرہ کے گوشت کی تاویل علمِ الیقین ہے، جو حدودِ جسمانی سے ملتا ہے۔ سمندر سے مچھلیوں کے علاوہ موتی بھی نکالے جاتے ہیں، جس کی تاویل ہے عارفین کی گوہرِ عقل تک رسائی۔

۵۳۳
طَرِيءٌ

کھانا، خوراک، خوردنی :-

سورۃ بقرہ کے رکوعِ ہفتم (۲: ۶۱) میں ہے: **وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نَّصِيْرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّ اٰجِدُ - يٰ اٰكْرُو،** جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم ایک ہی طرح کے کھانے (من و سلویٰ) پر صبر نہیں کر سکتے۔

اس حکیمانہ حجاب کے پیچھے ہر اسرار یہ ہے کہ طعام واحد سے عقل کُل

۵۳۴
طَعَامٌ
(۱۱)

اور نفسِ کَلِّ کی تجلّی اور معرفتِ مراد ہے، کیونکہ من عقل کی مثال ہے اور سلوی نفس کی دلیل ہے۔

۵۳۵
طَعَام
(۲)

عقل، جان، اور جسم لطیف کی غذا :-
طعام واحد کے عام و خاص دو معنی ہیں: (۱) ایک یا ایک قسم کا کھانا (۲) ایسی انتہائی عظیم اور بی مثال باطنی نعمت جو تمام روحانی اور عقلی نعمتوں کا مجموعہ اور خزانہ ہے، کیونکہ واحد بروزنِ قائل (طعام واحد) سب کی سب باطنی نعمتوں کو ایک اور پچا کرنے کے معنی میں ہے، اور یہ تحقیق ہے کہ جس اعلیٰ مقام پر عقل و نفس کی تجلّی اور معرفت ہے، وہاں کسی شک کے بغیر خزانہ خزانوں مل سکتا ہے اسی مقامِ عالی سے متعلق ترجمانی ہے: **اَوْ مَنْسَن اِنِّی**۔ کوئی چیز ناممکن نہیں، یعنی کوئی نعمت ایسی نہیں جو حاصل نہ ہو سکے۔

۵۳۶
طَعَام
(۳)

ہر گونہ باطنی نعمت :-

ہر مناسب سوال باطنی بھوک کی دلیل ہے، اور ہر تسلی بخش جواب بہشت کا طعام ہے، تو کیا یہ امر ممکن نہیں کہ امام علیہ السلام کے علمی خزانے میں پہلے ہی سے کوئی ایسا عجیب و غریب جامع جواب ہوتا اور موجود ہو، جس سے ہر گونہ سوالات ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو جائیں؟

کیوں نہیں، ایسے معجزانہ جوابات بہت ہیں، وہ قرآن حکیم، حدیث شریف اور صاحب امر کے مدرسہ روحانی میں ہیں، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔
کوئی نعمت غیر ممکن نہیں - ÓOMANASAN APÍ

ہر گونہ باطنی نعمت :-

۵۳۷
طَعَام
(۳)

طعام واحد کا ظاہری ترجمہ ہے؛ صرف ایک ہی قسم کا کھانا، لیکن اس کا تاویلی مفہوم ہے؛ کل گونا گون باطنی نعمتوں کی پستی ہوئی کائنات جس میں تجلیات ربانی و اسرار عرفانی کے انمول جواہر بھرے ہوئے ہیں، ان میں کلیدی علم و حکمت اور بے شمار سوالات کے لئے مختصر ترین اور انتہائی جامع جوابات موجود ہیں، مثال کے طور پر: اؤٹمش او، یہ کلمہ باری کا ایک روحانی ترجمہ ہے، اور آپ کو اس کے حکمتی عجائب و غرائب جان کر از بس حیرت ہوگی، ان شاء اللہ العزیز اس کے اسرار و رموز سے کبھی بحث کریں گے، آپ درختِ طوبیٰ کو بھی پڑھ لیں۔

۵۳۸
طَلَّ

شبنم، اوس، پھوار، خفیف بارش :-

سورہ بقرہ کی ایک حکمت آگین آیت (۲۶۵:۲) کا ترجمہ ہے؛ اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے

اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار (یا شبنم) ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲۶۵:۲)۔

ترقی یافتہ عالم شخصی ایک ایسے باغ کی طرح ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو، اس میں روحانی علم جو نمایاں اور آواز کے ساتھ ہو وہ گویا موسلا دھار بارش ہے، اور اگر باطنی علم بغیر کسی آواز کے آتا ہے تو اس کی مثال پھوار (خفیف بارش) یا شبنم ہے۔

۵۳۹

طَلَبُ الْعِلْمِ

(۱۱)

طلب علم :-

حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے مرد ہو یا عورت، جو حصول علم کا حکم لفظ ”طلب“ کے ساتھ ہو اس میں بہت بڑی حکمت ہے، اس میں زمان و مکان اور ظاہر و باطن کی طرف اشارہ ہے۔

۵۴۰

طَلَبُ الْعِلْمِ

(۱۲)

علم کو ڈھونڈنا، علم کی تلاش :-

اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَكُوبِ الصَّيْنِ۔ تم علم کو ڈھونڈ لو خواہ (اس

کی خاطر، چین جانا پڑے۔ اس ارشادِ نبویؐ میں ممالکِ عالم میں سے ملکِ چین کا نام لیا گیا ہے جو خالی از حکمت نہیں۔

حلال و پاک چیزیں، پاک عورتیں،
روحانی غذائیں، عقلی غذائیں :-

۵۳۱
طِيبَات
(۱۱)

طِيبَات کے چار معنی ہیں: ۱۱۱) ایسی چیزیں جو حلال بھی ہیں اور پاکیزہ بھی، جن کو قرآن نے حَلَالًا طِيبًا (۵۱: ۱۸۸) کا نام دیا (۲۱) پاک عورتیں، جن کا ذکر سورۃ نور (۲۴: ۲۶) میں ہے (۳۱) روحانی غذائیں بصورتِ خوشبوئیں وغیرہ، جن کی ایک روشن مثال ریج یوسفؑ (۱۲: ۹۴) ہے (۴۱) عقلی غذا جس کی ایک قرآنی مثال من و سلویٰ (۲: ۱۵۷) ہے جس میں عقلِ کل اور نفسِ کل کے اسرارِ عظیم ہیں۔

پس سورۃ مومنون (۲۳: ۵۱) میں ارشاد ہے: اے رسولان! پاکیزہ چیزوں (روحانی اور عقلی غذاؤں) میں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ نعمتیں انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہیں۔

پاکیزہ چیزیں، لطیف غذائیں، روحانی
غذائیں :-

۵۳۲
طِيبَات
(۲۱)

طِيبَات کا لفظ قرآن کریم میں بیس مرتبہ آیا ہے، اس میں سے تقریباً

دس مقامات پر طیبیت روحانی غذاؤں کے معنی میں آیا ہے، اور وہ روحانی خوشبوئیں ہیں، ایسی آیاتِ کریمہ کی ایک مثال یہ ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ
تم پاکیزہ چیزیں (روحانی غذائیں) کھاؤ اور نیک کام کرو (۱۵۱:۲۳)۔

روحانی خوشبوئیں :-

۵۲۳
طیبیت
(۱۳)

جن باسعادت مومنین کو انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی پُر نور معرفت حاصل ہوئی ہو وہ بتا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے طیبیت یعنی خوشبوؤں کا مجزہ حق ہے، مقامِ روح پر یہ من و سلویٰ کی پاکیزہ نعمت بھی ہے اور مائدۂ عیسیٰ بھی، قرآن حکیم کثیر مقامات پر ثمرات کا ذکر فرماتا ہے جن سے ذراتِ لطیف اور خوشبوئیں مراد ہیں۔

روحانی خوشبوئیں :-

۵۲۴
طیبیت
(۱۴)

حضرت سید الانبیاء والمرسلین ظاہری خوشبو کو بھی پسند فرماتے تھے، یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ روحانیت اور جنت میں تمام دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ خوشبوؤں کی نعمت بھی ہے، جتنا چاہیے کہ پھولوں، پھولوں، درختوں اور جڑی بوٹیوں کی مختلف خوشبوئیں خالی از حکمت ہرگز نہیں۔

معنی و حکمت

”ط“

لفظ

۵۲۵
طَبِیَّت
۱۵۱

لطیف غذا کے لیے روحانی خوشبوئیں :-

پیرا، ابن یوسف کو حضرت یعقوب کے چہرے پر جو اس باطن کی بجالی کی غرض سے ڈالا گیا (۱۲، ۱۹۳، ۱۱۲) اس میں ٹیپس صرف مثال ہے، اور ممتول میں بہت کچھ ہے، منجملہ خوشبو بھی ہے اور وہ ہے ہر قسم کی کیونکہ قرآن کی ایک چیز میں بہت سی برکتیں ہو کرتی ہیں، میں نے روحانی خوشبوؤں پر پہلے بھی لکھا ہے، آپ میری تمام تحریروں کا مطالعہ کریں۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity



بَابُ الظَّاءِ

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

۵۲۶

ظاہر
(۱)

معنی و حکمت

آشکارہ:-

سورۃ مدید (۱۳:۵۷) میں جیسا ارشاد ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نورِ اقدس کے بارے میں ہے، قوله تعالیٰ: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ وہ (خدا کا نور) سب سے اول ہے اور سب سے آخر ہے اور سب سے ظاہر ہے اور سب سے باطن ہے، اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۵۲۷

ظاہر
(۲)

آشکارہ:-

آیہ مصباح (۳۵:۲۳) میں مثالی بیان اسم "اللہ" سے شروع ہوتا ہے جس سے یوں لگتا ہے کہ یہ عالیشان مثال ذات سبحان کے بارے میں ہے، لیکن جب کوئی صاحب بصیرت عالم اسی آیہ کریمہ میں مَثَلُ نُورٍ (اس کے نور کی مثال) پر آکر سوجھتا ہے تو اس کو یقین آتا ہے کہ یہ انتہائی خوبصورت مثال نورِ الہی سے متعلق ہے، اور آگے چل کر نُورٌ عَلَیٰ نُورٍ سے اس حقیقت کی تصدیق ہو جاتی ہے، اور یُحَدِّی اللہ لِنُورٍ مِّنْ نَّسَاءِ کے مبارک الفاظ سے یہ حقیقت مزید درخشان ہو جاتی ہے پس اول آخر، ظاہر اور باطن نور کے اسماء میں سے ہیں۔

لفظ

معنی و حکمت

”ظ“

۵۳۸
ظاہر
(۳)

آشکار، عیان :-

نور کی بڑی عمدہ مثال سورج ہے جو نہ صرف خود ظاہر ہے بلکہ ان تمام چیزوں کو بھی ظاہر کر دیتا ہے جن کو رات کی تاریکی چھپا لیتی ہے، مادی سورج سے دائرۃ نظام شمسی اور سیارۃ زمین کو کیا کیا اور کتنے فائدے حاصل ہیں، اس کی تحقیق (ریسرچ) کرنے کے لئے صدیوں کا زمانہ بھی کم ہے، تو پھر عالم دین کے سورج (امام) کے فیوض و برکات کا شمار یا اندازہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

۵۳۹
ظاہر
(۳)

ظاہر، آشکار :-

فداوند عالم کا پاک نور، ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہے، اگر ظاہر اور حقیق حاضر نہ ہوتا، غائب و نادیدنی ہوتا تو منکرین اس کو بھانسنے کے لئے کوشش ہی نہ کرتے (۸: ۶۱)، کیونکہ کوئی غیر ظاہر چیز منکرنے کا ارادہ مجال ہے۔

۵۵۰
ظِلّ
(۱۱)

سایہ، جمعِ ظلال :-

سورۃ واقعہ (۵۶: ۳۰) میں اصحابِ الیمین کی بہشتی نعمتوں کا تذکرہ ہے: وَظِلِّ مَمْدُودٍ۔ اور ان کے لئے (کھینچا ہوا سایہ ہوگا۔ سوال: یہ کھینچا ہوا سایہ کیا ہے؟ جواب: یہ وسیع سایہ اس طرح

سے ہے کہ امرِ کل کا سایہ عقلِ کل ہے، عالمِ عقل کا سایہ عالمِ روح ہے، اس کا سایہ عالمِ جسم لطیف اور جسمِ کثیف ہے، پس ظنِ ممدود سے کائناتِ ظاہر و باطن کی کلیت مراد ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہل دنیا پر بھی بہشت والوں کی سلطنت ہوگی۔

سایہ :-

۵۵۱
ظن
(۲۱)

سورۃ فرقان (۲۵: ۳۵-۳۶) میں دیکھ لیں: (اے رسول) کیا تم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ کیسا پھیلا یا سایہ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا، پھر ہم نے اس پر سورج کو رہنما بنا دیا، پھر ہم نے اسے بہ آسانی اپنی مٹھی میں لے لیا۔

اس پر حکمت ارشاد میں یہ اشارہ ہے کہ معراج کی رات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف اللہ جل شانہ کا پاک دیدار ہوا بلکہ ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ خدا ارض و سما کی کائنات کو کبول کر پھیلاتا ہے اور کس طرح بہ آسانی پیٹ کر اپنی مٹھی میں لیتا ہے۔

سایہ :-

۵۵۲
ظن
(۳۱)

خداوندِ قدوس نے امرِ کل (کلمہ کن) سے عقلِ کل پیدا کیا تو عقل گویا

”ظ“

معنی و حکمت

لفظ

سایہ امر ہے، عقلِ کُل سے نفسِ کُل پیدا کیا، اس لیے نفسِ سایہ ہے عقل کا اور نفسِ کُل سے جسمِ کُل (لطیف و کثیف) پیدا کیا، پھر جسمِ کُل سے سایہ نفسِ کُل ہے پس لفظِ ظُل میں جملہ نعمت ہائے ظاہری و باطنی کا ذکر آ گیا۔

سائے :-

اللہ تعالیٰ نے عالمِ دین کی تمام مقدس چیزوں کے سائے عالمِ شخصی میں بنا دیئے، خصوصاً عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق، اور اس میں نیز جد، فتح، خیال، امام، حجّت، اور داعی (۱۶: ۸۱، ۲۵: ۱۴۵)۔

سائے :-

ارشادِ باری تعالیٰ کا ترجمہ ہے: اور اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لئے سائے بنا دیئے (۱۶: ۸۱) اس میں ایک اشارہ حکمت یہ بھی ہے کہ انسان ہمیشہ عالمِ بالا میں ہے، اور اس کا سایہ عالمِ سفلی میں بھیجا گیا ہے، اس دلیل سے ہر شخص کی دو انائیں (انائے معلوی اور انائے سفلی) درست اور حقیقت ہیں۔

۵۵۳
ظلال
(۱۱)

۵۵۴
ظلال
(۲۱)

”ظ“

معنی و حکمت

لفظ

۵۵۵
ظَلَالًا

سائے :-

اور خدا ہی نے ہمارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے (۱۶۱: ۸۱) تمام چیزوں کے حسین و جمیل روحانی اور عقلانی سائے عالم شخصی میں ہیں۔

۵۵۶
ظَلَالَةٌ

اُس کا سایہ :-

يَتَفَتَّيْوُا ظِلُّهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ - ہر مخلوق کا سایہ کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف پٹا کرتا ہے کہ (گویا) خدا کے سامنے سبز سجود ہیں (۱۶۱: ۴۸) داہنی طرف کا سایہ وجودِ کثیف ہے اور بائیں طرف کا سایہ وجودِ لطیف یا باطن ہے۔

۵۵۷
ظُلْمَتٌ

تاریکیاں :-

سورۃ زمر (۳۹: ۶) میں ارشاد ہے: يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ يَّعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ - تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک تخلیق کے بعد دوسری تخلیق میں پیدا کرتا ہے تین تاریکیوں میں۔ سوال: یہ تین تاریکیاں کیا ہیں؟ جواب: جسمانی تاریکی، روحانی تاریکی اور عقلانی تاریکی، اسی سے معلوم ہوا کہ روشنی بھی تین قسم کی ہوا کرتی ہے: مادی روشنی، روحانی روشنی،

اور عقلانی روشنی۔

بڑا ظالم / بہت قاریک :-

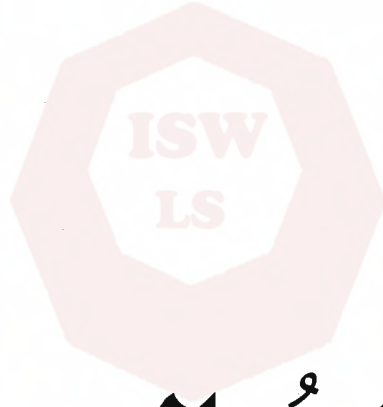
سورۃ الزاب (۳۳: ۷۲) میں ہے: ہم نے اپنی امانت (اختیار اور ذمہ داری معرفت) کو سارے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کے (بار) اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا بیشک وہ بڑا ظالم (اور) نادان ہے۔ یا یہ کہ وہ بڑا تاریک (ظُلوم) اور نادان تھا، اس لئے اس کو نور اور عقل کی ضرورت تھی، اور وہ اس بار امانت کے اٹھانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۵۸
ظُلُوم

گمان :-

حُسنِ ظنّ (نیک گمان) حلال ہے، اور سُوءِ ظنّ (بُرا گمان) حرام؛ سورۃ حجرات (۱۲: ۴۹) میں ہے: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

۵۵۹
ظنّ



بابُ العَيْنِ
In the Eye of
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

۵۶۰
عَادِيَات

تیز دوڑنے والیاں :-

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا۔ قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو ٹھینکے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں (۱۱:۱۰)۔ بظاہر یہ غازیوں کے گھوڑے ہیں، باطن ذکر تنفس، ذکر تبریع اور نفعِ صور کے ساتھ ذکر کرنے والے فرشتے ہیں۔

۵۶۱
عَارِف

خدا شناس :-

الْعَارِفُ كَالْبَحْرِ۔ اللہ کا پہچاننے والا دریا کی طرح ہے (لغات الحدیث) سب سے پہلے علم کے معنی میں۔

۵۶۲
عَالَمِيْنَ
(۱)

سب جہان :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عالمین سے صرف انسان ہی مراد ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ ایک مستقل عالم ہے (قاموس القرآن ۳۳۳)۔

۵۶۳
عَالَمِيْنَ
(۲)

عالم کی جمع :-

عوالمِ شخصی، یعنی ہر انسان ایک عالم ہے جس میں کائناتِ ظاہر پیٹ دی جانے والی ہے، لفظ عالمین قرآن میں ۳ بار آیا ہے۔

”ع“

معنی و حکمت

لفظ

۵۶۳
عالمین
(۳۱)

حوالہ :-

ہر شخص ایک جہان ہے، اس لئے تمام لوگوں کا نام عالمین ہوا، خدائے بزرگ و برتر کے اسمائے صفائی کا تعلق انہی عالموں سے ہے۔

۵۶۵
عائشہ

حضرت عائشہ :-

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، معاویہ اور حسن بصری سے روایت ہے کہ انس بن مالک (معاویہ کے امیر) نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا، اور جب مبارک کو ہوا تھا، اور جب مبارک اپنی جگہ سے مقفود نہیں ہوا تھا۔ ابوالہ کتاب رحمۃ اللعالمین، جلد اول، فٹ نوٹ، ص ۶۵، عبداللہ ابن عباس کا بھی قرآن (۱۷: ۶۰) کے حوالے سے یہی قول ہے (مسند احمد بن حنبل، جزء الاول، ص ۳۶۵)۔

Knowledge for a united humanity

جلدی :-

۵۶۶
عجل
(۱)

یہ ارشاد مبارک سورۃ انبیاء میں ہے: خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۗ وَسَاءَ مَا يُكْمَلُ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ (۲۱: ۳۷) انسان جلدی سے پیدا کیا گیا ہے، عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا، پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔ مومن سالک کی روحانی روشنی اور ترقی شروع شروع میں ذکرِ مریع

کی سرعت اور شدید ریاضت سے ہوتی رہتی ہے، لیکن جب قیامت صغریٰ اور ظہور آیات (معجزات) کا آغاز ہوتا ہے تو پھر بہت سے ذرائع و اسباب خود بولتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔

جلدی :-

زمانہ دنیا گزرتا جا رہا ہے اس لئے اس میں جلدی سے نیک کاموں کو انجام دینے کی ضرورت ہے، جیسے قرآن پاک کا حکم ہے: وسارعوا اور دوڑو (۳: ۱۳۳) سادقوا۔ آگے بڑھو، سبقت کرو (۵۷: ۲۱) فیروا الی اللہ۔ تو اللہ کی طرف بھاگو (۵۱: ۵۰) اس کے برعکس زمانہ آخرت ٹھہرا ہوا ہے وہ کبھی گزرتا نہیں۔

۵۶۷
عَجَل
(۲۱)

اس کا تخت :-

سورہ صہود (۱۱: ۷) کی اس ربانی تعلیم کو خوب غور سے دیکھ لیں: اور وہ تو وہی (قادر مطلق) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس کے عرش کا (تمثیلی) ظہور پانی پر ہو گیا تاکہ تم لوگوں کو آزلتے کہ تم میں زیادہ اچھی کارگزاری والا کون ہے۔
دکان عرشہ: اور اس کا عرش تھا / ہو گیا ہے، چونکہ اصل اور بامقصد قصہ عالم دین کا ہے، جس کا عارفانہ مشاہدہ عالم شخصی

۵۶۸
عَرْشُهُ
(۱۱)

ہی میں ہوتا رہتا ہے، پس نورانی ثواب میں عارفین یہ دیکھتے ہیں کہ سمندر پر ایک کشتی نہایت اور اس پر نور کی بجلی ہے، یہ صاحب عرش کا تمثیلی ظہور اور اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اب عالم شخصی مکمل ہو کر علم و معرفت میں داخل ہو چکا ہے۔

اس کا تخت :-

فدائے احد و محمد کے تخت کا پانی (سمندر) پر ہونا عالم شخصی کی چوٹی کی مثالوں میں سے ہے، جس کا ذکر ہو چکا اور یقیناً ہی تخت فَلَکِ مشعون (بھری ہوئی کشتی ۳۶: ۴۱) بھی ہے اور اس کا نام جَارِيَّةٌ (کشتی ۶۹: ۱۱) بھی ہے یعنی سفینہ نجات۔

اس کا تخت :-

سورہ مائہ میں فرمایا گیا ہے: اِنَّا كَمَا طَفَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۔ جب پانی چڑھنے لگا تو ہم نے تم کو کشتی پر سوار کیا (۱۱: ۶۹) یعنی جب تمہارے زمانے میں قیامت صغریٰ کا طوفان ہونے لگا تو ہم نے تم کو کشتی اہل بیتؑ میں سوار کر لیا، یہ سفینہ نجات بحر علم کا عرش بھی ہے، اور صاحب عرش وہ ذاتِ عالی صفات ہے جس میں کشتی والوں کو فنا ہو کر ابدی طور پر زندہ ہو جاتا ہے، یہی

۵۶۹
عَرْشُهُ
(۱۲)

۵۷۰
عَرْشُهُ
(۱۳)

سبب ہے کہ بھری ہوئی کشتی میں سوائے وجہ اللہ کے اور کوئی نظر ہی نہیں آتا کیونکہ سب کے سب اسی میں فنا اور واصل ہو چکے ہیں۔

اس کا تختہ

۵۷۱
عَرْشَةُ
(۴۱)

سورہ رحمان میں صرف عظیم نعمتوں ہی کا ذکر ہے، منجملہ ہر علم شخصی کے سمندر میں ایک بے مثال کشتی کا ہونا بہت بڑی نعمت ہے (۲۳:۵۵) جو وہی پانی پر عرش الہی بھی ہے (۷۱:۱۱) یہ وہی بھری ہوئی کشتی ہے (۴۱:۳۶) جس کے تمام سوار "وجه اللہ" میں فنا ہو جاتے ہیں (۲۶:۵۵-۲۷) یاد رہے کہ وجہ اللہ سے امام اقدس اطہر علیہ السلام مراد ہے، قال الصادق علیہ السلام: نحن وجه اللہ۔ امام جعفر الصادق نے فرمایا کہ ہم آئمہ چہرہ خدا ہیں (المیزان، ۱۹، ص ۱۰۳)۔

اس نے پہچنوا دیا، شناسا کر دیا،
شناخت کرادی :-

۵۷۲
عَرَفَ
(۱۱)

اے عزیزانِ من! خوب غور اور احساس ذمہ داری سے سن لو کہ قرآن حکیم میں جس طرح معرفت کا مضمون آیا ہے اس کا گہرا مطالعہ

بیحد ضروری ہے، اس سلسلے کی ایک زبردست کلیدی حکمت سورہ محمد میں یہ ہے کہ شہیدانِ باطن کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ بہشت کے عارف یہی لوگ ہیں (۴۷: ۴۱-۶)۔

خدا نے ان کو بہشت کی معرفت عطا کر دی:-

باطنی شہادت اور بہشت کی معرفت کا مربوط مضمون یہ ہے: اور جو لوگ خدا کی راہ میں (باطن) شہید کئے گئے ان کے اعمال کو خدا ہرگز ضائع نہ کرے گا، انہیں عنقریب منزلِ مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا، اور ان کو اس بہشت میں داخل کرے گا جس کا انہیں (پہلے سے) شناسا کر رکھا ہے (۴۷: ۴۱-۶)۔

ہر چیز کی معرفت:-

کیا یہ ممکن ہے کہ خدا، رسول، امام، اور اپنے آپ کی معرفت کے بغیر کوئی شخص بہشت کا عارف ہو جائے؟ نہیں ہرگز نہیں، پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہشت عالم معرفت ہے، جس سے کوئی معرفت باہر نہیں، لہذا جو جنت کے عارف ہیں وہ ہر چیز کے عارف ہیں۔

۵۷۳
عَرَفَ
(۲)

۵۷۴
عَرَفَ
(۳)

عشق :-

عشق الہی عظیم اسرار میں سے ہے، لہذا اس کا ذکر اسی طرح صیغہ راز اور حجاب میں آیا، یقیناً حروف مقطعات ایسے ہی چھپے ہوئے بھیدوں کے حامل ہیں، نیز ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی ”کذالک“ کا اشارہ آیا ہے وہاں کوئی بڑی حکمت پنہان موجود ہوتی ہے، اور اس حقیقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: نزل القرآن على سبعة أحرف۔ (الاتقان، حصہ اول) سو لہوں نوع (۱۶) قرآن اُتارے جانے کی کیفیت مسئلہ سوم۔

عشق الہی :-

شاید کوئی شخص یہ خیال کرے کہ قرآن عظیم میں لفظ عشق موجود نہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ جیسا کہ آپ نے دیکھا قرآن میں ہے اس کے کئی مترادفات بھی ہیں، اور بہت سی مثالوں میں بھی یہی منقول ہے، مترادفات یہ ہیں: محبت، مودت، ولایت، محلت، شغف، انسیت، رحمت، وغیرہ۔

لفظ

۵۷۷
عشق
(۳۱)

”ع“

معنی و حکمت

آسمانی عشق :-

خدا، رسول اور امام کا پاک عشق فردوس برین کی وہ بی مثال شراب ہے، جس کی لذت و شادمانی کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں، کیونکہ وہ حشر عشق بھی ہے اور نورِ عقل بھی، ہم اس حقیقت کی دلیل پیش کریں گے کہ شرابِ جنت یعنی حقیقی عشق میں کیوں کر عقل اور علم ہو سکتا ہے۔

۵۷۸
عشق
(۳۱)

عشق و عقل :-

ارشاد ہے: ان کو مزہرِ خالص شراب (حقیقی محتوم) پلائی جائے گی، جس کی مہرِ رشک کی ہوگی، اور اس کی طرف البتہ شائقین کو رغبت کرنی چاہیے، اور اس (شراب) میں آبِ تسنیم کی آمیزش ہوگی، وہ ایک چمچہ ہے جس میں سے قرین پیتے ہیں (۲۵:۸۳-۲۸) پس شرابِ خالص میں آبِ تسنیم کی آمیزش کی یہ تاویل ہوئی کہ عشق حقیقی عقل اور علم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

۵۷۹
عشق
(۵۱)

خدا، رسول، اور امام کا عشق :-

اے نورِ عین من قرآن حکیم (۲:۱۶۵) کے ان مبارک کلمات میں غور سے دیکھو، وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (اور جو مومنین ہیں ان کو خدا کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے) اس باب میں قرآن

کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کی پاک محبت بلا واسطہ ممکن ہی نہیں یہ رسول اکرمؐ کے توسط سے کسی کو حاصل ہو سکتی ہے (۳۱:۳) اور آنحضرتؐ کی اصل محبت بہ اشارہ احادیث صحیحہ ائمہ اہل بیت کے وسیلے سے ممکن ہے، پس ہمارے نزدیک ”اَشَدُّ مَحَبَّةً لِلَّهِ فِي خَلْقِهِ“ میں خدا، رسولؐ، اور امامؑ کی دوستی، محبت اور عشق کا ذکر ہے جو اہل ایمان کو حاصل ہوتا ہے۔

آسمانی عشق، یعنی خدا، رسولؐ اور امامؑ
زمانہ کا عشق :-

۵۸۰
عشق
(۶)

اے برادران و خواہرانِ روحانی! آپ سب کو نورِ واحد کا پاک عشق مبارک ہو! آپ علم، عبادات، عاجزی، مناجات، خدمات، اچھی عادات اور نور کے عشق سے اتنی ترقی کریں کہ حجاب اٹھ جائے اور نورانی دیدار ہو، اور رفتہ رفتہ فنا سے اول، دوم، سوم آجائیں، پھر آپ علم و معرفت کی لازوال دولت سے مالا مال ہو جائیں گے۔

نورانی محبت :-

حدیثِ قدسی ہے: مَنْ أَحَبَّنِي قَتَلْتُهُ وَمَنْ قَتَلْتُهُ قَاتَانَا دِيَّتُهُ۔ جس نے مجھ سے محبت کی میں نے اس کو قتل

۵۸۱
عشق
(۶)

کیا اور جس کو میں نے قتل کیا تو میں خود اس کی خون بہا خون کی قیمت) ہوں۔ (احادیثِ منقولہ فارسی، ص ۱۳۴) عاشقِ جاتباز کے لئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں، اور عشقِ الہی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، یہ نفسانی موت کی سب سے اعلیٰ تعمیر ہے۔

خدا کا عشق :-

۵۸۲
عشق
(۸۱)

حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ وسلم نے بڑی عمدگی سے عشقِ الہی کی تعلیم دی ہے، جی چاہتا ہے کہ ہر ایسے فرمانِ عالی کو مفضلِ عشاق میں بار بار پڑھتے رہیں، اور گریہ گنان دریاے عشق میں ڈوب جائیں، اے کاش ہم عشقِ سادگی کے قابل ہوتے، کاش ہم عشق کے معجزات کو سمجھ سکتے؛ لیکن ہم یا توں نہیں اور نہ ہی محروم ہیں۔

آسمانی عشق :-

۵۸۳
عشق
(۹۱)

جس مقدس اور پر حکمت تعلیم سے مومنین و مومنات کی رُوحِ الایمان میں عالمِ علوی کی طرف پرواز کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے، وہ بابرکت تعلیم صرف امامِ عالی مقام، ہی کے پاس ہے، لہذا اے عزیزان! آپ سب فرمانِ اقدس کی مجملہ کتابوں اور ساری تحریروں کو عشق و

محبت سے پڑھا کریں، خصوصاً آسمانی عشق سے متعلق ہدایاتِ عالیہ کو مل کر عشق سے پڑھیں تاکہ برکت حاصل ہو۔

۵۸۴
عشق
(۱۰۱)

آسمانی عشق :-

”آسمانی عشق“ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری اصطلاح ہے، اس کو عموماً حقیقی عشق کہا جاتا ہے، آسمانی عشق سے مراد خدا، رسول پاکؐ اور ائمہؑ صہدی کا عشق ہے، جس کا بیان دیرھان آسمانی کتاب (قرآن) میں موجود ہے اور یہ (آسمانی عشق، بڑا عالیشان اشارہ ہے، دین ہو یا دنیا اس میں لوگ عام بھی ہوتے ہیں اور خاص بھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صرف عوام ہی کا وجود ہو اور خواص نہ ہوں، پس آسمانی عشق خاصانِ الہی کے لئے ہے، اور یہ بات غیر ممکن بھی نہیں کہ کوئی آدمی ترقی کر کے عام سے خاص ہو جائے۔

۵۸۵
عشق
(۱۱۱)

آسمانی عشق :-

انسان پر لازم ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کا عشق دل میں رکھے، انسان دنیا کے عشق میں گننا مد ہوش رہتا ہے اور کتنی زحمت اور بے قراری محسوس کرتا ہے، اس سے ہزار درجے زیادہ خدا کا عشق رکھنا چاہیے۔ خداوند کریمؐ کا نور آپ کے دل میں بس رہا ہے، اُس نور کو محبت

کے ذریعے روز بروز بڑھاتے جائیں (حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوٰۃ اللہ علیہ)۔

لاٹھی، عصا :-

عصائے موسیٰ کا ذکر قرآن حکیم کے دس مقامات پر موجود ہے، ان میں سے ایک اس طرح ہے: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو! انہوں نے لاٹھی ماری، تو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (۶۰: ۲)۔

عصا = اسم اعظم اور معجزہ نبوت، حجرِ مکرم = اساس (حضرت ہارون) بارہ چشمے = اساس کے بارہ حجت جو آبِ علم کے سرچشمے تھے، پتھر پر لاٹھی مارنا = اسم اعظم اور نورِ نبوت کو اساس پر استعمال کرنا۔

لاٹھی، عصا، اسمِ اعظم :-

سورہ شعراء (۶۶: ۲۶) میں ارشاد ہے: فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اصْرُبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ۔ پس ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو (تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑیوں ہو گیا کہ گویا بڑا پہاڑ ہے)۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اسمِ اعظم اور

۵۸۶
عَصَا
(۱)

۵۸۷
عَصَا
(۲)

معجزہ نبوت کو دریائے روحانیت پر استعمال کیا تو اس کے آریار بنی اسرائیل کے لئے راہِ سلامتی پیدا ہو گئی، مگر فرعون اور اس کے لوگ اس دریا میں غرق ہو گئے۔

اسمِ اعظم کی لاٹھی :-

جب عصائے اسمِ اکبر حضرت موسیٰ کی گرفت میں ہوتا (یعنی سلسلہ ذکر جاری رہتا) تو علم و عبادت کے فیوض و برکات کا عالم ہوتا تھا، اور جب جب ذکر کا عصا ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا تو وہ بہت بڑا اڑدھا بن کر ہر باطل چیز کو نکل لیتا تھا، اس کے یہ معنی ہوتے کہ کارِ بزرگ (بڑا کام) میں بدرجہ اعلیٰ علم و عبادت بھی ہے اور روحانی جہاد بھی۔

۵۸۸
عَصَا
(۳)

اس کی لاٹھی :-

یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی جس کی تاویل روحانیت میں اسمِ اعظم اور عقلائیہ میں مظاہرہ عقل ہے، علم حقیقی کا اڑدھا جس کے سامنے اہل باطل کی غلط باتیں اور دلیلیں ذرا بھی ٹھہر نہیں سکتی ہیں (۲۶: ۱۴۵)۔

۵۸۹
عَصَا

زمانہ :-

سورہ عصر (۱۰۳: ۱-۳) عجائب و غرائبِ حکمت سے مملو ہے، لہذا ازل

۵۹۰
عَصْر
(۱۱)

سے بیش از بیش فائدہ حاصل کرنے کی خاطر کچھ تعلیمی سوالات بناتے ہیں: سوال (۱)؛ عصر کا تقدس کیا ہے کہ خدا اس کی قسم کھاتا ہے؟ (۲)؛ انسان سے یہاں کون سے لوگ مراد ہیں؟ وہ کس قسم کے نصاب میں ہیں؟ (۳)؛ دنیا میں ایک استاد ہوتا ہے اور دوسرا شاگرد؛ لیکن یہاں ایک دوسرے کو وصیت کرنے کا ذکر ہے، اس میں کیا راز ہے؟ (۴)؛ حق سے کیا مراد ہے اور صبر کے کیا معنی ہیں؟

زمانہ (صاحبِ عصر)۔

۱۱) جواب: خداوندِ عالم کبھی کسی عام چیز کی قسم نہیں کھاتا، عصر سے صاحبِ عصر امامِ زمانؑ مراد ہے، خداوندِ تعالیٰ نے اسی کی قسم کھائی ہے (۱۲)؛ جواب: یہاں لفظِ انسان سارے لوگوں کے لئے آیا ہے، پھر کچھ لوگ خسارہ کے بیان سے سُنتنا ہیں، اور اکثریت کے خسارے میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صاحبِ عصر کو نہیں پہچانا ورنہ سارا زمانہ باطنی طور پر ان کا ہو جاتا۔

۱۳) جواب: دینِ فطرت (اسلام) کی ہر حکمت دائرہ نما ہوا کرتی ہے؛ چنانچہ اگر کوئی کامیاب معلم اپنے عزیز شاگردوں کو حقیقی علم سکھاتا ہے تو خدا اس کے شاگردوں کی روحوں سے اس کی مدد فرماتا ہے؛ یہ ہو اباہم وصیت کرنا (۴)؛ حق سے دین کی وہ سچائی مراد ہے جس

کے بارے میں آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ حق علی کے ساتھ رہے، اور صبر راہِ روحانیت میں ثابت قدم رہنے کا نام ہے۔

۵۹۲

عَصْر
(۳۱)

صاحبِ عصر :-

قسم ہے (صاحبِ عصر) کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے (کیونکہ وہ صاحبِ عصر کو نہیں پہچانتا ہے) مگر جو لوگ (بحقیقت) ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی فہمائش کرتے رہے (۱۰۳: ۱-۳)۔

۵۹۳

عِصَى

لاٹھیاں :-

فرعون کے جادوگروں کی لاٹھیاں، یعنی دلائل، چونکہ دلیل کا سہارا لیا جاتا ہے اس لئے اُس کی تمثیل لاٹھی سے دی گئی ہے (۲۰: ۶۶)۔

۵۹۴

عَقِب
(۱۱)

اولاد، نسل :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ اس (علم) توحید کو اپنی اولاد میں بھی قائم رہنے والی بات کر گئے تاکہ ہر زمانہ میں لوگ رجوع کریں (۴۳: ۲۸)۔ سوال: حضرت امامؑ اور اس کے وارث اور مریدوں کے درمیان ربطِ روحانیت کا پل کس طرح بنایا جاتا

ہے؟ جواب: چار، بیٹنال چیزوں سے، وہ یہ ہیں: امام کی محبت، خال دعا، خصوصی تعلیم، اور عطائے اسم اعظم سے، یہ چیزیں گویا اس روحانی تعمیر کے چار عناصر ہیں۔

اولاد، نسل :-

آیہ عقب کی حکمت کو سمجھنے کے لئے کم سے کم چار مزید آیات میں بھی غور کر کے دیکھ لیں کہ سلسلہ نور ہدایت دنیا میں قائم و دائم ہے یا نہیں، وہ آیات یہ ہیں: آیہ اصطفاء (۳۳: ۳) آیہ امامت ابراہیمؑ (۱۲۴: ۲) آیہ آل ابراہیمؑ (۵۴: ۳) اور آیہ شجرہ طیبہ (۱۴: ۲۴-۲۵)۔

۵۹۵
عقب
(۱۶)

اس کی اولاد :-

المیزان، ۱۸، ص ۱۰۶ پر درج ہے: فی المجمع فی قولہ تعالیٰ: ”وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ“ (۲۸: ۴۳) وقیل: الكلمة الباقية في عاقبه هي الامامة الى يوم الدين۔ عن ابی عبد اللہ (امام جعفر الصادق علیہ السلام) تفسیر مجمع البیان میں حق تعالیٰ کے اس ارشاد (اور ابراہیمؑ نے اس کو اپنی اولاد میں کلمہ باقیہ بنا دیا) کے بارے میں کہا گیا ہے: کلمہ باقیہ ابراہیمؑ کی اولاد میں امامت ہی ہے جو قیامت القیامات تک جاری اور باقی ہے بقول

۵۹۶
عقبہ
(۱۷)

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام۔

اس کی اولاد:-

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورہ زُحُورُف (۲۳: ۲۶-۲۷) کے مطابق جس طرح اپنی قوم کی ظاہری و باطنی اصنام پرستی کی شدید مذمت کی، وہ نور امامت ہی کی روشنی میں تھی، لہذا یہ امر بھی ضروری تھا کہ ابراہیمؑ کی اولاد میں امامت بشکل اسم اعظم تا قیامتہ القیامات کلمہ باقیہ قرار پائے تاکہ لوگ دین شناسی اور خدا کی معرفت کے لئے امام زمانہ سے رجوع ہو جائیں۔

۵۹۷
عَقِبَهُ
(۶)

روحانی نور جس سے غیر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے، دل:-

اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، دوسری حدیث میں ہے کہ: اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، ایک اور حدیث کے مطابق: اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا، یقیناً یہ ایک ہی حقیقت ہے جس کے بہت سے ناموں میں سے تین کا اسی طرح ذکر ہوا ہے کیونکہ عقل نور ہے، قلم نور ہے اور نور محمدی نور ہی ہے، اور یہ تین نہیں، ایک ہی زندہ نور بصورتِ عظیم فرشتہ ہے۔

۵۹۸
عَقْل
(۱)

نورِ عقل :-

انسان کو ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی ہی میں حاصل ہو جاتی ہے چنانچہ بالیقین یہ کہا جاسکتا ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے عالمِ شخصی میں سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، یہ تقدّمِ شرفی کا تذکرہ ہے، کیونکہ عقل ہی وہ شے ہے جس کو دوسری تمام اشیاء پر یہ اعتبارِ عزت و شرفِ اولیت و فوقیت حاصل ہے۔

ہر ایسا عالمِ شخصی جب تک اس میں نورِ عقل پیدا نہ ہو، وہ کالعدم ہے، اس حال میں جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تب اس کی برکات سے عالمِ شخصی کی حقیقی تخلیق ہوئی، پس عقل کو عالمِ شخصی میں نہ صرف تقدّمِ شرفی بلکہ تقدّمِ زمانی بھی حاصل ہے۔

نورِ عقل :-

عقل کا مادہ ہے: عقل، قرآنِ حکیم میں اس کے مختلف صیغے یہ ہیں: عَقْلُوہ (ایک بار) تَعْقِلُونَ (۲۴ دفعہ) ذَعَقِل (ایک مرتبہ) یَعْقِلُہَا (ایک بار) یَعْقِلُونَ (۲۲ دفعہ) اسی طرح قرآن کے کُل ۴۹ مقامات پر عقل کا تذکرہ تو صیغہ آیا ہے، اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ عقل کا نام جہاں کہیں بھی ہو وہاں وہ بہت اعلیٰ تعریف کے معنی میں ہوتا ہے، مثلاً جب کسی کو عاقل کہا جاتا ہے تو اس میں پہلی

تعریف عقل کی ہوتی ہے اور اسی کی نسبت سے دوسری تعریف عاقل کی، یہ تعریف تو براہ راست ہے، اگر آپ کسی کو بعقل قرار دیتے ہیں تو اس میں بھی بالواسطہ عقل کی توصیف ہے، اس معنی میں کہ وہ نادان شخص عقل جیسی لازوال دولت سے محروم ہے۔

نور عقل :-

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو وہ حکم خدا بولنے لگی، پھر خدا نے اسے فرمایا: آگے آ، تو وہ آگے آئی، پھر اسے فرمایا: پیچھے جا، تو وہ پیچھے گئی، پھر ارشاد ہوا: میری عزت و جلالت کی قسم! کہ میں نے کوئی ایسی خلق پیدا نہیں کیا ہے، جو تیرے مقابلے میں مجھ کو زیادہ محبوب ہو، اور بات یہ ہے کہ میں تجھ کو صرف ایسے شخص میں کامل اور مکمل کر دیتا ہوں، جس سے میں محبت کرتا ہوں، ہاں میرے امر و نہی کا خطاب ہمیشہ تجھ ہی سے ہوتا رہے گا، اور عذاب و ثواب کا تعلق بھی تجھ ہی سے ہوگا۔
(الاشافی ترجمہ اصول کافی، کتاب العقل)۔

۶۰۱
عقل
(۳۱)

گوہر عقل :-

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ عذاب و ثواب کا تعلق عقل ہی سے

۶۰۲
عقل
(۵)

ہے، جیسے قرآن شریف میں جگہ جگہ اس حقیقت کی روشن دلیلیں موجود ہیں، جیسا کہ سورہ مُلک (۱۰۶:۶۷) میں ارشاد ہے: وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ اور وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے اور جانتے یعنی عقل رکھتے تو آج ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بنیادی نافرمانی اور ناقابل معافی گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص سرچشمہ عقل کی ہدایت سے روگردان ہو جائے، اور یہ نافرمانی سب سے پہلے ابلیس سے سرزد ہوتی تھی۔

گوہر عقل بہ

قلمِ اعلیٰ آفتابِ عقل ہے اور قرآنِ حکیم اس کی ضوِ نشانِ شعاعوں کا بحرِ بیکران، پھر یہ سوال ختم ہو جاتا ہے کہ قرآن میں کہاں کہاں عقل اور علم کے اوصاف بیان ہوئے ہیں، جبکہ کلامِ الہی (قرآن) متراسر نورِ عقل (قلم) کی علمی کرنوں کا بی عظیم و عمیق سمندر ہے، پس اس کتابِ سماوی میں کوئی آیت ایسی نہیں، جس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ عقل اور علم کی تعریف و توصیف نہ ہو۔

”ع“

معنی و حکمت

لفظ

۶.۴
علم
(۱۱)

دین کی سمجھ :-

جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب العلم میں یہ حدیث ہے: مَنْ يُوَدِّعِ اللَّهَ بَعْدَهُ خَيْرٌ أَفْقَدَهُ فِي الدِّينِ۔ جب خدا اپنے کسی بندے کے حق میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

فقیہ، عالم :-

۶.۵
علم
(۱۲)

فَقِيهُهُ اشْدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْمَرْعَايِدِ۔ ایک ہی فقیہ شیطان کے (غلاف جنگ کے) لئے ایک ہزار عابدوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یعنی آپ صرف حقیقی علم ہی سے شیاطین انسی و جتی کو ظاہر و باطناً مغلوب کر سکتے ہیں۔

طالب علم :-

۶.۶
علم
(۱۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ، اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو خداوندِ عالم اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دے گا، اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پر پھیلاتے ہیں، نیز عالم کے لئے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی میں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، پھر عالم کی عابد پر اس طرح

فضیلت ہے جیسے پاند کی ستاروں پر۔

۶۰۷

علم
(۴۱)

معلم :-

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إن الله وملائكته وأهل السموات والأرضين حتى الثملة في بحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير. آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے، اور تمام اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چپوٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں تک ایسے معلم پر درود بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے (بخوالہ جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب العلم)۔

۶۰۸

علم
(۵۱)

جاننا، بوجھنا، علم الہی :-

علم الہی کا خزانہ دار کون ہے؟ یہ سب سے بڑا سوال الگ ہے مگر یہاں اس کے تحت یہ پوچھنا ہے کہ علم کی وسعت اور پھیلاؤ کس حد تک ہے؟ علم کی مکانیت و ظرفیت کا کیا تصور ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ خداوندِ قدوس کا علم قرآن حکیم میں ہے، لیکن یہ بھی جاننا ہو گا کہ عالم اکبر اور عالم اصغر کی تمام چیزیں قرآنی علم و حکمت کی گواہی دیتی ہیں یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ آفاق و انفس کی آیات میں قرآنی

آیات کی تہمات موجود ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید علم الہی کا وہ سمندر ہے جس میں کائنات اور عالم شخصی کی ہر ہر چیز ڈوبی ہوئی ہے۔

۶۰۹
علم
(۶)

جاننا، بوجھنا، علم الہی :-

علم ایک نور ہے جس کی تمثیل آگ سے دی جاسکتی ہے، چنانچہ چشم بصیرت کے سامنے عالم اکبر ہو یا عالم شخصی سرخ انکار نظر آتا ہے، کیونکہ یہ آتش علم (نور علم) کے سمندر میں غرق ہے، درین صورت ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم کی روشنی کیوں نہ ہو، اور وہ ساکن علم نہیں بلکہ متحرک علم ہے کیونکہ روشنی آگ متحرک ہوا کرتی ہے، اس کے یہ معنی ہوتے کہ روحانی علم مختلف تجلیات و ظہورات کے قانون پر ہے، اس کی مثال کوئی کلمہ تاثر ہو سکتا ہے کہ جس کے کُن (ہو جا) فرلنے سے ہر بار ایک نئی معنوی چیز وجود میں آتی ہے۔

۶۱۰
علم
(۶)

جاننا، بوجھنا، علم الہی :-

قرآن، عالم ظاہر اور عالم شخصی کی ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم کی روشنی موجود ہے، اور علم کی مکانیت و ظرفیت کا تصور یہی ہے، آپ قرآن عزیز کے ان تین مقامات پر خوب غور سے دیکھ لیں :

سورۃ النعام (۶: ۸۰) سورۃ اعراف (۴: ۸۹) سورۃ طہ (۲۰: ۹۸) مقصد یہ ہے کہ خدائے علیم و حکیم نے ہر چیز کے ظاہر و باطن میں بڑی کارگیری سے علم کو رکھا ہے، اور اس قانونِ خداوندی سے کوئی شے مستثنا نہیں۔

۶۱۱
عَلَّوْ
(۱۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی :-

وَعَلَّوْا۟ اٰدَمَ۟ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا (۲: ۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام اسماء الحسنیٰ کی تعلیم دی۔ سب سے پہلے ذکرِ حسی و ذکرِ قلبی کے لئے ایک ہی اسمِ اعظم عطا کیا، اور اس کی تکمیل و کامیابی پر دوسرے اسمائے بزرگ منکشف ہو گئے، اور ان اسمائے مبارک کے مستمیانِ ائمہ کرام علیہم السلام تھے، کیونکہ جب آپ کہتے ہیں کہ امام زمانؑ خدا کا زندہ اسمِ اعظم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذاتِ سبحان کا سب سے بزرگ نام صرف اسم ہی نہیں بلکہ مستمٰی بھی ہے۔

۶۱۲
عَلَّوْ
(۱۲)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی :-

اگر یہ مانا جائے کہ آیۃ الکرسی میں اسمِ اعظم موجود ہے تو یہ اپنے مستمٰی کے سوا کام نہیں کرے گا، جب تک کوئی شخص زندہ اسمِ بزرگ کے لئے اقرار نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ خزینۃ اسمِ اعظم سے بے بہرہ

رہتے ہیں۔

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی:-
خداوندِ تعالیٰ کی خاص چیزیں اشرف، افضل، اکمل، اور اعلیٰ ہیں، اس لئے وہ سب سے بڑی روح اور سب سے عظیم عقل کے ساتھ زندہ ہیں، چنانچہ اس کا قلم زندہ ہے، لوح زندہ ہے، عرش و کرسی زندہ ہیں، اس کے سات دن زندہ ہیں، اور اس کی ہر چیز زندہ ہے پس اسماء الحستیٰ زندہ ہیں۔

۶۱۳
عَلَّمَ
(۳۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی:-
پروردگارِ عالم نے اپنے خلیفہ حضرت آدمؑ کو ہر اسم اور اس کے مُستعملیٰ کی معرفت عنایت کر دی، پھر ان مُسمیان کو فرشتوں کے سامنے لایا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ (۳۱:۲)، ہر اسم اور اس کا مُستعملیٰ امامِ مبین علیہ السلام میں ہے، لہذا اس کی پُر نور معرفت میں تمام معرفتیں جمع ہیں۔

۶۱۴
عَلَّمَ
(۳۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی:-
سورۃ بقرہ (۳۱:۲) میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ

۶۱۵
عَلَّمَ
(۵)

الْأَسْمَاءُ كُلُّهَا۔ اور اللہ نے آدم کو کل اسماء سکھائے۔ یعنی اسمِ اعظم اور اَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ کی تعلیم دی اور یہی اسماء علم حقائق الاشیاء کے خزانے تھے، یعنی ہر چیز کی حقیقت کا علم یہیں سے شروع ہوا، آپ اسی علمِ آدم کو بجد قوت روحانی اور مادی سائنس کی بنیاد کہہ سکتے ہیں، کیونکہ سائنس ”علم حقائق اشیا“ میں سے ہے۔

۶۱۶
عَلَّمَ
(۶۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی :-

اگر روحانی سائنس حکمت کا جدید نام ہے تو کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عاجزی اور گریہ دزاری کی حکمت INVENT (ایجاد) نہیں کیا؟ جس میں بے شمار فائدے پوشیدہ ہیں، کیا انہوں نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے اسمِ اعظم اور کثرتِ ذکر کی روحانی سائنس کا کامیاب تجربہ نہیں کیا؟ جس میں بنی آدم کے لئے لاتعداد فوائد نہیاں ہیں۔

۶۱۷
عَلَّمَ
(۶۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی :-

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور اُس کی بے مثال معجزاتی کتاب ہے، لہذا اس کے علم و حکمت کی گونا گوں تجلیات ہیں، من جملہ اس کی ایک تجلی سائنسی بھی ہے، جبکہ قرآن کا ایک نام شرفا ہے (۱۰، ۱۱)۔

اور ایک نام حکمت ہے (۵:۵۳) جب قرآن از اول تا آخر حکمت (روحانی سائنس) ہے تو یقیناً روحانی سائنس حضرت آدمؑ کے علم الاسما سے شروع ہوئی ہے۔

کتاب کا علم، آسمانی کتاب کا علم :-

۶۱۸
عِلْمُ الْكِتَابِ
(۱)

یہ آئیہ مبارکہ سورہٴ رعد کے آخر میں ہے: اور (اے رسولؐ) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم (ان سے) کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے کافی نہیں (۱۳:۱۳)۔ حبیبِ خدا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق پیغمبر ہونے کا گواہ اول خود خدا ہی ہے اور گواہ دوم نورِ امامت، چونکہ یہ گواہی ظاہری نہیں بلکہ باطنی معجزات سے متعلق ہے سرسری نہیں تفصیلی اور کُلی ہے، لہذا اللہ نے اس عظیم شہادت میں اپنے منظر کو ساتھ رکھا۔

کتاب یعنی قرآن کا علم :-

۶۱۹
عِلْمُ الْكِتَابِ
(۲)

مذکورہ بالا آئیہ کریمہ کا آخری حصہ یہ ہے: وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۱۳: ۴۳) اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔ یقیناً اس کا مصداق اول حضرت علیؑ علیہ السلام ہے، یعنی

خدا اور رسولؐ نے امام علیؑ کے نور میں جو آسمانی علم رکھا ہے وہ کہیں بھی نہیں، قرآن پاک کے اسرار باطن کہاں کہاں واقع ہیں؟ کلمہ کُن میں، قلم اعلیٰ میں، لوح محفوظ میں، اسرافیل، میکائیل اور جبرائیلؑ کی ہستی میں، رسولِ اکرمؐ کے نور میں، اس کلام الہی میں جو حجاب کے پیچھے سے سنائی دیتا ہے، اُس دیدارِ اقدس میں جبکہ کلام نہیں ہوتا، مرتبہ معراج میں، کتاب مکنون وغیرہ میں، اب آپ کو اس بات کا اندازہ ہوا ہو گا کہ یہاں جس گواہی اور جس علم کا ذکر آیا ہے، وہ کیسے کیسے عظیم اسرار سے بھرا ہوا ہو گا۔

سید، امام، قائد،

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:
 ان الله تبارك وتعالى اوحى في علي ثلاثة اشياء
 ليلة اسرى بي بانه سيد المؤمنين وامام المتقين
 وقائد الفرح المجلدين. آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ شب
 معراج میں جنابِ ایزدی نے ہم کو علی کے تین خطاب القا فرمائے
 کہ وہ مومنین کے سردار اور متقیوں کے امام اور جن کے منہ اور ہاتھ
 پاؤں سفید اور نورانی ہیں اُن کے پیشوا ہیں، یعنی ان کو بہشت کی
 طرف لے جانے والے ہیں۔ (ارجح المطالب اور مستدرك).

۶۲۰
 علیؑ
 (۱)

علیؑ کا دیدار :-

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: النظر الى وجه علي عبادته - عليؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا ایک عبادت ہے (المستدرک، شرح الاخبار، کوكب دري، وغيره) علیؑ کا دیدار ایک عبادت اس وجہ سے ہے کہ وہ قرآن ناطق، اسم اعظم، مظہر نور خدا، آئینہ رحمت نما، اور وصی مصطفیٰ ہے، یہی سبب ہے کہ عثمانؓ جان و دل سے علیؑ زمان علیہ السلام کے پاک دیدار کو چاہتے ہیں۔

ذالك الكتب، وہ کتاب، یعنی قرآن ناطق :-

مولا علیؑ علیہ السلام کے خطبۃ البیان میں ہے: انا ذالك الكتب لا ريب فيه، انا الاسماء الحسنى التي امر الله ان يدعى بها۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی شک نہیں (یعنی قرآن ناطق) میں ہی وہ اسمائے عظام ہوں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ انہی کے توسط سے مجھے پکارا کرو (کوكب دري) اس میں کوئی شک نہیں کہ آنسو اور دیگر تمام حروف مقطعات کا سر عظیم علیؑ ہی ہے، مولائے پاک وہ کتاب ہے جس میں یقین ہی یقین ہے۔

لفظ

۶۲۳
عَلِيٌّ
(۴)

معنی و حکمت

”ع“

اساس :-

إِنَّ نُورَ ابْنِ طَالِبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُطْفِئُ أُنُورَ الْخَلَائِقِ
الْأَخْمَسَةِ النُّوَارِ - یقیناً ابوطالب کا نور قیامت کے دن
سوائے پانچ انوار (نوروں) کے باقی خلایق کے انوار کو بجھا دے
گا۔ ص ۲۲۸ ابوطالب مومن قریش از عبد اللہ الخنیزی۔

۶۲۴
عَلِيًّا

عَلِيٌّ :-

جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب المناقب میں مولا علی علیہ السلام
کے بارے میں چند احادیث شریف درج ہیں، منجملہ ایک ارشاد
نبوی یہ ہے: إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَوَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ
مَنْ بَعْدِي - علی مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے
بعد ہر مومن کا سرپرست اور والی ہے۔ یعنی نورِ نبوت سے نورِ ولایت
کا ظہور ہوتا ہے، پھر نورِ ولایت میں نورِ نبوت پوشیدہ ہو جاتا ہے

۶۲۵
عمر الدنيا

دنیا کی عمر :-

روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه
قال: "عمر الدنيا سبعة آلاف سنة بعثت في آخر
الف منها"، وقال: "لأنبي بعدى" وعلى آخر هذه

المدة تقوم الساعة - آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ حضور نے فرمایا: ”دنیا کی عمر سات ہزار سال تک ہے میں اس کے آخری ہزار سال میں بھیجا گیا ہوں“، اور فرمایا: ”میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں“، اس مدت کے آخر میں قیامت برپا ہوگی (انخوان الصفا کا آخری رسالہ: جامعۃ الجامعۃ، الفصل التاسع، ص ۸۸)۔
دنیا سے جسمانی دُور مراد ہے اور قیامت کے معنی ہیں روحانی دور، جس میں روحانی سائنس سے دنیا کی بہت ترقی ہونے والی ہے۔

دل کے اندھے :-

بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ - بلکہ وہ اُس (آخرت) سے دل کے اندھے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یقین کی حد تک آخرت کا باطنی مشاہدہ ہو سکتا ہے (۶۶:۲۷)۔

۶۶۶
عَمُونَ
(۱)

دل کے اندھے :-

قیامت اور آخرت کا علم اہل دانش کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں ایک فیصلہ کن آیت سورہ نمل (۶۶:۲۷) میں ہے: بَلْ اَدْرَاكَ عَلِمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِي سَلٰتٍ مِنْهَا بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ - بلکہ آخرت کا تو علم ہی ان لوگوں

۶۲۷
عَمُونَ
(۲)

سے گم ہو گیا ہے، بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں۔ اگر جسمانی موت سے قبل نفسانی موت اور ذاتی قیامت و آخرت کا علم ممکن نہ ہوتا تو خداوند نہ فرماتا کہ ان کا علم ختم ہو چکا ہے، وہ شک میں ہیں، وہ اس سے اندھے ہیں۔

علیٰ سے روایت ہے :-

۶۲۸
عن علیؑ
(۱)

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرمائے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دارالہجرت لے کر آئے پھر بلال کو بھی انہوں نے اپنے مال سے آزاد کرایا۔ اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے یہ ہمیشہ سچی بات کرتے ہیں اگرچہ وہ کڑوی ہو اسی لئے وہ اس حال میں ہیں کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے، اس سے فرشتے بھی جیا کرتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم فرمائے، اللہمَّ اَجِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ لَے اللہ! یہ جہاں کہیں بھی ہو حق اس کے ساتھ رہے! (ترمذی)۔

محبوبِ خدا کی یہ بابرکت دعا نورِ امامت کے لئے ہے کہ باطل ہمیشہ دور ہو اور حق ساتھ رہے، کیونکہ اساس کے بارے میں خداؤں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، وہ تمام ائمہ طاہرین کے بارے میں ہے۔

۶۲۹
عن علیؑ
(۳۱)

علیؑ سے روایت ہے :-

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ كَبَابُهَا۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی
اس کا دروازہ۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب المناقب، سوال: یہ
کونسی حکمت کا ذکر ہے؟ جواب: قرآن و حدیث اور روحانیت کی حکمت
جس کا گھر رسولؐ ہیں اور دروازہ علیؑ زمان ہے۔

۶۳۰
عن علیؑ
(۳۱)

علیؑ فرماتے ہیں :-

حضرت علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا: جو مجھ سے محبت
کرے گا اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں اور ان کے والدین سے بھی
محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں
ہوگا (جامع ترمذی) یعنی ایسے شخص کو فتانی الرسول کا مرتبہ نصیب
ہوگا۔

۶۳۱
عِيَالُ اللَّهِ
(۱۱)

خدا کی عیال، کنبہ :-

الخلق عیال اللہ، فاحب الخلق الی اللہ من نفع
عیال اللہ و ادخل علی اهل بیت سروراً مخلوق تمام کی

تمام خدا کی عیال ہے، لہذا خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق وہ ہے جو خدا کی عیال کو نفع پہنچائے اور اہل بیت کو خوش رکھے۔ (میزان الحکمت ۲، ص ۳۴۷)۔ حدیث نبوی۔

خدا کی عیال، کنبہ :-

۶۳۲
عِيَالُ اللَّهِ
(۲)

قال الله عز وجل، المخلق عیالی فاحبهم الخ
الطفهم بهم، واسعاهم في حوائجهم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمام مخلوق میرا کنبہ ہے لہذا میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو ان پر زیادہ ہریان ہے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ (میزان الحکمت ۲، ص ۸۲۷)۔ حدیث قدسی۔ اللہ اور رسول کی تعلیمات درجہ بدرجہ ہیں، اور یہ تعلیم سب سے آخری درجے کی ہے، جس کی مثال بڑی عالیشان ہے۔

پختہ :-

۶۳۳
عِيُون

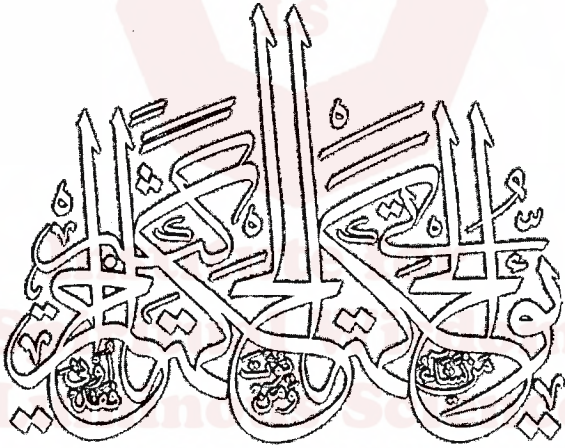
سورہ حجر (۱۵: ۴۵) میں ہے: اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ
یقیناً پرہیزگار (بہشت کے) باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔
سوال: قرآن حکیم کی اصل لغت ہی میں تاویلی حکمت پوشیدہ
رہتی ہے، لہذا پوچھنا یہ ہے کہ متقین بہشت کے چشموں کے اندر

کس طرح رہتے ہوں گے؟ جواب: بہشت کی چار نہروں کے
 چار چشمے یہ ہیں: عقل کُل، نفس کُل، ناطق اور اساس، چنانچہ پرہیزگار
 لوگ ان حدود معلوی کے انوار میں مستغرق رہتے ہیں، بہشت میں
 یہ فضیلت صرف متقین ہی کو حاصل ہے۔

Institute for
 Spiritual Wisdom
 and
 Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

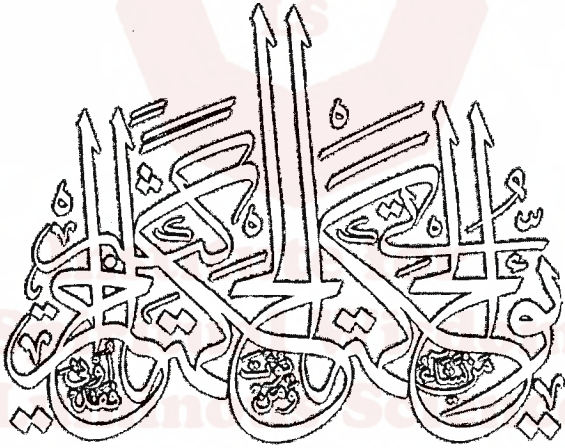


باب الغين

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

“غ”

معنی و حکمت

لفظ

۶۳۴

غالب

جیتنے والا، مغلوب کرنے والا:-

یہ عربی اصطلاح ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: **إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ**۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا (۱۶۰:۱۳) نیز سورہ مجادلہ میں ہے: **كَتَبَ اللَّهُ لِلَّهِ لَأَعْلَبَنَ آتَا وَرُسُلِي**۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے (۲۱:۵۸) اس قرآنی تعلیم سے ایسا لگ رہا ہے جیسے تمام رسولوں نے ظاہری جہاد کیا ہو، مگر ایسا نہیں ہے، پس یہی کہنا حقیقت ہے کہ ہر قیامت صغریٰ حزب اللہ کا روحانی جہاد ہے، جس میں یقیناً دین حق غالب آتا ہے۔

۶۳۵

غداة

صبح کا وقت، ترکا:-

سورہ انفام (۵۲:۶) میں ہے: اور جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا یا دیدار = **وَجْه**، کے طالب ہیں ان کو نہ نکالو (تا آخر آیت)، اس ارشاد میں البتہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا اشارہ ہے، کیونکہ دیدار تک یہی چار منزلیں ہیں۔

۶۳۶

غرابییب

گہرا سیاہ:-

سورہ فاطر (۳۵) کی آیات ۲۶ تا ۲۸ کا بغور مطالعہ کریں، وہاں

پہاڑوں کی مثال میں یہ اشارہ ہے کہ گوہر عقل کے ظہورات مختلف رنگوں میں ہوتے رہتے ہیں، تاکہ اس حکمت الوان سے مختلف رنگ کے جواہرات، طرح طرح کے ثمرات، نوع بنوع اشخاص، اور دیگر مختلف قسم کی مخلوقات کے رنگ روپ کی ترجمانی ہو۔

مفلس، نادار :-

۶۳۷
غَرِيبٌ
(۱۱)

اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَا غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَا فَطُوْبِي لِلْغُرَبَاءِ۔
ترجمہ: اسلام غربت سے شروع ہوا اور ایک زمانہ میں پھر غریب ہو جائے گا تو غربار کے لئے طوبی یعنی بہشت ہے (لغات الحدیث، جلد سوم)۔

اجنبی، عجیب :-

۶۳۸
غَرِيبٌ
(۱۲)

حکمت: اسلام مجسم رسولِ ناطق تھے، نیز اساس اور امام اور آخر میں قائم آل محمد دینِ مجسم ہیں، پس جس طرح لوگوں نے شروع میں آنحضرتؐ کو نہیں پہچانا، اسی طرح آخر میں آپ کے جانشین لوگوں کی نظر میں غریب (اجنبی) ہو گئے، اسی لئے فرمایا گیا ہے: .. غریم قلب تو — مولانا علی۔

لفظ

۶۳۹

عِلْمَانِ

معنی و حکمت

”غ“

بہشت کے لڑکے :-

یہ سورہ طور کا ایک ارشاد ہے : وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُعِلْمَانٌ
لَّهُمْ كَانَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّكْنُونًا۔ اور نوجوان لڑکے جو چھپائے
ہوتے موتی کی طرح ہیں ان کے آس پاس خدمت کے لئے پھر رہیں
گے (۲۴:۵۲) یعنی عقلی علمان جو بار بار نمونہ علم اور مظاہرہ حکمت
پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت کرمیہ میں اسرارِ کبج ازل، لؤلؤئے عقل اور کتابِ مکتون
کی طرف لطیف اشارے ہیں۔

غوطہ مارنے والا :-

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ظاہری بادشاہی سے باطنی بادشاہی کہیں
زیادہ زبردست تھی، چنانچہ خیر و شر کی دونوں طاقتیں ان کے لئے
مستخر کی گئی تھیں، جیسا کہ ارشاد ہے : وَالشَّيَاطِينِ كُلِّ بَنَاءٍ
وَعَوَاصِي (۳۸:۳۷) اور دیووں کو بھی (ان کے زیر فرمان کیا)
وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے۔

جب ظاہری بادشاہ خود کام نہیں کرتا ہے بلکہ مختلف کارکنوں سے
کام لیتا ہے تو یقین کرنا ہوگا کہ روحانی بادشاہ بھی کسی کام کو بنفس
نفس انجام نہیں دیتا بلکہ اس کے حکم سے خیر و شر کی تمام طاقتیں

۶۴۰
عَوَاصِي
(۱)

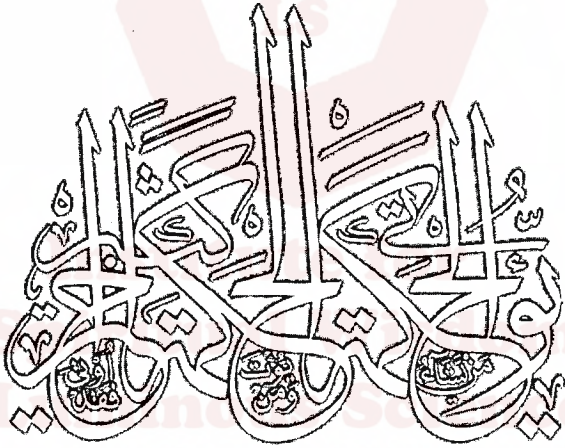
کام کرتی رہتی ہیں۔

۶۴۱
عَوَاص
(۲)

غوطہ زن :-

اے نورِ عینِ من! ایسا خیال نہ کرنا کہ صرف ظاہر ہی میں خوبصورت
عمارتیں بنائی جاتی ہیں اور صرف مادی سمندر میں عوِاصی ہوتی ہے،
ایسا نہیں، بلکہ یہ تمام چیزیں انتہائی عمدگی کے ساتھ روحانیت
میں ہیں، روحانی سلطنت کی بہت بڑی شان ہے کہ اس میں
شیاطین بھی تعمیری کاموں کو انجام دیتے ہیں، کتنی عجیب بات ہے
کہ شیاطین بجز روحانیت میں غوطہ لگا کر علم و حکمت کے موتی نکالتے
ہیں، سبحان اللہ!

ISW



Knowledge for a united humanity



باب الفاء
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

لفظ

۶۴۲

فاطمہ
(۱)

معنی و حکمت

”ف“

بنتِ رسولؐ، خواتینِ جنت کی سردار :-

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ اُن حضورؐ نے فرمایا تھا کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہے (صحیح البخاری، جلد دوم، باب ۳۹۴) یہ حدیث شریف اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عظمت و بزرگی کی دلیلوں میں سے ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فاطمہؑ جنت کی خواتین کی سردار ہیں (صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب الانبیاء، باب ۳۹۴ اور باب ۴۱۳) یعنی بہشت کی خواتین کی بادشاہ کیونکہ وہاں عظیم اہل ایمان کے لئے بادشاہی ہے (دیکھئے سورہ دھر ۲۰:۴۶)۔

Knowledge for a united humanity

سَيِّدَةُ نِسَاءِ مُؤْمِنِينَ :-

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: الاتّٰمّٰن انّ تَکونِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ فاطمہؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو یا (فرمایا) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو (صحیح بخاری، جلد سوم، کتاب الاستیذان، باب ۷۲۷، نیز صحیح

۶۴۳
فاطمہ
(۲)

مسلم، جلد ششم، کتاب الفضائل، باب: حضرت فاطمہ کی فضیلت)۔

سیدۃ نساء عالمین :-

۶۳۴
فاطمہ
(۳)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: بیٹی، تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم نساء عالمین کی سیدہ (سرمدار) ہو، فاطمہ نے فرمایا: باوا جان مریم علیہا السلام کہہ گئیں، فرمایا: وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارا شوہر دُنیا اور آخرت میں سید ہے (رحمۃ للعالمین، جلد دوم)۔

سیدۃ خواتین جنت :-

۶۳۵
فاطمہ
(۴)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے، سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد، خدیجہ بنت خویلد، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) ان لوگوں کو جنت کی عورتوں پر سب سے زیادہ فضیلت ہے کتاب: فاطمۃ الزہراء، از طالب ہاشمی، بحوالہ الاستیعاب، حافظ ابن عبد البر)۔

صبح، صبحِ ازل :-

سورۂ قدر (۹۷) صرف پانچ آیات پر مبنی ہونے کے باوجود دو روز قیامت کی بہت سی عالمگیر حکمتوں اور حقیقتوں سے لبریز ہے، اس کی آخری آیت کرمیہ یہ ہے: **سَلِّمُوْا هٰی حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ** (۵:۹۷) یہ رات طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔

تاویل: حجت قائم کا زمانہ روحانی تائیدات کا باعث ہے تاآنکہ صبحِ ازل کا طلوع ہو جائے، چونکہ ہر چیز کی گردش ایک دائرے پر ہے (۲۱۱: ۳۳: ۳۶: ۴۰)، اس لئے روحانی سفر کا رجوع ازل کی طرف ہے، جہاں قیامت کی صبح ہو جاتی ہے، بیساکہ ارشاد ہے: قیامت تمہارے پروردگار کے پاس جا کر ختم ہو جاتی ہے (۴۹: ۴۴)۔

نثار، قربان، صدقے، عوض، بدلہ :-

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو کسی کے لئے جمع نہیں کیا (یعنی یوں نہیں فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں) مگر سعد بن مالک (یعنی سعد بن وقاص) کے لئے آپؐ نے اُحد کے دن ان سے فرمایا: تیرا مارا سعد! میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں! (ارمہ قد الکی اٰخٰی وَاٰخٰی)۔

قربان کرنا، نثار کرنا، وارنا، تصدق کرنا،
چھڑکنا :-

کتنا عمیق اور تہ بہ تہ حکمتوں پر مبنی ارشاد ہے کہ اس عظیم المرتبت پیغمبر نے اوپر کی طرح فرمایا جو ارض و سما میں بے مثیل و بے عدیل اور محبوبِ خدا ہیں، لفظِ فدا کا فدیہ سے ہے اس کے مختلف صیغے قرآنِ مجیم کے تیرہ مقامات پر موجود ہیں، اور ان میں سب سے روشن مثال یہ ہے کہ
وَكَذَلِكَ بَدَأْنَا بَدِئًا عَظِيمًا - اور ہم نے ایک بڑی قربانی (یعنی مینڈھے) کا فدیہ دے کر اس کو چھڑایا (۱۰۴:۳۷) اس کی تاویل یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جسمانی قربانی کے عوض باطنی اور روحانی قربانی ہوئی، جو بہت بڑی قربانی ہے۔

قربان ہونا :-

میرے نزدیک قربانی دو طرفہ ہے، اس لئے دو قسم کی ہے، ایک عروجی ہے اور دوسری نزولی، مثلاً جو ایندھن کائنات سے سورج میں پڑ جاتا ہے وہ عروجی قربانی ہے اور جو روشنی سورج سے خارج ہو کر کائنات میں بکھر جاتی ہے وہ نزولی قربانی ہے، امام علیہ السلام کے عشق و محبت میں مریدوں کا پھیل جانا عروجی قربانی ہے، اور ان پر نور کی کرنوں کی بارش نزولی قربانی ہے۔

پروانے، چراغ کے پتنگے، واحد فرآشۃ۔

سورۃ قارِعہ (۴۱:۱۰) میں ارشاد ہے: **يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْتُوثِ**۔ (وہ قیامت ہے) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پروانے۔ اس کا اشارہ حکمت یہ ہے کہ قیامت کی تاریخی اور ہولناکی سے گھبرا کر تمام پروانے ہاتے ارواح چراغ نورِ امامت کے ارد گرد بکھر جائیں گے، جیسا کہ دوسری متعلقہ آیت کریمہ کا ارشاد ہے۔

يَوْمَ تَذُوعُو اٰكُلَ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (۱۱:۱۷) جس روز ہم اہل زمانہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(مصدر حق و باطل کو جدا کرنا۔)

بنی اسرائیل سے خطاب ہے: **وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْمُذَقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ**۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اوریت، عطا کی اور حق و باطل کو جدا کرنے والا مجموعہ بمعجزات بھی (عنایت کیا) تاکہ تم ہدایت پاؤ (۲۱، ۵۳) لفظ ”فرقان“ اصل میں مُهْدٌ ہے بمعنی حق و باطل میں فیصلہ کرنا، فرق کرنا، جدا کرنا، تیز اس کا استعمال بمعنی ”حق و باطل کے درمیان امتیاز کر دینے والی چیز“ کے لئے ہوتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال مردِ مومن کی

روحانی قلب، توفیقِ خداوندی، کلامِ الہی، اور معجزہ کے لئے
ہو اسے (قاموس القرآن)۔

دورِ موسیٰ کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو وسائل عطا کئے وہ
یہ تھے: آسمانی کتاب، پیغمبر (موسیٰ)، امام (ہارون) (قرقان) (معجزات)
اسی طرح آنحضرتؐ کے دور کی ہدایت کے لئے بھی چار بکرہت ہی
عظیم چیزیں ہیں: قرآن حکیم، پیغمبر اکرمؐ، امام عالی مقام، قرآنی تاویلات
جو پیغمبر اور امام کے عقلی معجزات ہیں۔

توریت اور معجزات :-

۶۵۲
قرقان
(۲۱)

یہ ارشاد سورہ انبیاء (۲۱: ۴۸) میں ہے: **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَ
هَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ**۔ اور یقیناً، ہم
نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرقان (توریت) اور
نور اور ذکر پر ہیزگاروں کے لئے (۲۱: ۴۸) یہاں آپ حدیثِ مماثلت
ہارونی کو ذہن و خاطر میں لا کر خوب سوچیں اور مولا علیؑ کے مرتبہ
تاویل کو پہچان لیں، نیز اس حقیقت کا بھی یقین کر لیں کہ نورِ نبوت
اور نورِ امامت کے توسط سے آسمانی کتاب کے تمام روحانی
علمی، عقلی اور عرفانی معجزات ان پر ہیزگاروں کی طرف آتے ہیں
جو ذکرِ اسمِ بزرگ سے وابستہ ہیں، کیونکہ یہ سب کچھ بالآخر متیقن ہی

کے لئے ہے۔

قرآن کی روح اور روحانیت :-

۶۵۳
فُرْقَان
(۳۱)

سورۃ انفال (۲۹:۸۱) میں ہے: اے ایمان والو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے ایک فُرْقَان (یعنی قرآن کا پانی علم عطا کرے گا) (۲۹:۸۱) وسیع تر معلومات کے لئے آپ اس آیہ کریمہ کے مختلف ترجموں کو بھی دیکھ لیں، میرے عقیدے کے مطابق یہاں بھی وہی مفہوم ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، یعنی قرآن کے روحانی اور عقلی معجزات پر ہیتر کاروں کے لئے ہیں۔

نورانی معجزات :-

۶۵۴
فُرْقَان
(۳۱)

لُغَاتُ الْقُرْآن، جلد سوم، صفحہ ۹۸ پر بقول مجاہد لکھا ہے کہ ”رمضان“ اسماء الہی میں سے ہے، جس طرح ”شَهْرُ اللَّهِ“ (خدا کا مہینہ) کہتے ہیں، اسی طرح ”شَهْرُ رَمَضَانَ“ (خدا کا مہینہ) کہا جاتا ہے (لغات الحدیث میں بھی اس لفظ کو دیکھیں)۔ پس وجہ دین کی یہ تاویل درست ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ۔ خدا کا مہینہ وہ شخص ہے جس کی ذات میں قرآن (بصورت تاویل) نازل کیا گیا ہے (یعنی وصی رسول، تاکہ وہ لوگوں کو سیدھا

راستہ دکھائے اور راہِ راست کے بیانات کو وہی جبراً کرے ،
(۱۸۵:۲ - وجہِ دین، گفتار / کلام ۳۳)۔

۶۵۵
فِرُّوْا

تم دوڑو :-

ارشاد ہے : فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (۵۰:۵۱) پس تم خدا کی طرف دوڑو۔
دوڑنے کا چھانہ اشارہ ہے کہ دین کا ہر عمل بھر پور قوت اور سیرعت
سے انجام دیا جائے، مثال کے طور پر اگر ذکرِ جلی یا ذکرِ خفی تسلی بخش
نہیں ہو رہا ہو تو اس کی وجہ سوائے سستی کے اور کیا ہو سکتی ہے، سو اس
کا چارہ کار یہ ہے کہ آپ اللہ کی طرف دوڑتے جائیں، یعنی ذکرِ سرِیع کریں۔

۶۵۶

فَصَلِّ الْخُطَابِ قَوْلِ فَيْصَلْ اَوْرِ بِيَانِ شَافِي :-

سورہ ص (۲۰:۳۸) میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ظاہری اور
روحانی بادشاہی کے باب میں ارشاد ہوا ہے: اور ہم نے ان کی
بادشاہی کو مستحکم کیا اور ان کو حکمت عطا فرمائی اور فصل الخطاب
کا مرتبہ عنایت کیا۔ تاویل: عالمِ شخصی میں گوہرِ عقل کی عملی معرفت
کا نام حکمت ہے اور کلمہ باری کی ایسی معرفت کو فصل الخطاب
کہا گیا ہے یہ برتر الاسرار اتنا عظیم اور ایسا مخزون و کمنون ہے کہ
اس کے انکشاف سے ڈر لگتا ہے، پھر مزید یہ کیا بیان کریں۔

۶۵۷
فِطْرَةَ
(۱۱)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت :-
قانونِ فطرت کی کئی تعریفیں ہو سکتی ہیں، لیکن ایک چوٹی کی تعریف
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی رحمانی صورت
پر پیدا کیا، اور جب بنی آدم بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں تو وہ
اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوتے ہیں، یعنی ان کو بھی صورتِ
رحمان پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صورتہ)۔

۶۵۸
فِطْرَةَ
(۱۲)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت :-
ارشادِ قرآنی ہے، فَأَقْصُوا وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتِ
اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا . . . (۳۰: ۳۰) سو تم یکسو ہو
کر اپنا چہرہ جانِ دین کے لئے قائم کرو (یعنی صورتِ رحمان میں فنا
ہو کر صورتِ رحمان ہو جاؤ) اللہ کی (عقلانی اور پر نور) آفرینش وہ
ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (یعنی جہانی
تخلیق کے بعد روحانی تخلیق ہے، اور آخراً عقلانی تخلیق ہے)
جس میں حضرت آدم کی طرح صورتِ رحمان پر پیدا ہو جاتا ہے۔

۶۵۹
فِطْرَةَ
(۱۳)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت :-
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيُّمُ . . . (۳۰: ۳۰)

خدا کی رفاص اور عقلی، آفرینش میں کوئی تبدیلی نہیں، اور یہی ملت قائم ہے (لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔ یہ ممکن نہیں کہ لوگ خدا کی ذات سے آئے ہوں، بلکہ اس کی صورتِ رحمانی کے عکس سے پیدا کئے گئے ہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ نفسِ واحدہ (آدم) کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا گیا، جس میں سب تھے، اور جب لوگ اپنی اصل سے واصل ہونے لگتے ہیں تو پھر ان کی صورتِ ربی ہو جاتی ہے جو پہلے تھی۔

دینِ اسلام :-

حدیث شریف میں ہے: **كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَالْبَوَآءُ يَهُودًا نِسَبًا أَوْ نِسْرَانًا أَوْ مَجْسَانًا**۔ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بہت بڑا راز ہے کہ اس حدیث میں لفظِ فطرت دینِ اسلام کے معنی میں آیا ہے۔

قانونِ فطرت اور قانونِ دین کیونکر مختلف اور دو ہو سکتے ہیں، جبکہ اسلام ہی دینِ فطرت ہے، یعنی یہ ایسا دین ہے جو قانونِ آفرینش کے عین مطابق ہے۔

۶۶۰
فِطْرَةٌ
(۱۴)

دین اسلام :-

اس حدیث کی حکمت یہ ہے کہ اقوام عالم کا ہر بچہ بچہ قوتِ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، اور آگے چل کر بچہ فعلِ اسلام کی تمام تر خوبیوں کو اپنا سکتا ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اُس پر والدین کا کیا اثر پڑتا ہے، کیونکہ اگر والدین اس باب میں اپنے بچوں کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتے تو قرآن حکیم یوں نہ فرماتا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (۶: ۶۶) اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

سفینہ، کشتی، امامِ مبین کا عالمِ شخصی :-

زمانے کا امامِ کشتی نوح ہے جیسا کہ سورہ یاسین (۳۶: ۴۱-۴۲) میں ارشادِ خداوندی ہے، (ترجمہ) ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کے روحانی ذرّت کو (نوحؑ کی) بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا، اور پھر ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔ امامِ برحق علیہ السلام کا مبارک عالمِ شخصی ہمیشہ سفینہ باطن رہا ہے، جس میں عالمِ ذر موجود ہے تاکہ اس میں جملہ اشیاء اور سارے لوگوں کے روحانی ذرّت محفوظ ہوں۔

نیستی، موت، نفسانی موت :-

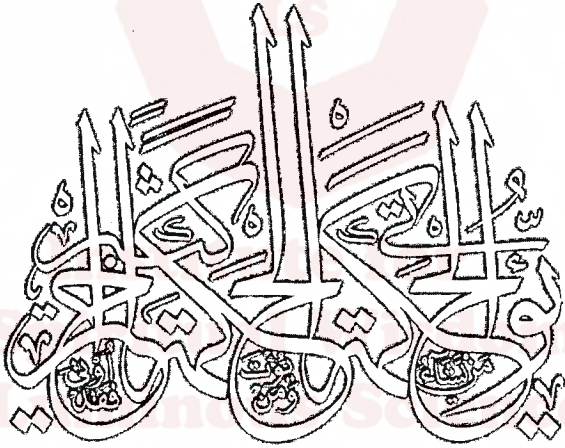
اے نور عین من! اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ امام زمان آپ کی پاک و پاکیزہ روح ہے، پس آپ عشق و محبت، علم اور حقیقتی قربانبری کے وسیلے سے امام میں فنا ہو کر اس پاک روح کو حاصل کرو، تاکہ جہالت و نادانی کے عذاب سے نجات ملے۔

آپ نے بارہا سنا اور دیکھا ہے کہ جہاد کی روح نبات ہے اور نبات کی اضافی روح حیوان، حیوان کی یا شعور روح انسان ہے، اور تمام انسانوں کی قدسی (پاک) روح امام مبینؑ ہے، کیونکہ اللہ جل جلالہ کے پاس جانے کے لئے روحانی ترقی کی سیڑھیاں ہیں (۴۰: ۳)۔

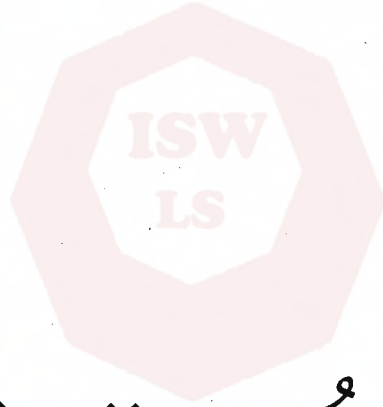
خدا کے بارے میں :-

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا مبارک ارشاد ہے: ما قبل فی اللہ فہو فینا، وما قبل فینا فہو فی البلاء من شیعتنا۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے، اور جو بات ہمارے متعلق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلیغ شیعوں پر صادق آتی ہے (تاویل الزکوٰۃ، لستیدنا جعفر بن منصور الیمین، ص ۱۴۰)۔ یہ ایک بے مثال اور لازوال عرفانی خزانہ ہے۔

ISW



Knowledge for a united humanity



باب القاف
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۶۶۵
ق
(۱)

قلمِ اعلیٰ :-

سورہ ق کے آغاز (۵۱:۱) میں ہے: قَفَّ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ۔
قسم ہے قلمِ اعلیٰ کی اور معزز قرآن کی۔ قرآن جو لوحِ محفوظ میں ہے
وہ قلمِ اعلیٰ کا لکھا ہوا ہے، یہاں اس قسم میں یہی اشارہ فرمایا
گیا ہے۔

۶۶۶
ق
(۲)

کوہِ قاف :-

اس سے کوہِ عقل مراد ہے، جیسے مولا علی علیہ السلام نے ارشاد
فرمایا: انا لؤلؤ الاصداف، انا جبل قاف۔ یعنی میں ہی وہ
گوہر بیکرا نہ ہوں، جس میں تمام اعلیٰ مقاصد جمع ہیں، اور میں ہی
کوہِ قاف ہوں، جس پر عالمِ عقل کے عجائب و غرائب موجود ہیں
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: پہلے کلید، کلید ۳۳ کوہِ قاف، نیز
تَبَّ لِبَاب، کوہِ قاف، ص ۲۸)۔

۶۶۷

قال النبی

آنحضرت نے فرمایا :-

والذی نفسی بیدہ، لاید تقل قلب عبد ایمان حتی
یحبت أهل بیته لله عزوجل ولی۔ اُس ذاتِ پاک
کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی بندے کے دل

میں ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک کہ میرے اہل بیت سے خدائے عزوجل کے لئے اور میرے لئے محبت نہیں کرتا ہے۔ یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ حقیقی ایمان کی اولین اور بنیادی شرط اہل بیت اطہار علیہم السلام کی دوستی و محبت ہے (شرح الانبیاء جلد ۱۰، ص ۲۸۳)۔

۶۶۸
قال باقر

امام محمد باقر کا ارشاد:-

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ما قیل فی اللہ ذہو فینا، وما قیل فینا ذہو فی البقاء من شیعتنا۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے اور جو بات ہمارے متعلق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلیغ شیعوں پر صادق آتی ہے (تاویل الزکوٰۃ ص ۱۴۰ از سیدنا جعفر بن منصور الیمین)۔

۶۶۹
قال رسول اللہ
(۱)

آنحضرت نے فرمایا:-

قد خلقت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر سبباً موصولاً من السماء الی الارض: کتاب اللہ، وعترتی اہل بیعتی فانہما لن یفترقا حتی یرداعلیّ الحوض۔ میں نے اپنی جگہ دو گراں قدر چیزیں تم میں چھوڑ دی

ہیں، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے وہ (گویا) آسمان سے زمین تک لگائی ہوئی رسی ہیں، وہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور میرے اہل بیت کی عزت ہیں پس یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی تا آنکہ حوض کوثر پر مجھ سے مل جائیں۔

دو ایسی عظیم المثال اور عظیم الشان چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک آسمان زمین بلکہ کون و مکان سے بھی زیادہ بھاری ہے، یعنی قرآن اور اس کا معلم (امام) جن کو آنحضرت نے اپنا خلیفہ بنایا، اور وہی اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک بانٹھی ہوئی ہے تاکہ اہل زمین کو آسمان پر اٹھایا جاتے (شرح الاخبار، ج ۱، ص ۴۸۱)۔

۶۷۰
قال رسول الله ﷺ: **ان حضرت نے فرمایا :-**

(۲)

انّی تارک فیکم الثقلین أحدهما اکبر من الآخر: کتاب اللہ جبل ممدود من السماء الی الارض، طرف منه عند اللہ، وطرف منه فی ایدیکم، قاستمسکوا به، وعترتی۔ یقیناً میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ جانے والا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب ہے جو (گویا) آسمان سے لیکر زمین تک ایک کھینچی ہوئی رسی ہے

جس کا ایک ہر ا خدا کے پاس ہے اور دوسرا ہر تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور میری عترت بھی اسی سے مل کر ہے۔
قرآن اور امام عالم وحدت میں ایک ہی نور ہے جو عرش برین سے فرشتہ زمین تک ایک کھینچی ہوئی رسی (یا ستون) کی طرح قائم ہے۔ (شرح الاخبار، جز ۱۰، ص ۴۷۹)۔

علیٰ نے فرمایا:-

قال علیؑ

نزل قرآن أرباعاً، فربعٌ فینا، وربعٌ فی عدوِّنا،
وربعٌ سیر و أمثال، وربعٌ فرائض و أحكام، ولنا کرائم
القرآن۔ قرآن چار چوتھائیوں میں نازل ہوا ہے، پس ایک
چوتھائی ہمارے بارے میں ہے، ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں کے
بارے میں ہے، ایک چوتھائی میں عادتیں اور مثالیں ہیں، اور ایک
چوتھائی فرائض و احکام پر مبنی ہے، اور قرآن کی (سب سے)،
باکرامت آیات ہمارے بارے میں ہیں۔ (شرح الاخبار، جلد ۹، علیؑ
فی القرآن، ص ۳۵۳)۔

سانچا، ڈھانچہ، قالب، جسم:-

حدیث شریف ہے: روح المؤمن بعد الموت فی قالب

قال علیؑ
(۱۱)

کَقَالِبِهِ فِي الدُّنْيَا = مومن کی روح مرنے کے بعد ایک قالب میں رکھی جاتی ہے جو اسی صورت کا ہوتا ہے جیسے دنیا میں اس کا قالب تھا صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا قالب کثیف تھا، وہ لطیف اور نورانی ہوتا ہے، لغات الحدیث، جلد سوم، کتاب ”ق“ ص ۱۳۲۔

۶۷۳
قالب
(۲۱)

سانچا، جسمِ کثیف، جسمِ لطیف :-

حکمتِ حدیث کے مطابق جسمِ انسانی کا دوسرا نام ”قالب“ یعنی سانچا (MOULD) اس لئے استعمال ہوا ہے کہ یہ خدا کے حکم سے مقامِ روحانیت پر سچ مچ سانچے کا کام کرتا ہے، چنانچہ ہر انسانِ کامل کے قالب میں ڈھلی ہوئی کائناتی روح کی بے شمار کاپیاں یعنی زندہ تصویریں ہو کرتی ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال کو لیجئے، کہ ان کے مبارک قالب کی ہر کاپی خود داؤد بھی ہے، عالمِ شخصی بھی بیٹی ہوئی کائنات بھی، فرشتہ بھی ہے، جسمِ لطیف بھی، اور جامعہ جنت بھی۔

۶۷۴
قالب
(۲۲)

جسمِ لطیف، کیبوس، جنتہ ابداعیہ :-

سورہ انبیاء (۲۱: ۸۰) میں خداوندِ عالم اپنے احسانِ عظیم کا ذکر جمیل

فرماتا ہے: وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَوْمٍ۔ اور ہم نے داؤدؑ کو تمہارے لئے ایک پوشش کا بنانا سکھا دیا۔ اگر ان پر حکمت الفاظ میں سے لَبُوسِ (پوشش) کی مثال اور مثال کی وضاحت کر کے خداوندِ قدوس کے اصل احسان کو ظاہر نہ کیا جلتے تو مثال یعنی زیرہ سے متعلق آج کے زمانے میں کئی سوالات پیدا ہو سکتے ہیں، لہذا ہم یہ کہیں گے کہ لبوس کی تاویل جسم لطیف ہے اور داؤدؑ سے ہادیٰ زمانؑ مراد ہے۔

جامہ جنت، اُرنِ طشتری جیسا باکال انسان :-

۶۷۵
قالب
(۴)

دنیا کے لباس میں نہ تو عقل و جان ہے اور نہ جس و حرکت، لیکن بہشتی لباس حیاتِ طیبہ اور عقلِ کامل کی خوبیوں سے مزین و آراستہ ہیں، چنانچہ جامہ جنت کے جتنے کام ہیں اتنے نام بھی ہیں جیسے جسم لطیف، جُتہ ابداعیہ، جسم فلکی، کوکبی بدن، فرشتہ، لطیف انسان، مومن جن / پری، محراب (قلعہ) سربال (جمع سربال) بریش، لبوس، حریر وغیرہ، پس یہ مومنین و مومنات کے لئے خُودِ مُنْزَل کے قالب (ساچے) میں بنائے ہوئے نورانی لباس ہیں، جس کے طریق کار کا ذکر ہو چکا، اور ہماری کئی تحریروں میں اس راز کا تذکرہ ہے۔

”ق“

معنی و حکمت

لفظ

۶۷۶
قالب
(۵۱)

زندہ اور باشعور تصویریں :-

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی، ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی، جو جیسے پسند کرے گا، اسی کی طرح ہو جائے گا جامع ترمذی، جلد دوم، جنت کا بیان)۔

بہشت کی کوئی چیز عقل و جان کے بغیر نہیں، لہذا یہ تصویریں غالباً عام انسانوں کی خوبصورت کاپیاں ہیں، اور ان میں عارفین و کالمین کی کاپیاں بھی ہیں، جو انفرادی قیامت میں تیار ہوتی ہیں۔

فرمانبرداری کرنے والا، نشوع و خضوع کرنے والا :-

۶۷۷
قائنت

اے عزیزان من! سورہ نحل (۱۶۱: ۱۶۰) میں اس بڑی عجیب و غریب حکمت کو چشم بصیرت سے دیکھ لیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے عالم شخصی میں ایک ایسی بہت بڑی اُمت تھے جس کی صفت تھی عاجزگی اور خضوع کے ساتھ فرمانبرداری میں لگے رہنا اور خدا کے واحد کو پہچاننا، اس کے معنی ہیں کہ اگرچہ ان کی ذات میں ساری کائنات پیٹی ہوئی تھی لیکن تذکرہ خدا کے ان فرمانبردار بندوں کا ہے جو آپ

کی ہستی مبارک کے سانچے میں ڈھل ڈھل کر آپ کی کاپیاں ہو گئے تھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں کے امام تھے۔

حضرت قائمؑ :-

۶۷۸
قائم

کتاب و جردین، گفتار کلام ۳۳ کے آخر میں یہ قائم علیہ السلام کو کوئی شخص نہ پہچان سکے گا، مگر پانچ حدود کے ذریعے سے، جیسے اساس، امام، باب، حجت اور داعی۔ مذکورہ کتاب مستطاب میں جگہ جگہ حضرت قائم القیامت کا ذکر آیا ہے، آپ اس کو پڑھیں۔

گور، قبر، جمع قبور :-

۶۷۹
قبر

وجود انسانی تین چیزوں کا مجموعہ ہے؛ جسم، روح، اور عقل، لہذا قبر بھی تین قسم کی ہوا کرتی ہے؛ جسمانی، روحانی، اور عقلانی، اس سے معلوم ہوا کہ خاکی قبر صرف جسم ہی کے لئے ہوتی ہے، اور روح حدود دین میں سے کسی حد میں جاتی ہے، اور عقلی قبر مظاہرہ حکمت کی خاطر ہوتی ہے۔

انگارا، چنگاری، آگ کا شعلہ، جلتی ہوئی لکڑی کا شعلہ:-

الْقَبَسُ وَالْمِقْبَاسُ۔ آگ کا وہ شعلہ جو بڑی آگ سے لیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ قرآن میں جس نار (آگ) کا ذکر آیا ہے (۲۰: ۱۰، ۲۴: ۴، ۲۸: ۲۹، ۲۹: ۲۵) آتشِ عشق بھی ہے، چراغِ ہدایت بھی اور نورِ عقل بھی، یہ قرآنِ حکیم کے معجزات میں سے ہے کہ اس میں جگہ جگہ اچھوتے اسرارِ نہان ہیں، جیسے حکایتِ موسیٰؑ میں ارشاد ہے: اِذْ رَا نَارًا فَمَالَ لِاٰهْلِهٖ اَمْكُثُوْا اِنِّیْ اَنْتُمْ نَارٌ۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے لوگوں سے کہنے لگے کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ پس یہاں ”اَنْتُمْ“ میں ایک لطیف اشارہ ہے جبکہ اِنِّیْ رَاٰیْتُ نَارًا بھی ہو سکتا تھا، لیکن اَنْتُمْ میں نور سے عشق و محبت ہونے کا اشارہ موجود ہے، کیونکہ اس کے مادہ (ان س) سے بننے والے الفاظ میں مانوسیت، لطف، مہربانی، محبت، اور تسلی جیسے معنی ہیں۔

نور کی چنگاری:-

سورہ طہ میں جہاں (۲۰: ۱۰) نور کی چنگاری یا شعلہ لانے کا ذکر آیا ہے وہاں قبلاً (۲۰: ۸) الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کا تذکرہ ہے، جس کا اشارہ

یہ ہوا کہ عادی برحق اللہ کے فضل و کرم سے اپنی ذات اور اپنے تابعدار لوگوں کے درمیان اسم اعظم کا نورانی پیل تعمیر کر سکتا ہے، ان کو شروع شروع میں نور کی چنگاری دے کر رفتہ رفتہ اسے کامل نور بنا سکتا ہے، مگر عشق اور علم و عمل شرط لازمی ہے۔

شعلہ نور :-

نور کا ایک نام صِبْغَةَ اللّٰهِ (۲: ۱۳۸) یعنی رنگِ خدا ہے، تو وہ رنگ کیسا ہوگا؟ دنیا میں جتنے عمدہ سے عمدہ رنگ ہیں ان میں جیسی رعنائی اور دلکشی ہے، اس کی نسبت بہت زیادہ بلکہ بیدار دنواز، ایمان افروز، روح پرور، جانفزا، حیران کن، اور عجائب و غرائبِ قدرت کا منظر ہے تو پھر وہاں عشق و محبت کیوں نہ ہو۔

۶۸۲
قَبَس
(۳)

خدا کا گھر :-

یہ حکمت آگین ارشاد سورہ یونس میں ہے: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں چند گھر اپنی قوم کے لئے چھتیا کرو اور اپنے ان گھروں کو قبلہ (خانہ خدا) بنا لو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو بشارت دے دو (۱۰: ۸۷) اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔

۶۸۳
قَبْلَةَ
(۱)

خدا کا گھر:-

مصر کے معنی ہیں شہر، جس سے عالم شخصی مراد ہے، پس اللہ جلّ شانہ کے حکم سے حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت ہارون امام علیہما السلام نے عالم شخصی میں چند حدود دین کو قومی گھروں کا درجہ دیا، تاکہ ان کو مزید ترقی دے کر قبلہ (خانہ خدا) بنا دیا جائے جس میں حقیقی نماز قائم کی جائے، اور یہ امر اہل ایمان کے لئے خوشخبری ہو۔

خدا کا گھر:-

سورہ نور کی آیہ مصباح (۲۴: ۳۵) کے بعد یہ ارشاد ہے: (یہ نور الہی کا چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کا ذکر کیا جائے (۲۴: ۳۶) خدا تے بزرگ و برتر کا باطنی گھر پہلے انبیاء و ائمہ علیہم السلام اور عارفین کے دل میں ہوتا ہے، لیکن روحانی انقلاب کے ساتھ ساتھ بلند ہو کر پیشانی پر جاتا ہے، جیسے طوفانِ نوح کے آنے پر خانہ کعبہ کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔

خدا کا گھر:-

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خدا کے حکم

سے کعبہ ظاہر کے ساتھ ساتھ قبلہ باطن کو بھی بنایا تھا، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے فرمایا: مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز بنا لو (۲: ۱۲۵)، یعنی تم بھی ابراہیمؑ کی طرح کعبہ روحانی میں نماز باطن پڑھا کرو۔

قرآن :-

۶۸۷
قرآن
(۱۱)

كَمَ مِنْ قَارِئٍ لِّلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنِ يَلْعَنُهُ - کتنے قرآن پڑھنے والے (قاری) ایسے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے (لغات الحدیث جلد سوم، کتاب ق، ایسی لعنت کے معنی ہیں قرآنی خزاں سے محرومی اور دوری۔

قرآن :-

۶۸۸
قرآن
(۲۱)

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے: اِنَّ لِّلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَبَطْنًَا وَلِبَطْنِهِ بَطْنَا اِلَى سَبْعَةِ اَبْطُنٍ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى سَبْعِينَ بَطْنًا اس میں شک نہیں کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی باطن ہے یہ سلسلہ سات بواطن اور دوسری ولایت میں تتر بواطن تک جاتا ہے۔ (المیزان، جلد اول، ص ۶) یہی دینِ حق کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں جیسا کہ سورہ لقمان (۳۱: ۲۰) میں ارشاد ہے: وَاشْبَعْ عَلَيْكَ نِعْمَةُ ظَاهِرَتِهِ وَبِاطْنَتِهِ۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں

پوری کر دیں۔

آنکھوں کی ٹھنڈک :-

۶۸۹
قُرَّةُ اَعْيُنٍ

سورہ سجدہ (۱۴:۳۲) میں بہشت کی نعمتوں کا ذکر اس طرح آیا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں جو کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لئے چھپا رکھا گیا ہے (۱۴:۳۲) اُخْفِيَ (وہ چھپایا گیا) سے یہ حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ بہشت دور نہیں، سامنے ہے، یعنی عالم شخصی میں، لیکن اس پر پردہ پڑا ہے۔

آنکھوں کی ٹھنڈک کے تین اشارے ہو سکتے ہیں: (۱) بہشت کی تمام نعمتیں (۲) جنت میں اولاد سے متعلق ہر خواہش پوری ہوگی (۳) وہاں آنکھوں کے لئے ہر نظارہ اور ہر دیدار ہے، لیکن اللہ کی ہر تجلی اور دیدار کی تعریف و توصیف صرف وہ خود ہی کر سکتا ہے۔

ساقی :-

۶۹۰
قَرِينٌ

(۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما منكم من احد الا ومعه قرينه من الجن وقرينه من الملائكة، قالوا: واياك؟ قال: نعم وايتاي، ولكن

اللہ اعاننی علیہ فأسلم۔ (دارمی، جلد ثانی، کتاب الرقاق، باب ۲۵) تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ساتھی جنوں میں سے ہے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے، پوچھا گیا: یا رسول اللہ، کیا آپ کا بھی ایسا ہے؟ فرمایا: ہاں میرا بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ بخشا پس وہ تابعدار ہو گیا۔

ساتھی :-

۶۹۱
قَرِين
(۲۱)

سورہ زُئرف (۳۶:۴۳) میں ارشاد ہے: اور جو شخص خدا کی یاد سے اندھا بنتا ہے ہم اس کے واسطے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہی اس کا (ہردم کا) ساتھی ہے (۳۶:۴۳) اس آیت کی حکمت اُس حدیث سے ظاہر ہو جاتی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص کے دل کے دوکان ہیں، جن میں موقع کے مطابق کچھ کہنے کے لئے ایک شیطان اور ایک فرشتہ دو ساتھی مقرر ہیں، غفلت رہی تو شیطان کو موقع مل جاتا ہے، ذکرِ الہی کا دور دورہ ہے تو فرشتہ کچھ نیک باتیں کرنے لگتا ہے۔

ساتھی :-

۶۹۲
قَرِين
(۳۱)

یہ قانونِ الہی نہ صرف باطن میں ہے بلکہ ظاہر میں بھی ہے کہ امام

زمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اور اس کا پاک ذکر ہے، جو شخص اپنے وقت کے امام کو پہچانتا ہے اور اسی وسیلے سے خدا کو یاد کرتا رہتا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے بڑے شیطان سے بچ کر اللہ کی پناہ گاہ میں محفوظ و سلامت رہتا ہے، پس قلبِ انسانی کی ایک طرف جو فرشتہ ہے وہ امام کے نور کی چنگاری ہے، اور دوسری طرف جو شیطان ہے وہ امام زمان کے اعدا کی روح ہے۔

دل :-

سورۃ انفال (۸: ۲۴) میں جو عظیم حکمت پنہان ہے اس کے مطابق ”قلب“ سے امام یعنی حضرت قائم علیہ السلام مراد ہے جو ہر مومن اور مومنہ کا دل ہے۔

۶۹۳
قلب
(۱)

دل :-

حدیثِ قدسی ہے: مَا وَسِعَتِي اَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَوَسِعَتِي قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ۔ خداوندِ قدوس کا ارشاد ہے: نہ میری زمین مجھ کو سما سکی نہ میرا آسمان، ہاں میرے مومن بندے کے دل نے مجھ کو سما لیا (المعجم الصوفی، یعنی میں اپنے بندہ مومن کے دل میں رہتا ہوں، پس، یہیں جاننا چاہئے کہ ایسا باکمال مومن جس کے

۶۹۴
قلب
(۲)

آئینہ قلب میں خدا کی تجلی ہو جائیسیں رسول ہی ہے، اعمی امام، جو فی الحقیقت مظہر نورِ خداوندی ہے۔

دل، وہ دل جو عالمِ علوی میں رب کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔

۶۹۵
قلب
(۳۱)

حدیث شریف میں ہے: ما من قلب الا وهو بين اصبعين من اصابع رب العالمين۔ کوئی دل نہیں مگر وہ پروردگار کے عالمین کی انگلیوں میں سے دو انگشت کے درمیان ہے (مسند احمد بن حنبل، ۵، حدیث التو اس ص ۱۹۷)۔

اس حدیث کی تاویلی حکمت بہت ضروری ہے کیونکہ خدا نے ہر شخص کو اختیار دیا ہے، وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا، چنانچہ اس کی تاویل یہ ہے: تمام دلوں کا نمائندہ گوہر عقل ہے، حضرت رب کی انگلیاں عقلِ کل، نفسِ کل، جد، فتح، خیال ہیں، ان میں سے دو انگشت عقل و نفس ہیں، جن کے درمیان گوہر کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے، جس میں علم و حکمت کی کلیدیں ہیں، اس کے برعکس اگر ہم صرف ظاہر پر ٹھہریں تو اختیار کا نظریہ ختم ہو جاتا ہے۔

”ق“

معنی و حکمت

لفظ

بے عیب دل، صحت مند دل :-

ایسا دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو، اور ہر وقت اس پر حق تعالیٰ کی نظر عنایت و ہدایت رہے، جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا قلب مبارک تھا (۸۴:۳۶)۔

۶۹۶

قلب سلیم
(۱)

وہ دل جو صحیح و سلامت ہو :-

سورہ شعراء (۸۹:۲۶) میں قلب سلیم کا ذکر آیا ہے جس سے ایسا دل مراد ہے جو نورِ امامت سے منور ہو چکا ہو، ایسے میں امام عالم قائم ہی بندہ مومن کا دل قرار پائے گا۔

۶۹۷

قلب سلیم
(۲)

کرتہ :-

حضرت یوسفؑ نے کہا: اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا۔ یہ میرا کرتا لے جاؤ (۹۳:۱۲)۔ یہ معجزاتی کرتا حضرت امام علیہ السلام کا جتہ ابداعیہ ہی ہے، یہ گویا ایک حجاب ہے، اور اس میں جو ہستی محبوب ہے وہ خود امام ہی ہے۔

۶۹۸

قَمِيص
(۱)

کرتہ، پیراھن، قمیص :-

سورہ یوسف (۹۳:۱۲) میں حکایت ارشاد ہے: اذْهَبُوا بِقَمِيصِي

۶۹۹

قَمِيص
(۲)

هَذَا فَالْقُوَّةُ عَلَيَّ وَجِهَ ابْنِي يَأْتِ بِصَيْرًا - یہ میرا کرتہ
 لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں
 گے۔ یہ امام زمان علیہ السلام کے معجزہ نورانیت کی ایک درخشان مثال
 ہے کہ وہ اپنے نور کا عکس کسی عاشق پر ڈال سکتا ہے، اور مجتہد ابراہی
 کی کاپی دے سکتا ہے، حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کا جسمانی
 فرزند بھی تھا اور نورانی فرزند بھی، لیکن یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ
 جناب یعقوبؑ کی ساری گریہ و زاری نورانی فرزند کے نورانی دیدار
 کی غرض سے تھی۔

کرتہ، پیراھن، قمیص :-

قَمِيصٌ
(۳۱)

سوال: حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ علیہما السلام کی مثال
 میں خداوند عالم نے بہت پہلے ہی امامت باپ سے بیٹے میں منتقل
 کر دی، پھر دونوں کے درمیان جدائی ڈال کر والد کو خوب رُلایا،
 اس میں کیا حکمت ہے؟ جواب: انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی ہر
 مثال میں اہل ایمان کے لئے ہدایت ہے، چنانچہ امام علیہ السلام
 اور عاشق صادق کے درمیان کئی اعلیٰ رشتے ہیں، منجملہ وہ باپ بھی
 ہے اور ایک خاص مقام پر بیٹا بھی، مثال کے طور پر حجت امام کاڑھانی
 فرزند ہے، اور یہ بھی درست ہی ہے کہ حجت کے عالم شخصی میں امام

اس کا نورانی اور عقلی بیٹا ہے، پس اے نورِ عینِ من! حضرت یعقوبؑ میں آپ ہی کے لئے اشارہ ہے کہ آپ اپنے عالمِ شخصی کے نورانی فرزند کے باطنی دیدار کی غرض سے عشق کے آنسو بہایا کریں۔

اس کی قیامت :-

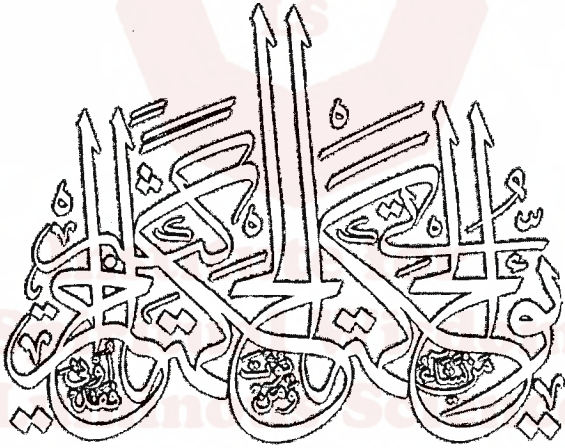
۷۰۱
قِيَامَتُهُ

ایضاً العلوم، جلد چہارم، ص ۹۱ پر یہ حدیث شریف درج ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ۔ جو مر گیا بیشک اس کی قیامت برپا ہو گئی۔ اس میں عارفانہ موت اور انفرادی قیامت کا ذکر ہے، تاہم قیامتِ صغریٰ (ذاتی قیامت) وہ ہے، جس میں قیامتِ کبریٰ پوشیدہ ہو کرتی ہے، اور یہی روحانی انقلابِ قرآنِ حکیم کی تاویل بھی ہے۔

Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity



بَابُ الْكَافِ

**Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

جام شراب :-

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ**۔
چشمہ شراب سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے
(۴۵:۳۷) قرآن پاک میں جہاں جہاں شراب بہشت کا ذکر آیا ہے
وہاں اس سے عشقِ حقیقی مراد ہے، یہ پاک عشقِ سرچشمہ دیدارِ الہی سے
پیدا ہوگا، جو **كَلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ** (۲۹:۵۵) کے مطابق مختلف
تجلیات و ظہورات کا متقاضی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ مظہر اور
مظاہر اسمائے صفات حق ہیں۔

لفظِ معین کو لغات میں بھی دیکھ لیں، یہ عین (آنکھ) کا اسمِ مفعول ہے
اس لئے یہاں شراب دیدار کی طرف اشارہ ہے جو شرابِ عشق ہے
کیونکہ جب لفظ ”معین“ پانی کی صفت کے لئے ہو تو اس کے لغوی
معنی ہیں وہ چشمہ جو سطحِ زمین پر جاری ہو اور آنکھوں سے دیکھا جائے

نامہ اعمال :-

سورہ تطفیف میں ہے: ہرگز ایسا نہیں نیک لوگوں کا نامہ اعمال
علین میں ہے، اور تم کو کیا معلوم کہ علین کیا چیز ہے ایک دفتر
ہے لکھا ہوا، جس کو مقرب لوگ دیکھ سکتے ہیں (۸۳:۱۸-۲۱)۔
علین ایک پُر نور لطیف ہستی کا نام ہے، آپ اسے فرشتہ بھی کہہ

سکتے ہیں، وہ واحد بھی اور جمع بھی ہے، وہ خود کتاب و دفتر بھی ہے اور اس میں نیکو کاروں کا نامہ اعمال بھی ہے، اُس کا مشاہدہ دنیا میں صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو خداوندِ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

نامہ اعمال :-

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۶۲: ۲۳)۔ یہ امام عالی مقام علیہ السلام کا مقدس نور ہے جو کتابِ ناطقِ قرآنِ ناطق بھی ہے اور گواہ ہونے کی حیثیت سے لوگوں کا نامہ اعمال بھی ہے۔

۷۰۴
کتاب
(۲۱)

نامہ اعمال :-

جن سالکین کو نفسانی موت کا تجربہ حاصل ہوتا ہے وہ لازمی طور پر اپنے نامہ اعمال کو دیکھتے ہیں، کیونکہ ذاتی قیامت اس کے سوا نہیں، اور یہی طریقہ ”فنائی الامام“ بھی ہے، جس کے بغیر کوئی شخص آنحضرتؐ کے شہرِ علم اور دارِ حکمت میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔

۷۰۵
کتاب
(۳۱)

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

نامہ اعمال :-

۷۰۶
کتاب
(۳)

یہ ارشاد سورہ نبا (۷۸: ۲۹) میں ہے: **وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ** کتباً۔ اور ہم نے ساری چیزوں کو ایک کتاب (کی صورت) میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہر آدمی کے عالم شخصی میں جملہ کائنات لپیٹی ہوئی ہے اور یہی بڑی مفصل کتاب اعمال یعنی نورِ امامت کی گواہی ہے۔

پوشیدہ کتاب :-

۷۰۷
کتابِ مَکْنُون
(۱)

فی کتابِ مَکْنُون (بے شک وہ معزز قرآن ہے) پوشیدہ کتاب میں۔ یعنی قرآن پاک کے جملہ اسرارِ حکمت کو ہر عقل کے عظیم الشان اشارات میں مخفی ہیں (۷۶: ۷۷-۷۸)۔

پوشیدہ کتاب :-

۷۰۸
کتابِ مَکْنُون
(۲)

یہ خزائنِ حکمت سورہ واقفہ (۷۶: ۷۷-۷۹) میں ہے: **بے شک وہ بڑا بعزت قرآن ہے جو ایک پوشیدہ کتاب میں محفوظ ہے، جس کو چھو نہیں سکتے ہیں مگر وہی لوگ جو پاک کئے ہوئے ہیں** (۷۶: ۷۷-۷۹) یعنی **لَوْ لَوْعَى عَقْلٍ**۔

لفظ

معنی و حکمت

”ک“

۷۰۹
کِتَابِ مَكْنُونٍ
(۳۱)

پوشیدہ کتاب :-

سورہ ص (۳۸: ۴۵) میں حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی یہ تعریف ہے کہ یہ حضرات دستِ رسا اور چشمِ بنیاد رکھتے تھے، اس کا اشارہ ہے کہ وہ ان مقدس ہستیوں میں سے تھے جو کتابِ مکنون کو چھو سکتے ہیں اور حظیرۃ القدس کو دیکھ سکتے ہیں۔

۷۱۰
کِتَابِ مَكْنُونٍ
(۳۱)

پوشیدہ کتاب :-

سامری بنی اسرائیل میں وہ نادان شخص تھا جس نے حضرت ہارون علیہ السلام کو نہیں پہچانا، اس نے محض ابتدائی اور آزمائشی روحانیت کو اپنی عزت و شہرت کی خاطر استعمال کر کے لوگوں کو گمراہ اور اعلیٰ تصورات سے محروم کر دیا، جس کی سزا نہ چھوٹنے (لامساس) کی صورت میں دی گئی (۲۰: ۹۷) اس کا اشارہ یہ ہے کہ ہادی برحق کی رہنمائی کے سوا کوئی شخص کتابِ مکنون کو چھو نہیں سکتا۔

۷۱۱
کِتَابِ مَكْنُونٍ
(۵۱)

پوشیدہ کتاب :-

ہر قرآنی آیت کے باطن میں حکمتِ بالغہ پنہان ہے، یعنی ایسی اعلیٰ اور رسا حکمت کہ اس میں حظیرۃ القدس کا کوئی بڑا راز ہوتا ہے چاہے

کوئی آیت ابولہب کے بارے میں کیوں نہ ہو، جیسا کہ سورۃ لہب
(۱۰:۱۱۱) میں ہے: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّتْ - ابولہب کے دونوں
ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا (۱۰:۱۱۱) یعنی وہ اس قابل نہیں ہو
ہو سکا کہ آگے چل کر کبھی کتابِ مکتون کو چھو سکے کیونکہ اس کے دونوں
باطنی ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی روحانی طور پر ہلاک ہو گیا۔

۷۱۲
کِتَابٌ مُنِيرٌ

روشن کتاب، تابناک کتاب، یعنی نور
حق الیقین :-

کتابِ مُنِير سے نورِ عقل مراد ہے جو مرتبہ حق الیقین پر ہے، اور اسی کا
نام کتابِ مکتون بھی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: دَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ (۸:۲۲)
اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو علم الیقین، عین الیقین اور
حق الیقین کے بغیر خدا کے بارے میں جَدَل کرتے ہیں (۸:۲۲)
(۲۰:۳۱) کتابِ مُنِير کے لئے سورۃ آل عمران (۱۸۴:۳) اور سورۃ قاطر
(۲۵:۳۵) میں بھی دیکھ لیں۔

۷۱۳
کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۱۱)

بولنے والی کتاب، امام میں قرآن :-
اے نورِ عین من! تم اس آیت تشریفہ کی حکمت کو سمجھنے کے لئے سعی

کرو؛ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ (۶۲:۲۳)
 اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم
 نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتاب امام علیہ السلام کی ذاتِ عالی صفات میں
 قرآنِ عزیز ہی ہے، اسی معنی میں امام صلوات اللہ علیہ قرآنِ ناطق
 کہلاتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو کلام اللہ ہمہ گیر نہ ہوتا، محدود ہوتا، اور
 یہ بات محال ہے

امام کے باطن میں قرآن :-

اے عزیزان! قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں لفظ ”کل“ آتا ہے، وہاں
 وہ اکثر ایک ”کلیہ“ یعنی قاعدہ و قانون کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ ارشاد
 ہے: قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهَ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (۲۱:۴۱) تو
 وہ (اعضاء) جواب دیں گے کہ جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا اسی نے
 ہم کو بھی گویا کیا۔ اس کا تاتی (UNIVERSAL) قانون کا مطلب یہ ہوا
 کہ جو چیزیں بظاہر نہیں بولتی ہیں وہ بھی کسی ایک مقام پر جا کر خدا
 کے حکم سے بولنے لگتی ہیں، پس قرآنِ پاک اگرچہ ظاہراً صامت
 (خاموش) ہے لیکن وہ وحیِ رسولؐ میں ہمیشہ بولتا رہتا ہے، اسی
 وجہ سے امام کو قرآنِ ناطق کہتے ہیں۔

۶۱۴
 كِتَابٌ يَنْطِقُ
 (۲۱)

امام کے باطن میں قرآن جو ابرار کا نامہ اعمال بھی ہے :-

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (۲۹:۴۵) یہ ہماری کتاب (جو تمہارے اعمال کی کتاب بھی ہے) تم پر سچ سچ بولتی ہے (۲۹:۴۵) یعنی قرآن اور امام، اگر کوئی بولنے والی معجزانہ کتاب الگ اور مخصوص رکھی ہوئی ہوتی تو وہی زیادہ قابل تعریف ہوتی اور قرآن حکیم کی یہ محیط اور ہمہ گیر صفت نہ ہوتی، جو ارشاد ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ (۸۹:۱۶) اور ہم نے تم پر کتاب (قرآن) نازل کی جس میں ہر چیز کا (شانی) بیان ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن عظیم اور امام اقدس کا نور واحد ابرار یعنی نیک لوگوں کا نامہ اعمال بھی ہے جو علیین میں ہے (۱۸:۸۳)۔

Knowledge for a united humanity

امام کے باطن میں قرآن جو ابرار کا نامہ اعمال بھی ہے :-

ہر مسلمان اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت میں نور مجسم اور قرآن ناطق تھے، جیسے خداوند قدوس کا ارشاد ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۵۳:۳-۴) اور وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی

نہیں، یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ یعنی آپ کا بولنا تو قرآن ہی کا بولنا ہے، اس لئے آپ قرآن ناطق ہو گئے ہیں۔

بولنے والی کتاب یعنی امام :-

کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۵۱)

اے عزیزان! اس امر واقعی کو سورہ شوریٰ (۴۲: ۵۲) میں چشم بصیرت سے دیکھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام (قرآن) آن حضور کے قلب مبارک پر ایک قدسی روح اور نور کی کیفیت میں نازل ہوا، رفتہ رفتہ یہ بمیثال اور آخری کتاب سماوی تحریری صورت میں لائی گئی، مگر روح و نور قرآن کو بدستور آنحضرت ہی کی ذات اقدس میں رہنا تھا تا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی منتقلی آپ کے وصی میں ہو جائے۔

قرآن ناطق :-

کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۶۱)

اے نور عین من! (یعنی ہر وہ عزیز جو علم کا شیدائی ہے) اس بات کو بھول نہ جانا کہ اگر کسی آیہ شریفہ میں ایک سے زیادہ نام آئے ہیں تو وہاں جتنے نام ہیں اتنی چیزیں بھی ہیں، مثال کے طور پر جس آیہ مقدسہ (۵۱: ۱۵) میں نور اور کتاب مبین کے دو نام آئے ہیں وہاں کسی شک کے بغیر دو مقدس چیزیں ہیں، یعنی رسول اکرم اور قرآن

پاک، ہاں، اللہ تعالیٰ کی یہی سنت چلی آئی ہے کہ آسمانی کتاب کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ربّانی مُعَلِّم بھی ہوا کرتا ہے، پس وہی مُعَلِّم کتابِ ناطق کہلاتا ہے۔

قرآنِ ناطق :-

کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۷۱)

کتابِ مبین کے یہاں کم سے کم دو معنی درج کرتے ہیں: (۱) ظاہر (۲) اور بولنے والی، یعنی قرآن جہاں آپ کے سامنے ہے وہاں وہ ظاہر ہے اور بولتا نہیں، اور جہاں یہ ربّانی مُعَلِّم کے باطن میں پوشیدہ ہے وہاں قرآن کلام کرتا رہتا ہے۔

قرآنِ ناطق :-

کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۸)

اے نورِ عینِ من! قرآن شناسی کے سلسلے میں سورہٴ بروج کے آخر (۸۵: ۲۱-۲۲) میں بھی دیکھو کہ قرآنِ لوحِ محفوظ میں عظمت و جلال کے ساتھ ہے، یعنی وہاں قرآن کا اسمِ صفت مجید ہے اور خداوندِ تعالیٰ کا ایک اسم بھی مجید ہے، آپ نے یہ بھی پڑھا ہو گا کہ قلمِ الہی سب سے عظیم زندہ فرشتہ یعنی عقلِ کل ہے اور لوحِ محفوظ دو سرِ بڑا فرشتہ نفسِ کل ہے اور یہ نورِ علیؑ، پس قلم (نورِ محمدیؐ) نے بحکمِ اللہ قرآنِ مجید کو لوحِ محفوظ (نورِ علیؑ) میں ازلی نورانی صورت میں لکھ دیا،

یہ عالمِ علوی کا واقعہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم عالمِ سفلی میں ہوا کہ منظرِ قلمِ اعلیٰ (آنحضرتؐ) قرآنِ پاک کی روحانیت و نورانیت کو منظرِ لوحِ محفوظ یعنی علی امام حسینؑ میں منتقل کر دیں، اور یقیناً ایسا ہی کیا گیا۔

۷۲۱

کِتَابٌ يَنْطِقُ
(۱۹۱)

یعنی امام جو قرآنِ ناطق ہے:-

سورہ عنکبوت میں ہے: بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (۲۹: ۲۹) بلکہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے ان کے دل میں وہ قرآن، روشن معجزات کی صورت میں ہے۔ یہ آیت مبارکہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ہر امام کے باطن میں قرآنِ پاک کی روح و روحانیت اور نور و نورانیت کار فرما ہوتی رہتی ہے، بلکہ یہ عظیم روحانی اور قرآنی معجزہ امام صلوات اللہ علیہ کے وسیلے سے کالمیلین و عارفین کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

۷۲۲

کُرْسِي
(۱)

چبوترہ:-

قرآن حکیم میں لفظ کُرسِي دو بار آیا ہے (۲: ۲۵۵، ۳۸: ۳۴) عالمِ کبیر کے اعتبار سے کائناتی جسم زمین ہے، نفسِ کلی چبوترہ (کُرسِي = DAIS) اور عقلِ کلی تختِ اعروش ہے، اسی قانون کے

مطابق عالمِ صغیر (عالمِ شخصی)، کی زمین انسانی بدن ہے، چپو ترایا
کُرسی روح، اور تختِ شاہی عقل ہے۔

نفسِ کُلّی :-

آیۃُ الْکُرْسِیٰ میں ہے : وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔
اس کی کُرسی میں تمام آسمان و زمین سمائے ہوئے ہیں (۲: ۲۵۵)۔
یعنی نفسِ کُلّی کے بحرِ بے پایاں میں کائناتِ ڈوبی ہوئی ہے، اور
اسی بحرِ عمیق کی گہرائیوں سے کونوئے عقل برآمد ہوتا ہے۔

۷۲۳
کُرسی
(۲)

انسانی روح :-

سورہ صٰ کے اس ارشاد میں بھی غور کریں، اور ہم نے سلیمانؑ کو
بھی آزمائش میں ڈالا اور اس کی کُرسی پر ایک جسدِ لاکر ڈال دیا،
پھر اُس نے رجوع کیا (۳۸: ۳۴) یعنی انسانِ کامل کو جو لطیف
جسم ملتا ہے وہ ابتداءً آزمائش اور تکلیف دہ ہوتا ہے، وہ اسی
کُرسی جسم و جان پر ڈالا جاتا ہے، اس میں کپڑے مکوڑے وغیرہ
ہوتے ہیں، اور اس کے بعد معجزاتی لطیف جسم کا ظہور ہو جاتا ہے۔

۷۲۴
کُرسی
(۳)

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

۴۲۵
کُرسی
(۴۱)

عالم شخصی :-

امام مبین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کا مبارک و مقدس جسم گویا ایک پاکیزہ گراؤنڈ ہے جس پر اس کی روح اطہر بمرتبہ نفس کُلّی ایک بیمثال چبوترہ (کُرسیِ خدا) اور اس پر عقلِ کامل عالمِ شخصی کا عرش ہے، یہ ہو اللہ کی کُرسی میں تمام آسمان و زمین کے سمائے ہوئے ہونا، (۲۱: ۲۵۵) جیسا کہ ارشاد ہے کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام چیزوں کو امام مبین میں گھیر کر رکھا ہے (۱۲: ۳۶)۔

نفسِ کُلّی، کائناتی روح، روح الارواح، روح محفوظ :-

سورہ بقرہ (۲۱: ۲۵۵) میں ارشاد ہے: وَ سِعَ کُورِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اس کی کُرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر سما رکھا ہے۔ کُرسی سے نفسِ کُلّی مراد ہے، جبکہ عرشِ عقل کُلّی ہے، پس کُرسی کائناتی روح ہے، اور عرش کائناتی عقل۔

نفسِ کُلّی، عالمگیر روح :-

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ خَلْقٍ مَخْلُوقٍ فِیْ جَوْفِ الْکُرْسِیِّ، وَلَہٗ اَرْبَعَةٌ

۴۲۶
کُرسی
(۴۱)

أَمَلَاكٌ يَحْمِلُونَهُ بِأَمْرِ اللَّهِ - يَتِينًا أَسْمَانٍ أَوْ زَبِينٍ أَوْ رَانَ
دونوں کے درمیان جتنی مخلوق ہے وہ سب کچھ کرسی کے اندر موجود
محدود ہے، اور کرسی کو بحکم خدا چار عظیم فرشتے اٹھائے ہوتے ہیں۔
(المیزان، جلد ۲، ص ۳۴۱)۔

چار عظیم فرشتے (أربعة أملاك)، دو روحانی: عقل کل
اور نفس کل، اور دو جسمانی: ناطق اور اساس ہیں، چونکہ وہاں
عالم وحدت ہے اس لئے یہ چار فرشتے الگ الگ نہیں، بلکہ چاروں کی
ازلی وحدت میں ایک ہی عظیم فرشتہ ہے جو حامل کرسی بھی ہے
اور خود کرسی بھی۔

نفس، جان، روح :-

لفظ کُرسی قرآن پاک میں صرف دو بار آیا ہے (۲: ۲۵۵؛ ۳۸: ۳۴)۔
آیہ شریفہ کا ترجمہ ہے: اور ہم نے سلیمانؑ کی آزمائش کی اور ان کی
کُرسی پر ایک جسد ڈال دیا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع
کیا (۳۸: ۳۴)۔

حضرت سلیمانؑ کی آزمائش اس طرح ہوئی کہ ابتداءً ان کے نفس
(جان = روح) پر ایک ادنیٰ جسم لطیف ڈالا گیا، جو بے شمار چھوٹے
چھوٹے جانوروں کا مجموعہ تھا، جس میں زیر دست ابداعی حکمت

۷۲۸
کُرسی
(۷)

پوشیدہ تھی۔

چبوتر، ڈالس :-

بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوتا ہے، تخت چبوترے پر سجاتے ہیں، اور چبوتر زمین پر بنایا جاتا ہے، اسی طرح انسانی حقیقت (انا) کا تخت شاہی عقل ہے، جس کا چبوتر روح، اور زمین بدن ہے، جیسے عالم کبیر میں عقل کل عرش ہے، نفس کل کمرستی (چبوتر)، ہے، اور جسم کل بمنزلہ زمین۔

۷۲۹
کُرستِی
(۸۱)

ہر چیز، تمام چیزیں :-

اے نورِ عینِ من! ہر چیز بصورتِ امکان کلمہ کُن میں موجود ہے، آپ قرآن حکیم کی ان آیات کریمہ کو پڑھیں جن میں امر کُن کا ذکر آیا ہے، اسی طرح ہر شے قلمِ اعلیٰ میں بھی ہے، اشیائے کل بشکلِ روحانی تحریرِ لوحِ محفوظ میں بھی ہیں اور امامِ مبین میں بھی، خوب یاد ہے کہ قلم سے نورِ محمدی مراد ہے اور لوحِ محفوظ امامِ مبین کا نور ہے خدا ہی نے ان تمام مراتبِ عالیہ کو پیدا کیا، اور ان کے روحانی اور عقلانی سایوں کو عالمِ شخصی میں ظہور دیا (۱۶: ۸۱) یہ سائے روشن ہیں، جیسے سایہٴ خورشید آئینے میں نظر آتا ہے۔

۷۳۰
کُلُّ شَیْءٍ
(۱۱)

لفظ

معنی و حکمت

”ک“

۴۳۱

كُلُّ شَيْءٍ
(۲۱)

ہر چیز، تمام چیزیں :-

ارشادِ خداوندی ہے: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا
(۱۶۱: ۸۱) اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے یہ
پروردگارِ عالمین کے احسانِ عظیم کا تذکرہ ہے، لہذا یہاں عام
اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی کوئی بات اسی نہیں، بلکہ اس کی بہت بڑی
حکمت یہ ہے کہ عالمِ شخصی میں ہر اعلیٰ چیز کا روحانی اور عقلی ظل
(سایہ = زندہ عکس) موجود ہے، وہ عظیم الشان سایہ فگن خزانہ اس
قسم کے ہیں: کلمہ نُن، قلمِ اعلیٰ، لوحِ محفوظ، امامِ مبین وغیرہ۔

۴۳۲

كُلُّ شَيْءٍ
(۳۱)

ہر چیز، تمام چیزیں :-

قرآنِ حکیم وہ کامل اور مکمل آسمانی کتاب ہے، جس کے ظاہر و باطن
میں ہر چیز کا بیان موجود ہے (۱۶۱: ۸۹)، اس کے خزانہ قلب (دل =
سورہ یاسین) میں جو عظیم الشان اور بی مثال کلمہ ہے اس کی
تقریف و توصیف ہم جیسے انسانوں سے ہو ہی نہیں سکتی، وہ مغز
حکمت سے نملو اور شاد یہ ہے :-

وَكُلُّ شَيْءٍ اَخَصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۳۶: ۱۳) اور ہم نے
ہر چیز کو ایک پیشوائے ظاہر میں گھیر دیا ہے۔ یعنی خدا کی خدائی کی
تمام لطیف اشیاء از قسم روحانی و عقلانی امامِ مبین میں سمیٹی اور

پیٹی ہوتی صورت میں موجود مل سکتی ہیں، جس کی شرط خود شناسی ہی ہے۔

۴۳۳
کَلْبُ

کُتًا، غَضَبٌ، غُصَّةٌ، مَرْدُمٌ اِزَارَى۔

حدیث تشریف میں ہے: جس گھر میں کُتیا یا کوئی تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں۔ ائمہ احمد حنبل، الجزیر الاول، ص ۱۶۷۔
سگ ظاہر یا تو دروازے پر نگہبانی کرتا ہے یا وہ بہ اجازہ قرآن شکار کے لئے استعمال ہوتا ہے (سورہ مائدہ - ۵: ۴۷) سگ باطن (غضب، غصہ) فائدہ دل میں رہتا ہے، آپ خود اندازہ کریں کہ جب ایک کُتلی کے دل میں رہتا ہوگا تو کیا فرشتے ایسے دل میں داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح تصویریں ظاہر میں بھی ہیں اور باطن میں بھی جو باطن میں ہیں وہ دنیوی محبت کے اصنام (واحد ضم، مہرت) ہیں پس یہ ممکن ہی نہیں کہ جس دل میں شب و روز بت پرستی ہوتی ہو اس میں فرشتے داخل ہو جائیں۔

پاکیزہ کلام:-

سورہ فاطر میں ہے: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ پاکیزہ کلام اسی کی طرف پڑھتا ہے اور نیک عمل پاکیزہ

۴۳۴
اَلِ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
۱۱

کلام کو بلند کر لیتا ہے (۱۰:۳۵) یہ علم و معرفت اور نیک کاموں کا ذکر ہے، کیونکہ اسی وسیلے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔

پاکیزہ کلام:-

پاکیزہ کلام جملہ عبادت اور ذکر الہی ہے، نیز دعائے دل سوز اور مناجادِ گریہ و زاری ہے، اور نیک عمل مذہبی خدمت، پس یہ خدمت اس عبادت کو صاحبِ عرش کے حضور تک لے کر جاتی ہے۔

۴۳۵
(ال) کَلِمُ الطَّيِّبُ
(۲)

پاکیزہ کلام:-

جب جب نیک بخت مومنین و مومنات کا بزرگ (بڑا کام) کے سلسلے میں منزلِ عزرائیلی میں داخل ہو جاتے ہیں تو پاکیزہ کلام یعنی اسمِ اعظم کا ذکر بذریعہ اسرافیل و عزرائیل آسمانوں سے بلند ہو جاتا ہے تاکہ کل کے لئے کائنات مسخر ہو جائے (ان شاء اللہ العزیز)۔

۴۳۶
(ال) کَلِمُ الطَّيِّبُ
(۳)

پاکیزہ کلام:-

بعض درویشوں نے فنا سے روحانی اور فنا سے عقلانی کے بعد بھی ایک عجیب فنا کو دیکھا، وہ یقیناً فنا سے عشق تھی، شام کے وقت ایک لطیف تخت سامنے آیا، ایک زندہ مُتَرَدِّمِ کَلِمَةٍ تامۃ اور

۴۳۷
(ال) کَلِمُ الطَّيِّبُ
(۴)

ایک سازِ بہشت کی ہم آہنگی کے ساتھ دریائے روح کی نرم لہری
تخت کی طرف جاری تھیں اور تخت روح کو لے کر بتدریج بلند
ہو رہا تھا۔

پاکیزہ کلام :-

روح کا بالائی سرا ہمیشہ اپنے سرِ حشمہ کُل سے وابستہ ہے، اور نچلا
سرا حصولِ معرفت کی غرض سے عالمِ ناسوت میں اتر آیا ہے، اگر
خوش بختی سے وقت پر اس کا کام مکمل ہو جاتا ہے تو ایسے میں نفس
مطمئنہ کو بڑی عزت سے عالمِ علوی پر اٹھایا جاتا ہے۔

۷۳۸
ال (کَلِمُ الطَّيِّبِ
(۱۵)

پاکیزہ کلمات، پاک باتیں :-

سورۃ فاطر (۱۰: ۳۵) میں ارشاد ہے: إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ
الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ اسی (خدا) کی طرف پاکیزہ
کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں۔ یعنی حقیقی
علم اور خالص عبادت، ہی کی پاکیزہ باتیں خداوندِ عالم کی طرف چڑھتی
ہیں اور نیک اعمال ہی کی وجہ سے اللہ کے حضور تک بلند ہو سکتی
ہیں تاکہ سالک کا قول و فعل خدا کے قول و فعل میں فنا ہو جائے۔

۷۳۹
ال (کَلِمُ الطَّيِّبِ
(۱۶)

“ک”

معنی و حکمت

لفظ

۷۴۰
كَلِمَةُ اللَّهِ
(۱)

اسمِ اعظم :-

اے نور عین من! آپ کو یہ سن کر بڑا تعجب ہو گا کہ قرآن پاک کے شروع سے لے کر آخر تک اسمِ اعظم اور کار بزرگ ہی کا اشارہ ہوتا رہتا ہے، اس مطلب کو ان حکمتی سوالات کی مدد سے سمجھ لیں: کیا آنحضرتؐ ابتداء ہی سے بوسیۃ اسماء الحسنیٰ عبادت نہیں کرتے تھے؟ آیا رسولؐ اور امامؑ اسمِ اعظم نہیں ہیں؟ آیا سائے قرآن میں چوٹی کی بندگی مطلوب نہیں ہے؟ کیا اسمِ اکبر راہِ مستقیم سے ہٹ کر ہو سکتا ہے؟ کیا نور ہدایت الگ اور خدا کا اسمِ بزرگ الگ ہو سکتا ہے؟ کیا قرآن کی روحانیت اور اسماء الحسنیٰ کی روحانیت ایک نہیں ہے؟ کیا انبیا و اولیا (ائمۃ) علیہم السلام نے اپنے اپنے وقت میں خالص مومنین کو اسمِ اعظم کی تعلیم نہیں دی تھی؟

اسمِ اعظم :-

یہ حقیقت ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا اسمِ اعظم کی پیداوار اور حجت کی مثال ہے، مریمؑ کو امامؑ نے اسمِ اعظم دیا، اسم کو کلمہ بھی کہتے ہیں (۴۱: ۱۷۱) اس کلمہ یعنی اسمِ اعظم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نورِ کحدِ قوت پنہان تھا، جو مریم علیہا السلام کے باطن میں کچھ وقت کے بعد کحدِ فعل جلوہ گر ہو گیا، یاد رہے کہ ہر پینمبر اور ہر امام

۷۴۱
كَلِمَةُ اللَّهِ
(۲)

کلمۃ اللہ اسم اعظم، ہوا کرتا ہے، چنانچہ اگر آپ کو اسم اعظم عطا ہوا ہے تو بہت زیادہ خیال رکھنا کہ آپ کے باطن میں بحمدِ قوت امام آگیا ہے، لیکن آپ کو جیتے جی اس میں فنا ہو جانا ہے تاکہ وہ بحمدِ فعل آپ کی رہنمائی کرے۔

۶۲۲

کَلِمَةُ اللَّهِ
(۳)

اسم اعظم :-

مریئمؑ کی پاک پیشانی میں نہ تو نورِ نبوت تھا اور نہ ہی نورِ امامت، مگر ہاں نورِ معرفت ضرور جلوہ گر تھا، یعنی اس کو پیغمبر اور امام کے بعد کا درجہ حاصل تھا، وہ ایک مُجْتَبٰی تھی، جو اہل ایمان کی روحانی ترقی کی ایک روشن مثال ہے جو ہر مومن اور مومنہ کے لئے ممکن ہے۔

۶۲۳

کَلِمَةُ اللَّهِ
(۴)

اسم اعظم :-

سورۃ ابراہیم (۱۴۱: ۱۲۴) میں پاک کلمہ سے اسم اعظم مراد ہے اور پاک درخت کی تاویل نورِ نبوت اور نورِ امامت ہے، جس میں شجرِ طیب کی جڑ آنحضرتؐ ہیں، اور اس کی شاخ جو عالمِ علوی میں پھیل رہی ہے وہ امام ہے، کتنی عجیب و غریب، عالی شان اور حکمت انگیز مثال ہے کہ جس کے مطابق حضرت امامؑ ظاہرِ عالمِ جسمانی میں ہے اور باطناً عالمِ علوی میں۔

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

۷۴۴

كَلِمَةُ اللَّهِ
(۵)

اسم اعظم :-

سورہ توبہ (۹: ۴۰) میں ہے: وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ اور
كَلِمَةُ اللَّهِ (اسم اعظم) ہی سب سے بلند ہے۔ اس کا مبارک
اشارہ یہ ہے کہ اسم اعظم کا اصل مقام عالم علوی ہے لہذا جو شخص
بحقیقت اس سے وابستہ ہو اس کو یہ بدرجہ اہت بلند کر لیتا ہے،
جیسا کہ ارشاد ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴: ۹۴) اور ہم نے آپ
کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

۷۴۵

كَلِمَةُ اللَّهِ
(۶)

اسم اعظم :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: وَجَعَلَهَا
كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقْبِهِ لَعَلَّهُمْ يُحْجُونَ (۲۸: ۴۳) اور
اسی (نورانیت و معرفت) کو ابراہیمؑ اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے
والا کلمہ چھوڑ گئے تاکہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں۔ کلمہ باقیہ (اسم
اعظم) ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کے سلسلہ اولاد میں جاری و باقی ہے
تاکہ ہر زمانے کی قیامت کی وجہ سے لوگ خدا کی طرف رجوع کریں
کیونکہ قیامت اسم اعظم میں پوشیدہ ہے۔

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

۷۴۶
کَلِيَّةٌ

عام قاعدہ، اُصول، پرنسپل :-

سورۃ ابراہیم (۱۴: ۳۴) میں عنایاتِ خداوندی اور خزاہنِ رحمت کا ایک بی مثال کَلِيَّةٌ بیان ہوا ہے، اگر اس میں چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو یقین آتا ہے کہ روحانیت اور بہشت میں کوئی نعمت غیر ممکن نہیں، وہ ارشادِ مقدس و مبارک یہ ہے: **وَآتَاكُم مِّنْ كُلِّ مَآءٍ مَّآلًا مَّمْشُوكًا**۔ اُس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ عوام الناس کو کیا معلوم کہ کون کونسی نعمتیں ممکن الحُصُول ہیں، لہذا یہ حقیقت ہے کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام نے لوگوں کے لئے سب کچھ مانگا، کیونکہ وہی حضرات حقیقی نمائندے ہیں، پس کالمین اللہ کے وہ خزانے ہیں جن میں اس نے اہل ایمان کو تمام نعمتیں دے رکھی ہیں۔

ہو جا :-

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بادشاہی میں سب سے عظیم راز کَلْمٌ مِّنْہٖ ہے جس کے لفظی معنی ہیں: ہو جا، یہ لفظ قرآن پاک میں بصیغہ واحد گیارہ دفعہ آیا ہے، تاہم اس کا تعلق آٹھ مقامات پر فعلِ خدا سے ہے، سورۃ بقرہ (۲: ۱۱۷)، آل عمران (۳: ۴۷)، آل عمران (۳: ۱۵۹)، انعام (۶: ۶۱)، نحل (۱۶: ۱۶)، مریم (۱۹: ۳۵)، یس (۳۶: ۸۲)، غافر (۴۰: ۶۸)۔

۷۴۷
کُنْ
(۱)

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

۷۴۸
كُنُّ
(۳۱)

ہوجا :-

آیہ کریمہ ہے: بَدِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا
فَأَنذَمَّا يَقُولُ لَنَ كُنْ فَيَكُونُ۔ آسمانوں اور زمین کا موجود ہے
جب کوئی کام مقرر ہوتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا
ہے (۱۱۷: ۲۱) یعنی کلمہ ”کن“ ہی سے عالم امر کے آسمانوں اور زمین کا اختراع
ایجاد کیا، اور یہ اس کی ہمیشہ کی سنت ہے کہ جب بھی کوئی کام مقرر
ہو تو فرماتا ہے کہ ”ہوجا“ تو وہ ہو جاتا ہے۔

ہوجا :-

وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ کن
(ہوجا) اور وہ ہو جاتا ہے (۴۷: ۳۱) یہ باری تعالیٰ کا وہ قانون ہے
جو ہمیشہ عالم امر میں جاری و ساری ہے، جس کی نہ کوئی ابتدا ہے
اور نہ کوئی انتہا، جیسے قول ہے: اَوْشِشْ اُو، اس کے بہت سے
معانی ہیں، منجملہ: ازل وابد کا کوئی برا نہیں، تم اسی کو رکھو۔

ہوجا :-

ترجمہ آیہ بیمار کہ: بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی
سی ہے کہ خدا نے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے حکم دیا کہ ہوجا اور

۷۴۹
كُنُّ
(۳۱)

۷۵۰
كُنُّ
(۳۱)

وہ ہو گیا (۵۹:۳)، اس سماوی تعلیم میں حکمت بالغہ کے نئی اشکائے موجود ہیں؛ (الف) ہر انسان کی ظاہری تخلیق عالم خلق کے قانون کے مطابق ہے (ب) ہر انسان کامل کی باطنی تکمیل عالم امر کے قانون کے مطابق ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا نمنُ فرمانا۔

ہوجاء

ارشاد ہے: وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ۔ اور جس دن وہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے (۷۳:۶) یعنی اللہ جل جلالہ کے امر سے انسان کامل کی انفرادی قیامت میں عالم کبیر سے عالم صغیر کا وجود بن جاتا ہے (خوب یاد رہے کہ یقول اور یكون دونوں مضارع ہیں)۔

۷۵۱
کُنْ
(۵)

خزانہ :-

یہ حدیث قدسی مشہور ہے: کنتُ کنزاً مخفياً فاحببتُ ان اعرفَ فخلقتُ المخلوق۔ خداوند عالم کا پاک ارشاد ہے: میں چھپا ہوا خزانہ تھا سو میں نے چاہا کہ مجھ کو پہچان لیا جائے پس میں نے (اسی مقصد کے لئے) خلق کو پیدا کیا۔
اے نور عین من! اس پُر اسرار حدیث قدسی کو عالم ظاہر کی نسبت

۷۵۲
کنز
(۱۱)

سے نہیں بلکہ عالمِ شخصی کے تناظر میں سمجھ لینا، کیونکہ یہ سچ ہے کہ خدا اپنے دوستوں کے عالمِ شخصی ہی میں چھپا ہوا خزانہ تھا پھر حضرت رب نے ان کو روحانی اور عقلانی طور پر پیدا کیا اور خزانہ معرفت سے انہیں ہمیشہ کے لئے مالا مال فرمایا۔

خزانہ، گنجِ اسرار :-

۷۵۳
کنز
(۱۲)

حدیثِ قدسی ہے: كُنْتُ كَنْزًا لَا أَعْرِفُ فَأُحْبَبْتُ اِنْ أَعْرِفُ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَفْتَهُمْ فَبِي عَرَفُونِي۔ میں ایک ناشناختہ خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میری شناخت ہو سو میں نے ایک غلق کو پیدا کیا اور ان کو اپنا عارف بنا لیا پس انہوں نے خود میرے ہی وسیلے سے مجھ کو پہچان لیا۔

اس حدیثِ قدسی کا تعلق بیرونی جہان سے نہیں عالمِ شخصی سے ہے، کیونکہ جب تک مومن سالک روحانی طور پر پیدا نہ ہو جلتے تب تک اس کے حق میں رب العزت ایک ناشناختہ خزانہ ہے، روحانی تولد کے بعد ہی عارفین و کاملین دیدار اور معرفت کی لازوال دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

لفظ

معنی و حکمت

”ک“

۷۵۴
کنز
(۳۱)

خزانہ معرفت :-

سورہ ذاریات (۵۱: ۵۶) میں ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (أَمْ لِيُعْرِضُونَ) میں نے جنوں اور آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں (یعنی اسی لئے کہ وہ مجھ کو پہچان لیں) ابن عباسؓ نے اس آیت کو میری تفسیر اسی طرح سے فرمائی ہے (المعجم الصوفی، ص ۱۲۶۷)۔

۷۵۵
کنز
(۳۱)

گنج اسرار معرفت :-

عن عائشة، سُئِلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ اعرف الناس بربِّه، قال: اعرفهم بنفسه - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا: لوگوں میں رب کا سب سے بڑا عارف کون ہے؟ ان حضورؐ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے آپ کو پہچانے والوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ (المعجم الصوفی، ص ۱۲۶۱) یہ صحیح ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت عالم شخصی ہی میں ہے۔

۷۵۶
کنز
(۵)

صفات حق تعالیٰ نورِ مطلق :-

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: یارب تُو نے خالق کو کس غرض

سے پیدا کیا ہے، خدا نے فرمایا: كُنْتُ كَنْزًا خَفِيًّا فَاحْبَبْتُ
 اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَيْ اُعْرَفَ - میں ایک پنہان خزانہ
 تھا تو میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو پس میں نے خلق کو پیدا کیا
 تاکہ مجھ کو پہچان لیں (احادیثِ مننوی) اس ارشاد کا تعلق عالمِ شخصی
 اور اہل معرفت سے ہے۔

ربِّ کریم نے اپنی ذاتِ پاک کی تمثیل کنجِ پنہان سے اس لئے
 دی تاکہ ہر عارف اس خزانہ ازل کو عالمِ شخصی ہی میں حاصل کرے،
 جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ - جو شخص
 خدا ہی کا ہو جاتا ہے تو خدا ہی اسی کا ہو جاتا ہے، یعنی جو معرفت کو
 حاصل کرتا ہے وہ خود کنجِ معرفت ہو جاتا ہے۔

ایک خزانہ، بہشت کا ایک خزانہ :-

ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ قَوْلَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ، وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ تَسَعَةٍ
 وَتَسْعِينَ دَاءً اَوْ لَهَا الْمَوْتُ - کوئی شک نہیں کہ قول ”لا حول
 ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم“ بہشت کے خزانوں میں سے ایک
 خزانہ ہے، اور یہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں سے پہلی
 بیماری غم ہے۔ (دعائم الاسلام، وجہِ دین، اور چند کتبِ احادیث)۔

۷۵۷
 کنز
 (۶)

خزانہ، گنجِ مخفی، پُھپھا ہوا خزانہ :-

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی انّ لك كنزاً فی الجنة وانّك ذو قرنینها۔ اے علی بیشک تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ حاصل ہے اور توجنت کا ذوالقرنین (یعنی ہمہ گیر بادشاہ) ہے۔ (المستدرک)۔ بہشت میں بہت سے خزانے ہو سکتے ہیں، لیکن آنحضرتؐ کی یہ بشارت جو جنت کے ذوالقرنین کے لئے ہے وہ سب سے بڑے خزانے سے متعلق ہے، اور وہ سب سے عظیم اور بی مثال خزانہ جس کی تعریف و توصیف کے لئے مناسب الفاظ نہیں ملتے وہ سیم و زر اور لعل و گوہر کا ہرگز نہیں بلکہ یہ کنزِ مخفی ہی ہے، جو علیؑ اور اس کے دستداروں کے نام پر ہے، اس گنجِ اسرارِ ازل و ابد کی خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ اپنے آپ کو یہی خزانہ پاتا ہے۔

ہو جاؤ :-

قرآن حکیم کی ہر آیت بجائے خود ایک صحیفہٴ حکمت بھی ہے اور ایک قطعی حکم بھی ہے، چنانچہ خداوندِ قدوس کے اس امر میں بہت سے مذہبی اور سائنسی سوالات کے لئے جوابِ ثنائی موجود ہے، وہ ارشاد یہ ہے: قُلْ كُونُوا بِحَارَةً أَوْ حَدِيدًا (۵۰: ۱۷) (اے رسولؐ)

”ک“

معنی و حکمت

لفظ

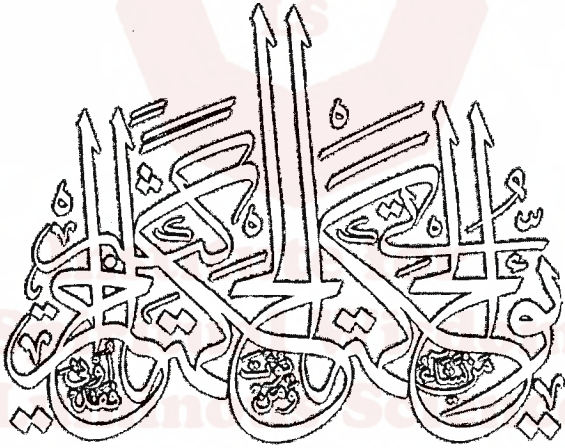
کہہ دو کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔ یاد رہے کہ قرآن حکیم میں بیرونِ حکمت کوئی بات ہے، ہی نہیں، لہذا یہ حقیقت ہے کہ روح اور مادہ الگ الگ نہیں بلکہ دونوں ایک ہی شے کی دو صورتیں ہیں۔



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity



باب اللام

**Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

۷۶۰

لَا تَقْنَطُوا

معنی و حکمت

”ل“

مایوس نہ ہو جاؤ :-

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (۵۳:۳۹) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ خدا کی رحمت رسول کے بعد امام زمانؑ ہے (جوالہ روح اللہ)۔

۷۶۱
لَا رَيْبَ

(۱)

شک نہیں :-

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ - وَهُوَ كِتَابٌ حَسْبُ مَن فِيهِ شَكٌّ نَّهَى
وہ اس اس ہے (۲:۲؛ ۱۰:۳۷)۔

۷۶۲
لَا رَيْبَ

(۲)

شک نہیں، یعنی یقین ہے :-

روزِ قیامت کے بارے میں بارہا یوں ارشاد ہوا ہے: لَا رَيْبَ فِيهِ۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں (یعنی اس میں یقین ہی یقین ہے) شاید کوئی ہونئمنند محنت کو سمجھنے کی خاطر کوئی ایسا سوال کرے کہ آیا یہ حکم عقیدہ قیامت سے متعلق ہے؟ حالانکہ بعض لوگ اس کے معتقد بھی نہیں اور جن کو اعتقاد ہے، ان کی اکثریت بلکہ سب نے ہنوز قیامت کو نہیں دیکھا، پھر ان کو یقین کیسے ہوا؟

جواب: روزِ قیامت حضرت مولا علیؑ ہے اور علیؑ زمانِ وہی مرتبہ رکھتا ہے، جیسا کہ مولا کا مبارک ارشاد ہے: أَنَا السَّاعَةُ الَّتِي لِمَنْ كَذَّبَ

بِهَذَا سَعِيًّا - یعنی میں وہ ساعت (قیامت) ہوں کہ جو شخص اس کو جھٹلائے اور اس کا منکر ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہے، اور اس ساعت سے مراد روزِ قیامت ہے اکو کبِ دُری، بابِ سوم ص ۲۰۰ منقبت (۲۷)۔

۷۶۳

لَا رَيْبَ

(۳)

شک نہیں، یعنی یقین ہے۔

”لَا رَيْبَ فِيهِ“ کی حکمت: لَا رَيْبَ، شک نہیں، خیدہ، اُس میں، مراد علی یا علیؑ زمان کے باطن میں شک نہیں، جبکہ عارف اس کی روحانیت و نورانیت میں داخل ہو جاتا ہے یا اس کا نور خود عارف کے باطن میں طلوع ہوتا ہے تو اس وقت تمام شکوک و شبہات زائل ہو جاتے ہیں، پھر یقین ہی یقین کا عالم ہوتا ہے، الغرض لَا رَيْبَ فِيهِ میں شک کی مذمت اور یقین کی تعریف کے ساتھ ساتھ یہ اشارہ بھی ہے کہ اہل ایمان امام زمانؑ کی باطنی معرفت میں داخل ہو جائیں۔

۷۶۴

لَا رَيْبَ

(۴)

شک نہیں، یعنی یقین ہے۔

سورہ بقرہ کے شروع میں بہت بڑی بنیادی حکمت حجابِ تنزیل میں مستور ہے: اَللّٰهُمَّ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ - الف، لام، میم، وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی قرآنِ ناطق جس کی باطنی

معرفت میں داخل ہو جانے کے بعد یقین کے جملہ نزلے مل جاتے ہیں، جیسے مولانا فرمایا: انا ذالک الکتب لاریب فیہ۔ میں وہ کتاب ناطق ہوں جس میں کوئی شک نہیں۔ (کوکبِ درسی، باب سوم، منقبت ۲۸)۔

عالمِ روحانی :-

عالمِ لامکان، وہ جہان جس میں مادی جگہ نہیں، جیسے عالمِ خواب یا عالمِ خیال، جس میں جگہ کا تصور تو ہوتا ہے لیکن اس کی مادیت و جسمانیت نہیں ہوتی، اور اسی طرح عالمِ روحانیت ہے جو عالمِ لامکان ہے، اور وہی درجہ کمال پر بہت ہے۔

۷۶۵
لامکان
(۱)

عالمِ روحانی :-

جسم کو الگ اور روح کو الگ دیکھنا ہے تو یہ مکانی ہے اور وہ لامکانی، اور اگر ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا ہے تو کامل عالمِ شخصی کو دیکھو، بہشت دراصل عقل و جان ہونے کی وجہ سے لامکانی ہے، لیکن کائناتی روح کی وجہ سے ارض و سما سے مربوط ہے (۳: ۱۳۳، ۱۳۴)۔

۷۶۶
لامکان
(۲)

”ل“

معنی و حکمت

لفظ

عالم روحانی :-

۷۶۷
لامکان
(۳)

جو لامکان ہے، وہی ایک اعتبار سے لازمان بھی ہے، کیونکہ مکان معنی آسمان کی گردش ہی سے زمان بنتا ہے، اور جہاں مکان نہ ہو وہاں زمان بھی نہیں، جیسے بہشت میں زمانہ ماضی نہیں، زمانہ مستقبل نہیں، اور ایسا زمانہ حال بھی نہیں جو بڑی سرعت کے ساتھ گزر رہا ہو، مگر زمانہ ہمیشگی (خلود) ہے (۵۰:۳۴)۔

عالم روحانی :-

۷۶۸
لامکان
(۴)

لامکان سے عالم علوی مراد ہے جو مکان و زمان سے ماورائے، جی ہاں، وہی بہشت ہے، جس میں مکان و زمان کا روشن تصور آپ کی چاہت کے مطابق ہوتا ہے، آپ جس جگہ، جس وقت، اور جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں، صرف وہی چیز سامنے آتی ہے، اور باقی چیزیں قائب ہی رہتی ہیں۔

جو چیز فائدہ نہ دے :-

۷۶۹
لاینبغ

رسولِ خدا کی ایک پُر حکمت دعا یہ بھی تھی: اللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْاَرْبَعِ: مِنْ عَلْوٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا
تَشْبَعُ، وَدَعَاءٍ لَا يَسْمَعُ۔ اے اللہ میں چار چیزوں سے تیرے

پاس پناہ لیتا ہوں؛ غیر مفید علم سے، ایسے دل سے جس میں (خدا کا) خوف نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو (مستدرک، کتاب العلم) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو علم کا دعویٰ کرتے ہیں، درحالے کہ ان کا علم غیر مفید ہے۔

پوشاک، لباس :-

۷۷۰
لباس
(۱۱)

سورۃ اعراف (۷: ۲۶)، میں دیکھ لیں؛ اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک نازل کی کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور زینت کے کپڑے (ریشما) جسم لطیف، اور پرہیزگاری کا لباس اور یہ سب لباسوں سے بہتر ہے۔ اس آیہ کریمہ میں تین قسم کے لباس کا ذکر آیا ہے؛ جامہ ظاہر، جامہ جسم لطیف اور جامہ روح لطیف یا لباس تقویٰ جو سب سے اعلیٰ ہے۔

ہم میں سے کسی نے خواب دیکھا کہ وہ بہت اچھے صاف ستھرے لباس میں ملبوس ہے تو یہ اس کے لئے ”لباس تقویٰ“ کا اشارہ ہے، اس کے برعکس پھٹے پُرانے یا گندے کپڑے یا عریانی اس بات کی علامت ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔

لباسِ تقویٰ :-

لباسِ تقویٰ کی سب سے اعلیٰ مثال یہ ہے کہ کوئی عالی ہمت مومن گنج ازل کی بلند کی تک پہنچ جائے اور وہاں اس کو سب سے بڑا دیدار ہو، یہ پاک دیدار مرتبہ فنایت، عالم وحدت اور یک حقیقت ہے، لہذا اس میں تمام معانی جمع ہیں، اور ایک معنی بموجبِ مَنْ عَرَفَ يَهْ هے کہ اُس عارف نے اپنے آپ کو لباسِ تقویٰ میں پہچان لیا۔

پہشت کے ریشمی لباس :-

سورہ حج (۲۲: ۲۳) اور سورہ فاطر (۳۵: ۳۳) میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اہل جنت کے لباس ریشمی ہوں گے۔ ان سے اجسامِ لطیف مراد ہیں، جو مومن جنوں، پرلیوں یا فرشتوں کی طرح ذی عقول ہیں، ریشم اور جسمِ لطیف کی مشابہت کا حال یوں ہے کہ جب ریشم کا کیرا پروانہ بن جانے کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے اسی وقت وہ اپنے باطن سے ریشم کا تار نکالنے لگتا ہے، اسی طرح جب انسانِ کامل بشر سے فرشتہ بن رہا ہوتا ہے، اور قبضِ روح کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو ایسے میں اس کی ہزاروں کاپیاں بنائی جاتی ہیں، یہ ہیں اجسامِ لطیف یا فرشتے یا بہشت کے ریشمی لباس۔

۷۷۳
لحم طير
(۱)

پرند کا گوشت:

بہشت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت پرندوں کا گوشت ہے، جیسا کہ سورہ واقعہ میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ**۔ اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے (۲۱: ۵۶) اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ بہشت میں دنیا کی کیفیت غذائیں نہیں ہیں، لہذا پرندوں کا گوشت اس حقیقت کی مثال ہے کہ اہل بہشت کو بڑی پاکیزہ روتوں اور فرشتوں کا دیدار حاصل ہوگا، جس سے سب بچر غمخوڑ و مسرور ہوں گے، اور ان کو ازلی وابدی وحدت و یک حقیقت کا علم ہو جائے گا، جس سے بیگانگی کا تصور ختم ہو جائے گا، اور ہر فرد کو یقین کر لینا ہوگا کہ وہ ایک گل ہے اور باقی سب اس کے اجزاء ہیں۔

۷۷۴
لحم طير
(۲)

روحوں اور فرشتوں کا دیدار:

مومنین و مومنات میں سے ہر فرد بمثلہ کلیات ایک گل ہے تو یہ کتنی عجیب و غریب اور کتنی عظیم حکمت ہے پس بہشت میں ہر شخص اللہ کی رحمت سے رقتہ رقتہ ارواح و ملائکہ کو اپنی مستی گل کے اجزاء قرار دیتا جائے گا، تا آنکہ مرتبہ حق الیقین پر اسرار معرفت منکشف ہو جائیں، یہ ہے جنت میں پرندوں کا گوشت کھانے کی تاویل الحمد للہ۔

زبان :-

ہر زبان قدرتِ قدائی نشانیوں میں سے ہے، جیسا کہ سورہٴ روم (۲۲:۳۰) میں ارشاد ہے : وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافُ اَللِّسَانِ وَالْوَاوَاكُمُ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے، نیز تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بے شک اس میں اہل علم کے لئے نشانیاں ہیں ۲۲:۳۰۔ پس زبانوں کی تخلیق اور گونا گونی اللہ کی طرف سے ہے، اور اس میں بھی قدرتی حسن و جمال کے بے شمار مناظر ہیں، جیسے آسمان کے ستارے، زمین کے خوبصورت نظارے، اور انسانوں کے چہرے۔

زبان :-

یہ بھی روحانی سائنس کا ایک زبردست انکشاف ہے کہ ہر آسمانی کتاب کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، مثال کے طور پر قرآن کا ظاہر یعنی تنزیل جو عربی میں ہے، اور باطن یعنی تاویل جو دنیا بھر کی تمام زبانوں میں ہے، اور ایسا ہونا قرآن کا سب سے بڑا عالم گیر معجزہ ہے، جیسا کہ ارشادِ قرآنی کا ترجمہ ہے : اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کو بیان (یعنی تاویل) کرے (۱۴:۴)۔

لفظ

۷۷۷
لسان
(۳۱)

معنی و حکمت

”ل“

زبان :-

سورہ اعراف میں ارشاد ہے: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ
اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ آپ فرمائیے اے لوگو! بے شک میں اللہ
کا رسول ہوں تم سب کی طرف (۱۵۸: ۷) اس حکم سے یہ ظاہر ہوا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں
اس لئے آپ رحمتِ عالم (۱۰۷: ۲۱) کی مرتبت میں باطناً ہر زبان میں
بول سکتے تھے۔

۷۷۸

لسان
(۳۱)

زبان :-

الْمُنْجِدُ (عربی = اُردو) ص ۱۰ پر ایک حدیث شریف درج ہے،
جس کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے، بیشک میرا ایمان ہے کہ جنت
کی سب سے اعلیٰ اور مرکزی زبان عربی ہے (دیکھتے جلال الدین
سیوطی کی کتاب جامع الاحادیث، ص ۳۳۳ پر بھی) لہذا تمام
مومنین و مومنات نہ صرف عربی میں گفتگو کر سکیں گے، بلکہ قرآن
حدیث کی باطنی حکمتوں سے بھی مستفیض ہو جائیں گے، تاہم عقل
باور کرتی ہے کہ بہشت میں ذیلی طور پر بے شمار زبانوں کا رواج ہے
جس کی شہادت ایسی قرآنی آیات میں موجود ہے، جو جنت میں ہر

دلپند نعمت موجود دہنیا ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۷۷۹

لسان
(۱۵)

زبان :-

سوال : ذرا یہ تو بتادیں کہ بہشت میں کیا کیا نعمتیں ہیں یا ہوں گی؟
جواب : کوئی ایسی نعمت نہیں جو بہشت میں نہ ہو، آپ جن جن نعمتوں کو چاہتے ہیں، وہ سب کی سب بہشت میں مل جانے والی ہیں، مثلاً آپ اگر اپنی زبان کے بارے میں ہر بات کو جاننا چاہتے ہیں تو یہ اس طرح ممکن ہے کہ وہاں خدا کے پاس تمام چیزوں کے خزانے ہیں، جن میں علم کے خزانے بھی ہیں (۲۱:۱۵) زبانوں سے متعلق حقیقی معلومات بھی ہیں، اقوام عالم کی سچی تاریخ بھی ہے۔

۷۸۰

لسان
(۱۶)

زبان :-

جب اللہ تعالیٰ کسی زبان کو وجود دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے کلمہ ”کل“ کو پیدا کرتا ہے، یہ گویا اس زبان کے بے شمار الفاظ کا آدم ہے، پھر اسی کلمے سے حوا کی مثال پر دوسرا کلمہ پیدا کرتا ہے، اور ان دونوں سے دیگر لفظوں کی بہت سی شاخیں بنا بنا کر ایک زبان کو مکمل کرتا ہے۔

”ل“

معنی و حکمت

لفظ

۷۸۱
لَيْفٍ

لپٹا ہوا، سٹا ہوا:-

سورہ بنی اسرائیل (۱۷:۱۰۴) میں ارشاد ہے: پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو لپیٹ کر لے آئیں گے۔ اہل زمانہ کے نفوس نفسِ واحدہ سے پھیلائے گئے تھے، پھر ان کو نفسِ واحدہ ہی میں لپیٹ کر آخرت کی طرف لیا جاتا ہے، یعنی جس شخص کا دل پر قیامت گزرتی ہے اسی میں سب لوگ فنا ہو جاتے ہیں، اور اسی کے وسیلے سے شخصِ واحد بن کر سب خدا کے پاس جاتے ہیں۔

۷۸۲

لِقَاءِ
”ل“

ملنا، ملاقات کرنا:-

قرآن حکیم میں خدائے بزرگ و برتر کی پاک ملاقات سے متعلق متعدد آیاتِ کریمہ وارد ہوئی ہیں، یہاں یہ سوال بجا ضروری ہے کہ آیا یہ ملاقات دیدار کے معنی میں ہے؟ جی ہاں، کیا دنیا میں بھی ربِّ العزت کا دیدار ہو سکتا ہے یا صرف آخرت میں ممکن ہے؟ اگر دنیا کی زندگی میں کوئی دیدار ممکن نہ ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا: اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا (۱۷:۷۲)۔

۷۸۳
لِقَاءِ
”ل“

ملنا، ملاقات کرنا:-

اے نورِ عینِ من! آپ سورہ نجم (۵۳:۱۱) میں غور سے دیکھ لیں

کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا تھا، اور یہ سب کے لئے آنحضرتؐ کی طرف سے عملی ہدایت ہے، کیونکہ اصل ہدایت وہ ہے جس کے پیرو متزل مقصود تک پہنچ جائیں، اور اہل ایمان کے لئے ایسی آخری منزل خدا ہی ہے پس پروردگارِ عالم کی ملاقات حق ہے۔

لقمانِ حکیم :-

۷۸۴
لقمان

حضرتِ لقمان اور حضرتِ داؤد علیہما السلام، ہم عصر تھے کتابِ سرِّ ارض ۱۸۹، جعفر بن منصور الامین۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ لقمانؑ کی طرف وحی بھیجی اور یہ ارشاد فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ طالوت کے بعد تم کو بنی اسرائیل پر فیلیف بنا دوں، تو اس نے درخواست کی: اگر میرے پروردگار کو گستاخی نہ ہو تو وہ مجھ اس سے معاف رکھے کیونکہ میں خواہشِ نفس اور خود غرضی سے ڈرتا ہوں، اور اگر ارادۃ الہی کا نفاذ ضروری ہے تو میں اس کے حکم اور فیصلے کے لئے صبر کروں گا، پس خدا نے اس سے خلافت کو پھیر دیا اور حضرتِ داؤدؑ کو عطا کر دی اور اس نے قبول کر لی (مذکورہ صفحہ)۔

لفظ

معنی و حکمت

”ل“

۷۸۵

لِقَلْبِ اُذْنَانِ دِل کے دوکان :-

کتاب الثانی، جلد چہارم باب ۲۳، میں ہے: مَا مِنْ قَلْبٍ
اِلَّا وِلَهُ اُذْنَانِ، عَلٰی اِحْدَاهُمَا مَلَكٌ مُرْسِدٌ وَعَلٰی
اُخْرٰی شَيْطَانٌ مُفْتِنٌ۔ ہر دل کے دوکان ہوتے ہیں ایک
میں ہدایت کرنے والا فرشتہ بات کہتا ہے اور دوسرے میں فتنہ پرداز
شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔

۷۸۶

حمد کا جھنڈا :-

لِوَاءِ الْحَمْدِ

ارشاد نبوی ہے: اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِوَاءً مِّنْ نُّورٍ وَعَمُودًا
مِّنْ نُّورٍ خَلَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الدُّنْيَا بِالْفِ عَامِ
مَكْتُوبِ عَلٰی ذٰلِكَ اللّوَاءِ: اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا، مُحَمَّدٌ
عَبْدِيَّ وَرَسُولِيَّ اِلٰى خَلْقِيَّ وَآلِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ۔
بیشک خدائے عزوجل کا ایک علم ہے جو نور سے ہے اور اس
کا دستہ بھی نور سے ہے جس کو اللہ نے آفرینش دیتا ہے ایک ہزار
سال قبل پیدا کیا، اس علم پر یہ تحریر ہے: میں ہی اللہ ہوں میرے
سوا کوئی معبود نہیں، محمد میرا بندہ ہے اور میری خلق کی طرف میرا رسول
ہے اور آل محمد بہترین خلائق ہیں (شرح الاخبار، جزء ۱، ص ۴۷۲)
لِوَاءِ الْحَمْدِ / لِوَاءِ عَقْلِ، یعنی نورِ عقل۔

“ل”

معنی و حکمت

لفظ

۷۸۷

لُوطٌ

ایک نبی کا نام نامی ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کے بیٹے تھے۔

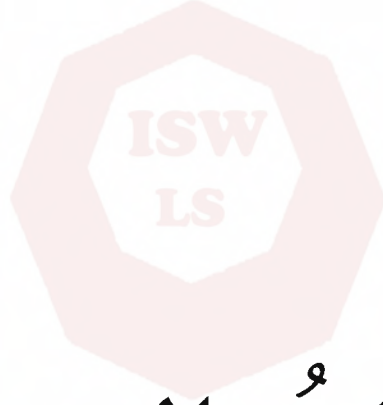
سورہ انبیاء (۲۱: ۷۱) میں ہے: وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَدَلْنَا فِيهَا الْعَالَمِينَ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اور لوطؑ کو ایسی سر زمین کی طرف بھیج کر نجات دی جس میں ہم نے جہانوں (عوالم) شخصی، کے لئے برکت رکھی ہے۔ دنیائے ظاہر میں کوئی ایسا ملک یا شہر نہیں، جس میں گل جہانوں کے لئے برکت ہو، پس یہ حقیقت ہے کہ خداوند تعالیٰ کی عنایت بے نہایت سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ علیہما السلام زمینِ نفسِ کُلِّیٰ تک رسا ہو گئے، جس میں تمام عوالم شخصی کے لئے رحمت رکھی ہوئی ہے۔

اگر تونہ ہوتا۔

۷۸۸

لَوْلَاكَ

حدیثِ قدسی ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَخْلَاقَ۔ اے رسولؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں (یعنی کائنات) کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اللہ کے ایسے محبوب پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا: أَنْتَ مَتَّى وَأَنَا مِنْكَ۔ (اے علیؑ) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں (صحیح بخاری، جلد دوم کتاب الانبیاء، باب ۳۹۱)۔



باب الميم

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

۷۸۹
مَات

مرگیا :-

”م“

معنی و حکمت

حدیث شریف ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ۔ ترجمہ:
جو شخص مر گیا اس کی قیامت برپا ہو گئی۔ تشریح: جو مومن سالک
جسمانی موت سے پہلے نفسانی طور پر مر جاتا ہے اس کی ذاتی
(روحانی) قیامت برپا ہو جاتی ہے (احیاء العلوم، جلد چہارم، صبر کی
فضیلت جس ۹۱)۔

۷۹۰
مَاء

پانی :-

تاویلاً علم، اس آیت مبارکہ کو سورہ نور (۲۴: ۴۵) میں پڑھ
لیں: اور اللہ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا (یعنی ذکر و عبادت
سے چلنے والے کو علم سے پیدا کیا) کوئی بیٹے کے بل چل رہا ہے (حسی کا ذکر
باطنی کیفیت میں ہے معین الفاظ میں نہیں) تو کوئی دو ٹانگوں پر
اور کوئی چار ٹانگوں پر چلتا ہے (یعنی حسی کا ذکر دو اسموں میں
ہے تو حسی کا چار اسماء میں)۔

۷۹۱
مَاء

پانی :-

نور ہدایت کے آسمان سے ہمیشہ روحانی علم کا پانی برستا رہتا ہے، جیسا کہ
سورہ فرقان (۲۵: ۴۸) میں ارشاد ہے: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

مَاءً طَهُورًا۔ اور ہم ہی نے آسمان سے بہت پاک اور ستھرا پانی برسایا۔ پانی تو بہت دور کی نہروں سے بھی آتا ہے، لیکن اُس پانی کی کوئی ایسی تعریف نہیں کی گئی۔

برکت والا :-

قرآن جو خداوندی خیر و خوبی کا مخزن اور بخشش و نعمت کا مرکز ہے (۹۲:۶) جس کی آیات میں بار بار غور و فکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی روحانی اور عقلی (علمی) برکتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں (۲۹:۳۸) قرآن صامت کی باطنی برکتیں اس وقت حاصل ہونے لگتی ہیں جبکہ کوئی نیک بخت مومن قرآن ناطق کو پہچان لیتا ہے، کیونکہ یہ کلام اللہ کا نور اور معلم ہے۔

برکت والا :-

اسی کتاب (ہزار حکمت) میں عنوان ”علم“ کے تحت دیکھیں کہ ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم ہے، چنانچہ قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر برکت کا ذکر آیا ہے، جس کا آخری اور خاص مطلب عقلی اور علمی برکت ہے، کیونکہ علم عقل کی روشنی ہے، اور عقل بفرمودہ حدیث قدسی خدا کی محبوب ترین مخلوق ہے جو اللہ کے کسی محبوب میں

۷۹۲
مُبَارَك
(۱۱)

۷۹۳
مُبَارَك
(۱۱)

پیدا کی جاتی ہے، پس علم میں سب سے بڑی عزت بھی ہے اور
حُبِ الہی کی خوشبو بھی ہے۔

برکت والا :-

سورہ مومنون (۲۳: ۲۹) میں ایک بڑی پُر حکمت نمائندہ دعا ہے:
اور دعا کرو کہ اے میرے رب تو مجھ کو بابرکت جگہ میں اتارنا
اور تو تو سب اتارنے والوں سے بہتر ہے۔ مُردہ قبر راکھی اُن
تہک لو پسوم عاشقہ روح + دوستے جسم لَو دُکُور ضاگئے نَزندَ لَو
پُڑٹ۔ ترجمہ: اے روح عاشق! مُردہ قبر میں داخل نہ ہو جا تیری
شان مٹی میں رہنے کے لئے نہیں، تو محبوب کے جسم لطیف میں زندہ
ہو جا اور ہمیشہ کے لئے اسی زندہ جاوید میں جاگزیں ہو جا۔ پس
ہماری ارواح کے لئے بابرکت جگہ حضرتِ امام علیہ السلام کا
کوہی بدن ہے۔

۷۹۳
مُبَارَك
(۳۱)

اُن کی مثال :-

... اَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ۔ کہ ان کی مثال پیدا کرے۔ یعنی
جسم مثالی جو مجتہد ابداعی ہے، پس بہشت میں جسم خاکی نہ ہوگا،
جسمِ فلکی ہوگا (۳۶: ۸۱)۔

۷۹۵
مِثْلَهُمْ

انہی کے مانند:-

سورہ طلاق کی آخری آیت میں ارشاد ہے: **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ**۔ خدا ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند (۱۲: ۶۵) یعنی ہر آسمان کے تحت ایک زمین ہے، اسی طرح سات آسمان اور سات زمین ہیں، جن کی معرفت عالم دین اور عالم شخصی میں یوں ہے کہ صاحبانِ ہفت ادوار سات آسمان ہیں اور ان کے ہفت ابواب سات زمین۔

مثیل ہارون ہارون جیسا:-

آنحضرتؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا: **يا اعلیٰ أنت متی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ إلا أنتہ لانبتی بعدی**۔ اے علی تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰؑ سے تھا، مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد اور کوئی پیغمبر نہیں (شرح الاخبار، جزء ۱۰، ص ۱۷۷) صاحبِ جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا اشارہ حکمت یہ ہے کہ ہم اور آپ قرآن حکیم کے آئینہ نظہریت ہارونی میں حضرت مولا علیؑ کو بھی دیکھیں۔

مُنْقَطِعٌ، كَانُهَاوَاهِ-

غَيْرِ مَجْدُوذٍ، غیر منقطع، لازوال، ازلی وابدی، سورہ ہود (۱۱: ۱۰۸) میں دیکھ لیں کہ باسعادت لوگ بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں؛ عَطَاءٌ غَيْرِ مَجْدُوذٍ۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔ یہاں یہ اشارہ موجود ہے کہ انسانی روح کا بالائی سرا یا انا تے علوی ہمیشہ بہشت میں ہے، کیونکہ وہ خدا کے نور کا ازلی عکس ہے، لہذا وہ ہر جا حاضر ہے۔

کائنات و موجودات کی ہر چیز ہمیشہ ایک دائرے پر گردش کر رہی ہے (۲۱، ۳۳، ۳۶، ۴۰) چنانچہ بہشت کی لاتعداد و لامحدود نعمتیں ایک ایسے دائرے پر واقع ہیں جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔

Knowledge for a united humanity

خُدَائِي مَحَبَّتِ :-

وَالْقَيِّمَاتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّمِّي (۲۰: ۳۹)، اللہ پاک نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: اور میں نے تجھ پر اپنی محبت کا پر تو ڈالا۔ یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ پیغمبر اور امام علیہما السلام سے محبت کرنا واجب ہے، کیونکہ ان کی مبارک ہستی شروع ہی سے محبت الہی کی مظہر ہوتی ہے۔

۸۰۰
مَحْجُوبُونَ

روکے ہوئے، منع کئے ہوئے:-

سورۃ تطفیف (۱۵: ۸۳) میں دیکھ لیں: كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ۔ ہرگز ایسا نہیں، یقیناً یہ لوگ اُس روز اپنے رب کے دیدار سے محروم رکھے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بعض لوگوں کو رب کریم کا پاک دیدار ہوگا۔

۸۰۱
مُحَمَّدٌ

تعریف کیا ہوا، سراہا ہوا۔ اسم مفعول:-

سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی، حضور اکرم کا نام نامی قرآن حکیم کے چار مقامات پر ظاہر ہے: (۱) آل عمران (۱۴۴: ۳) حزاب (۷۱: ۳۳) (۲) سورۃ محمد (۲: ۲۷) فتح (۲۹: ۴۸)

لفظ محمد کا مادہ ”حمد“ ہے، جو عقل کل کے ناموں میں سے ہے، اس کی تاویل یہ ہے کہ آنحضرت منظر عقل کل ہیں، ہر عالم شخص میں نور محمدی سب سے مقدم ہے۔

۸۰۲
مَدَّ الظِّلَّ

سایہ کو پھیلا دیا:-

یہاں تم نے اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر سایہ کو پھیلا دیا، اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرا ہوا کر دیتا، پھر ہم نے آفتاب

کو اس کا رہنما بنا دیا، پھر ہم نے اس کو آسانی سے اپنی مٹھی میں لے لیا (۲۵: ۴۵-۴۶) یہاں سایہ مثال ہے، اس کا منقول عالم باطن ہے، جس کو خداوند قدوس کائنات بھر میں پھیلاتا بھی ہے، لپیٹتا بھی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ہمیشہ پھیلا ہوا رکھ بھی دیتا ہے، اور یہ آفتابِ عقل ہی کی روشنی میں ہے۔

بہت برسوں والا، آسمانِ روحانیت :-

۸۰۳
مَدْرَارًا

سورۃ انعام (۶: ۶۱) سورۃ صود (۱۱: ۵۲) اور سورۃ نوح (۱۱: ۱۱) میں آپ کو خوب غور سے دیکھنا ہو گا تاکہ اس حقیقت کا یقین حاصل ہو کہ خدا اپنے خاص بندوں پر علم کدنی کا بہت برسوں والا آسمان بھیج سکتا ہے: يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مَدْرَارًا۔

۸۰۴
مدینۃ العلم علم کا شہر :-

اِنَّمَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَالِيٌّ بِأَبْهَاقَمِنَ ارَادَ الْعِلْمَ قَلِيَّاتٍ الْبَابِ۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے پس جو شخص علم کو چاہتا ہو اس کو لازم ہے کہ شہر کے دروازہ سے داخل ہو جائے۔ (شرح الانبیا ج ۱، ص ۱۸۹) یعنی جو شخص علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین

کے خزانوں کو چاہتا ہو، تو اس کے لئے یہ امر ضروری اور لازمی ہے کہ علیٰ زمان علیہ السلام کی بی مثال ہدایات کی روشنی میں چل کر علم نبوی کے شہر میں داخل ہو جائے۔

دو دفعہ، مراد دو دفعہ پیدا ہونا،۔

۸۰۵
مَرَّتَيْنِ
(۱۱)

انسانِ کامل کا پہلا سفر اسرائیل اور عزرائیل علیہما السلام کی منزل تک ہے، جہاں وہ بار بار مرکزِ زندہ ہو جاتا ہے اور اسی عمل کے ساتھ اس کی ذاتی قیامت شروع ہو جاتی ہے، اور دوسرا سفر عالمِ علوی تک ہے جہاں اُس پر فانی اللہ و بقا باللہ کا سب سے عظیم بُعجزہ گزرتا ہے، اسی معنی میں وہ دو دفعہ پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے:-

لَنْ يَلِجَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ مَنْ لَمْ يُولَدْ مَرَّتَيْنِ۔ جو شخص (مرتبہ روح اور مرتبہ عقل پر) دو دفعہ پیدا نہ ہو جائے وہ ہرگز آسمانوں کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا ہے (احادیثِ مشکوٰۃ)۔

دو دفعہ،۔

۸۰۶
مَرَّتَيْنِ
(۱۲)

بحوالہ سورہ ۱۷، آیت: ۴، دو دفعہ زمین میں فساد کی تاویلی حکمت ہے، دو مرتبہ عالمِ شخصی کی زمین میں بگاڑ، پہلی دفعہ روحانی تعمیر

کے لئے اور دوسری دفعہ عقلانی ترقی کے لئے، یہی ہے دو دفعہ مر جانا اور دو دفعہ پیدا ہو جانا (۱۱:۴۰)۔

دخترِ عمران :-

۸۰۷
مریم
(۱۱)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (۱۲:۶۶)
اور دوسری مثال مریم دخترِ عمران کی ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی۔ یعنی اس نے اپنے کانوں کو اغیار کی باتوں سے محفوظ رکھا، تب ہی ان کی سماعت نغمۂ روح القدس کے قابل ہو سکی۔

عمران کی بیٹی :-

۸۰۸
مریم
(۱۲)

اور وہ خاتون جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو عالمین کے لئے نشانی بنا دیا (۹۱:۲۱) یعنی محبت جس نے اپنی سماعت کو باطل باتوں سے محفوظ رکھا، اور خدائی روح اس میں پھونک دی گئی، اس کے عالم شخصی میں شخص کامل کا نورانی تولد ہوا، اور وہ دونوں ان لوگوں کے لئے امکانی رحمت کا نمونہ بن گئے جو راہ روحانیت اور عالم شخصی کو چاہتے ہیں۔

وہ جس سے مدد مانگی جائے :-

سورہ یوسف میں ہے: وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (۱۲: ۱۸) اور جو تم بیان کرتے ہو اس کے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے، خدا سے مدد مانگنے کے لئے دو ضروری شرطیں ہیں؛ صبر اور صلوة (۲: ۲۵، ۲: ۱۵۳) صبر تاویلًا پیغمبر میں اور صلوة امامؑ، انہی قدسیوں کے وسیلے سے خدا کی مدد حاصل ہو سکتی ہے، ورنہ ظاہری شرطوں کو بجالا کر یہود و نصاریٰ بھی خدا کی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

مسجد کی جگہ، عبادت خانہ، عبادت :-

لفظ مسجد عبادت کے معنی میں بھی آیا ہے، جیسے سورہ اعراف (۷: ۳۱) میں ہے، چنانچہ مسجد الحرام کے دو معنی ہیں (۱) حرمت والی مسجد (خانہ کعبہ) اور (۲) حرمت والی عبادت، یعنی اسم اعظم کی عبادت اب اس آیت شریفہ میں غور سے دیکھیں :-

ترجمہ: وہ خدا پاک و پاکیزہ ہے جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام حرمت والی عبادت۔ اسم اعظم اول سے مسجد اقصیٰ (نبوت) دور کی مسجد یعنی آخری اسم اعظم، کی طرف لے گیا جس کے گرد انگرد ہم نے ہر قسم کی برکت ہتیا کر رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنے کچھ عجائبات

قدرت دکھلا دیں۔

فقیر، محتاج :-

نیک لوگ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم، اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، یعنی محبت، امام، اور اساس کے علمی طعام کا دسترخوان پچھلتے ہیں (۷۶: ۸)۔

۸۱۱
مُسکین

اُمَّةٌ طَاهِرِينَ کی جماعت :-

اے نورِ حقیق من! حقیقی مسلم وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے، اسی معنی میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا کی، اے ہمارے پروردگار ہم کو ایسا بنا دے کہ اپنے آپ کو تیرے حوالہ کر دیں اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کر دے جو حقیقی فرمانبرداری سے خود کو تیرے پیرو کر دے (۱۲۸: ۲)۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ اُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ اُمَّةٌ طَاهِرِينَ علیہم السلام کی جماعت ہے، جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ذریت ہے (ملاحظہ ہو: دعائے الاسلام عربی، جلد اول، ص ۳۳)۔

۸۱۲
مُسْلِمَةٌ

۸۱۳
مُسَوِّمِينَ
(۱)

نشان والے :-

روحانی جہاد میں جب خدا کی طرف سے مدد کے لئے فرشتے آتے ہیں تو وہ نشان والے ہوتے ہیں، یعنی ان کے پاس زمانے کے مطابق علامتی ہتھیار ہوتے ہیں تاکہ یہ سگنل ملے کہ وہ جنگی مدد کے لئے آئے ہیں، اس معجزے کا مشاہدہ کسی مومن کو بیداری یا خواب میں ہو سکتا ہے، چنانچہ جنگ بدر میں بعض اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا معجزہ دیکھا تھا (۳: ۱۲۵)۔

۸۱۴
مُسَوِّمِينَ
(۲)

نشان والے :-

اب سے بہت پہلے کا قصہ ہے کہ ایک طرف شدید تکلیف اور قیدگی بندی کا عالم تھا، اور دوسری طرف پر حکمت روحانی انقلاب کا دور دورہ، رات کی تنہائی میں برق رفتاری سے فرشتہ آیا، ایک بدیع الجمال عظیم المرتبت، اور نورانی جوان کی صورت میں تھا، دائیں ہاتھ میں سنگین کے ساتھ رائفیل تھی، اور بائیں ہاتھ میں ٹارچ، اس کی بیشمال و لائٹانی جلالت و بزرگی سے میں سخت مرعوب ہو گیا، بلکہ ایک قسم کی فنائیت طاری ہو گئی، بات کرنے کی نہ تو ہمت ہوئی اور نہ ہی کوئی اجازت ملی، بس بہت ہی جلد چلا گیا، لیکن اسکی یاد ایسی زبردست پر خوشن ہے کہ بار بار ستانی رہتی ہے۔

۸۱۵
مُسَوِّمِينَ
(۳۱)

نشان والے :-

اُسی زمانے کی بات ہے کہ ایک نورانی خواب میں حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ کا پاک دیدار ہوا، اس بندہ ناپہیز کے پاس ایک عجیب قسم کی ان ڈائریکٹ رائفل ہوتی ہے، مولا نے فرمایا، یہ مجھے دو، میں اسے خوب استعمال کروں گا، اسی کے ساتھ رائفل امام علیہ السلام کے دست مبارک میں گئی، یقیناً یہ نورانی خواب روحانی جہاد سے متعلق ہے۔

۸۱۶
مُسَوِّمِينَ
(۳۱)

علامت لگانے والے :-

جنگ بدر میں لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے جو فرشتے آئے تھے وہ علامتی اسلحہ کے ساتھ تھے، جن کو آنحضرت (صلعم) کے علاوہ بعض اصحاب نے بھی دیکھا تھا، اور یہ صرف آئندہ روحانی اور علمی جنگ میں دینِ حق کی فتح سے متعلق خوشخبری اور دلچسپی تھی (۳: ۱۲۵-۱۲۶)۔

۸۱۷
مُسَوِّمِينَ
(۵۱)

علامت لگانے والے :-

اے نورِ عینِ من ! ان باطنی اسرار کو بھول نہ جانا کہ نمائندہ قیامت (انفرادی قیامت، دعوتِ حق، روحانی جہاد، اور علمی جہاد ایک ساتھ واقع ہو جاتے ہیں، باطنی جنگ کے مرکز کو ”قلب“ کہتے ہیں،

اور وہ حضرت امام اقامت ہے، جس کے بغیر روحانی اور علمی جہاد ممکن ہی نہیں۔

۸۱۸
مَشَارِقُ

سورج نکلنے کے مقامات، واحد مشرق :-

سورۃ اعراف (۷: ۱۳۷) میں ارشاد ہے: اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ یہ عالم شخص کی سرزمین ہے جس کے مشرق و مغرب کی طرف خصوصی توجہ دلانے کی عظیم حکمت یہ ہے کہ وہاں کا آفتاب نور اپنے ہر طلوع و غروب سے بیشکال علمی و عرفانی اشارے کرتا رہتا ہے، اور خداوندی برکتوں کا یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔

۸۱۹
مع القرآن
(۱)

قرآن کے ساتھ :-

قال رسول الله (صلعم)؛ علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یرد علی الحوض ینابیع المودۃ، ص ۱۰۳، آنحضرتؐ نے فرمایا: علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ، یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے تا آنکہ دونوں حوض کوثر پر اتر جائیں۔

اس کی حکمت یہ ہے: علی (یعنی ہر امام برحق) اپنی روحانیت و نورانیت میں قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اپنی روحانیت و نورانیت میں علی کے ساتھ ہے، پس قرآن اور علی باطن میں نورِ واحد ہیں، اور یہ وحدتِ قیامِ قیامت اور حوضِ کوثر تک قائم رہے گی۔

قرآن کے ساتھ:-

۸۲۰
مع القرآن
(۲)

علی (امامِ زمان) ظاہر میں ایک پاک شخصیت ہے اور باطن میں نور اور قرآن ظاہر میں ایک عظیم آسمانی کتاب ہے، اور باطن (پیغمبر اور امام) میں نور، اس سے معلوم ہوا کہ علی اور قرآن ظاہر میں الگ الگ ہیں، اور باطن میں نہ صرف ساتھ ہی ہیں بلکہ نورِ واحد بھی ہیں۔

خدا کے ساتھ، فتا فی اللہ وبقا باللہ کا مرتبہ:-

۸۲۱
مع اللہ

صاحبِ جوامعِ انکام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی قداۃ) کا یہ پُر از اسرار معرفت ارشاد ہے: لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ۔
ترجمہ: خدا تے واحد کے ساتھ میرا ایک وقت (حال) ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس میں (بظاہر) میرے ساتھ کسی مقرب فرشتے یا نبیٰ مرسل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا، پھر اسی نور سے سب کو پیدا کیا، لہذا رجوع الی اللہ یعنی خدا کی طرف لوٹ جانے کا قانون یہ ہے کہ پھر سب پہلے کی طرح رسول کے نور میں ایک ہو جائیں، اور یہ فتاویٰ الرسول کے ذریعے سے ہو سکتا ہے، تاکہ آنحضرت جو فتاویٰ اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ رکھتے ہیں سب کو خدا میں فنا کر دیں، اسی طرح بالواسطہ فنا سب کے لئے ممکن ہے، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی صفات ان معنوں میں بی مثال ہے کہ پروردگارِ جہان نے آپ کو نورِ ازل قلمِ اعلیٰ اور عقلِ کل جیسے انتہائی عظیم مراتب سے نوازا ہے، اور آپ بلا واسطہ خدا سے واصل ہیں۔

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a un

سیڑھیاں :-

۸۲۲
معارج

سورہ معارج کے شروع (۱، ۳، ۴۰) میں یہ اشارہ ہے کہ ناطق، اساکن امام، حجت، داعی اللہ تعالیٰ شانہ کی سیڑھیاں ہیں۔

عاجز کرنے والے :-

۸۲۳
مُعْجِزِينَ
(۱)

اے عزیزانِ من! آپ سب اس قانونِ قرآن کو ہرگز بھول نہ جانا کہ اس کی ہر مثال میں زبردست علم و حکمت کے اسرارِ پنہان ہیں (۱: ۱۸۰)۔

پہنچا پھر سورہ عنکبوت (۲۹: ۲۲) میں ہے: وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ۔ اور نہ تو تم خدا کو زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں۔ یعنی خدا کی قدرائی میں کوئی عقلی (علمی) اور روحانی نعمت ایسی نہیں جو انسان کو حاصل نہ ہونے کی وجہ سے کہا جائے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ اور ایسا کیوں نہیں کیا؟

عاجز کرنے والے :-

خداوندِ تعالیٰ کو نہ کوئی عاجز کر سکتا ہے نہ ہر اس کتاب ہے اور نہ تھکا سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدائے عظیم و حکیم کا کام دائرے کی طرح کسی ابتدا و انتہا کے بغیر جاری و ساری ہے، جس میں ہر نعمت اپنے وقت پر سامنے آتی ہے، اور بہشت میں کوئی نعمت ناممکن نہیں یہاں تک کہ خود خدا بھی کمتر مخفی کے معنی میں مل جاتا ہے۔

۸۲۴
مُعْجِزِينَ
(۲۱)

سیڑھی، روحانیت کا بلند ترین درجہ :-

قرآن عزیز میں معراج کا سب سے عالیشان اور سب سے نمایاں تذکرہ حضرت محمد مصطفیٰ رسولِ خدا سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہے، کیونکہ آیت ہی اول، آخر، خاتم اور صاحبِ وصفِ تولاک ہیں، حضورِ نور کے اور بھی ایسے بہت سے کمالات

۸۲۵
معراج
(۱۱)

ہیں جو دوسرے انبیاء کو حاصل نہیں، تاہم منزل مقصود تک رسائی کے بغیر کوئی نبی اور کوئی ولی نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی رہنمائی کا حق ادا ہو سکتا ہے اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ کالمین و عارفین اسرارِ معراج سے فعلاً واقف و آگاہ ہوتے ہیں۔

معراجِ آدمؑ :-

۸۲۶
معراج
(۲)

روحانی سائنس اور قرآنِ پاک کی روشنی میں یہ حقیقت پایہ ثبوت پر پہنچ چکی ہے کہ عالمِ شخصی کے شروع شروع میں ذراتی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو بار بار سجدہ کر رہے تھے اور اس کا نمایاں سلسلہ تقریباً ایک ہفتہ تک رہا اور اس کے بعد خلیفۃ اللہ رفتہ رفتہ کائناتی زمین (نفسِ کلتی) میں عملاً نائب ہو گئے، وہاں بھی ملائکہ نے باقاعدہ تجدّد امثالِ آدمؑ کو بار بار سجدہ کیا مگر بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ یہاں صرف ایک ہی نورانی فرشتہ دکھائی دیتا تھا، جس میں سب تھے، اور اسی مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کو معراج بھی ہوئی۔

معراجِ ادریسؑ، بہت ہی بلند جگہ :-

۸۲۷
معراج
(۳)

حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ اور ہم نے ان کو بہت اونچی جگہ (معراجِ روحانیت میں)

بلند کر کے پہنچا دیا (۱۹: ۵۷)، جب خداوندِ کریم کسی پیغمبر پر کیا ہوا اپنے احسان کا ذکر فرماتا ہے تو وہ احسان انتہائی عظیم ہوتا ہے، پس یہاں بلند جگہ امکاناً علیاً سے مقامِ معراج مراد ہے، جو حضرت ادریس علیہ السلام کو عالمِ شمس میں حاصل ہوا۔

معراجِ نوحؑ :-

۸۲۸
معراج
(۳)

تمام انبیاءِ علیہم السلام کی راہِ روحانیت ایک ہی ہے منزلِ مقصود بھی ایک ہی ہے، اور شروع سے آخر تک سارے معجزات بھی ایک جیسے ہیں، مگر ان کی مثالیں لوگوں کو آزمانے کے لئے طرح طرح سے دی گئی ہیں، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے روحانی انقلاب کا نام طوفان ہے، جس نے کشتیِ روحانیت کو جبلِ جودی کے عروج تک پہنچا دیا (۱۱: ۴۲)، جودی بظاہر ایک پہاڑ ہے، باطن کو وہ عقل جو عالمِ معراج میں متحرک ہے، پس یہی باطنی پہاڑ حضرت نوح علیہ السلام کی معراج کی نشانی ہے۔

معراجِ نوحؑ سے متعلق سوال :-

۸۲۹
معراج
(۵)

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ کشتیِ نوحؑ میں جو اہل ایمان سوار ہوئے تھے ان کو بھی معراج کی عظیم سعادت نصیب ہوئی، کیا یہ درست

ہے؟ ہاں درست تو ہے، لیکن اس طرح سے نہیں کہ معراج پر کوئی جماعت جدا جدا افراد کے ساتھ جاتی ہے، چونکہ وہاں عالمِ وحدت ہے اس میں کثرت کی گنجائش نہیں، لہذا جتنے بھی ہوں ان کو نفوسِ واحدہ میں فنا ہو کر جانا پڑتا ہے۔

مرتبۃً فنا فی اللہ وبقا باللہ معراجِ انبیاءؑ۔

۸۳
معراج
(۶)

اے نورِ عینِ من! معرفت کے اس بحرِ عظیم کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ جل شانہ کی رحمت و دستِ کبریٰ سے جیتے جی مکر زندہ ہو گئے، اس وجہ سے وہ حضرات یقیناً فنا فی اللہ وبقا باللہ کابے مثال درجہ رکھتے تھے، اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ایسا سب سے بڑا مرتبہ معجزہ معراج کے بغیر ممکن ہی نہیں، اب اسی حقیقت کی شہادت قرآن مجیم (۲، ۲۱۳) سے پیش کی جاتی ہے:-

فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ (۱) پس خدا نے پیغمبروں کو (فنا فی اللہ وبقا باللہ کے معنی میں) زندہ کیا۔ (۲) پھر خدا نے پیغمبروں کو (گویا معراج سے) بھیجا۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ بظاہر دنیا ہی میں تھے، لیکن باطنی طور پر ان کی پاک روح عالمِ علوی اور مقامِ معراج سے ہو کر آئی تھی، اسی معنی میں وہ حضرات اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے۔

معراجوں کا ایک جائز ذکر :-

اے عزیزان! ہم آپ کو اُس آیت مبارکہ کی طرف پُر زور توجہ دلا رہے ہیں جس میں جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کی معراج کا یکجا تذکرہ فرمایا گیا ہے، وہ سورہ بقرہ کی آیت دوسوتیرہ (۲۱: ۲۱۳) ہے، اس آیت مقدّسہ میں ایک حکمت آگئیں لفظ بَعَثَ (بَعَثَ) ہے جس کی تحلیل سے پیغمبروں کی معرفت کا بڑا اہم دروازہ کھل جاتا ہے، جس کا ذکر ہو چکا کہ خدا نے پیغمبروں کو اَفْتَانِي اللّٰهُ وَبَقَايَا اللّٰهُ کے معنی میں زندہ کیا۔

کیونکہ بَعَثَ کا صیغہ بَعَثَ سے ہے، اور بَعَثَ کے معنی ہیں: جی اٹھنا، زندہ کرنا، اٹھا کھڑا کرنا، اور قرآن حکیم (۲۲: ۵؛ ۱۳: ۵۶) میں البعث اور یوم البعث کو بھی دیکھ لیں۔

Knowledge for a united humanity

منزل مقصود، حقائق و معارف کا سرچشمہ
اور مرکز :-

زیر بحث آیت تشریحیہ (۲۱: ۲۱۳) میں یہ ذکر بھی ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، اس کا واضح مضمون یہ ہے کہ معراج کے روحانی سفر کے دوران خدائے علیم و حکیم کے حکم سے پیغمبروں نے بہت کچھ دیکھا، منجملہ بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ

ضروری تھا، تبھی وہ حضرات حقیقی معنوں میں لوگوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے مقرر ہو گئے۔

نورِ انبیاء کا روحانی عروج :-

۸۳۳
معراج
(۹)

آیہ کریمہ مذکورہ کا ایک اہم جزو یہ ہے: **وَ أَنْزَلَ مَعَهُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ** (۲۱۳، ۲) اور ان پیغمبروں کے ساتھ برحق کتاب بھی نازل کی۔ ان پر مایہ القاط سے عجیب و غریب اصولی حکمتوں کا انکشاف ہوتا ہے: اول یہ کہ ساری آسمانی کتابیں دراصل ایک ہیں، اس عظیم مجموعے کا نام الکتاب (یعنی قرآن) ہے، دوم یہ کہ آسمانی کتابوں کی مثال پر تمام انوارِ انبیاء بھی ایک ہیں اور اس مجموعہ انوار کا مبارک نام نورِ محمدی ہے، سوم یہ کہ عالمِ علوی کی جس بلندی سے نورِ انبیا کا نزول ہوا، اسی بلندی سے ساتھ ساتھ (مَعَهُنَّ) الکتاب بھی نازل ہوئی، چہارم یہ کہ جب اصل کتاب ایک ہی ہے تو دعوتِ حق اور دینِ انبیاء علیہم السلام بھی ایک ہی ہے، اور وہ اسلام ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے۔

سیرِ ٹھی :-

۸۳۴
معراج
(۱۰)

اے نورِ عینِ من! یہ روایت درست اور حقیقت ہے کہ قرآن حکیم

یہیں تین سردار چہیزیں ہیں جو سب سے عظیم ہیں، اُمّ الکتاب (سورہ فاتحہ) تمام سورتوں سے اعظم ہے، آیتہ الکرسی ساری آیات سے اعظم ہے، اور جملہ اسمائے الہی میں ایک ایسا بزرگ نام بھی ہے جو زندہ ہے، اس لئے وہ اسم اعظم ہے، ربُّ العزت کے اس طریق کار میں بندوں کے لئے بے شمار رحمتیں ہیں، اب آیت ہم اُمّ الکتاب کی اُس پر حکمت اور بہت ہی پیاری دعا اور اس کی تفسیر میں سوچتے ہیں جو راہ مستقیم پر چلتے چلتے ان حضرات میں شامل ہو جانے کے لئے ہے، جن کو پروردگارِ عالمین نے اپنے خاص انعامات سے نوازا ہے، اور وہ یقیناً اسرارِ معرفت سے واقف و آگاہ ہیں جو اسرارِ معراج ہیں۔

خدا شناسی :-

اعْرِفُوا اللَّهَ بِاللَّهِ - اللہ کو اللہ ہی سے پہچانو۔ (الفاتحہ الحدیث، یعنی خدا کی معرفت اس کے نور کی روشنی میں ممکن ہے اور اللہ کا نور آنحضرتؐ اور امامؑ ہیں۔

خدا کی پہچان :-

معلوم ہے کہ حضرت ربُّ العزت کی معرفت کا وسیلہ خود شناسی ہی

۸۳۵
معرفۃ
(۱)

۸۳۶
معرفۃ
(۲)

ہے، اور جو شخص اپنی روح کی شناخت میں سب سے آگے ہو وہی اپنے رب کی معرفت میں سب سے زیادہ کامل ہے، جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: **أَعْرَفُكُمْ بِنَفْسِهِ أَعْرَفُكُمْ بِرَبِّهِ**۔ تم میں جو شخص سب سے زیادہ اپنے آپ کا عارف ہو وہی تم میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کا عارف ہے۔ یہاں پر انسانی روح کی عظمت اور یک حقیقت کا سب سے بڑا راز پوشیدہ ہے (زاد المسافرین ص ۲۸۷)۔

جانا ہوا :-

۸۳۷
مَعْلُوم

سورہ صُفَّت میں ارشاد ہے: **الْأَعْبَادَ لِلَّهِ الْمُخْلِصِينَ**۔ **أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ** (۳۷: ۴۰-۴۱) مگر اللہ کے مخصوص بندے وہ ہیں جن کے لئے جانا بوجھارزق ہے۔ خداوند عالم کے خاص بندے کون ہیں اور ان کا جانا ہوا رزق کیا ہے؟ وہ حضرات اولیاء، کاملین اور عارفین ہیں، اور رزق معلوم (جانا ہوا رزق) دیدار، معرفت، حکمت، علم، اور کامل روحانیت ہے، الغرض خدا کے مقرب بندوں کو دنیا ہی میں بہشت ادا اس کی نعمتوں کی ضروری معرفت حاصل ہو جاتی ہے، آپ سورہ محمد (۶۰: ۶۱) میں بھی دیکھ لیں، نیز اس کتاب میں عَرَفَ کے عنوانات کو بھی دیکھیں۔

غنیمت کے اموال، واحد مَغْنَم۔

سورہ فتح (۲۰: ۳۸) میں خدائے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، یہ غنیمتیں روحانی ہیں، جو روحانی اور عقلانی جہاد میں حاصل ہوسکتی ہیں، یعنی روح اور عقل کی کثیر نعمتیں۔

لوگ روحانی جہاد سے بے خبر ہیں، جبکہ قیامت کے بارے میں یاد کرتے ہیں، حالانکہ قیامت ہی دعوتِ حق بھی ہے اور جہادِ روحانی بھی ہے، چنانچہ جہاں یہ جہاد ہے، وہاں اس میں اموالِ غنیمت بھی ہیں، جیسے بے شمار غلام، کنیزیں، اور لاتعداد دوسری چیزیں، اور جو لوگ روحانی جہاد (قیامت) کے زور سے خدا کے دین میں داخل ہو جاتے ہیں ان کو بھی بالآخر نجات مل جاتی ہے۔

کھڑا ہونے کی جگہ :-

عالمِ علوی میں جو قبلہ عقل و جان ہے، اسی کا ذریعہ جمیل ہے، جیسا کہ ترجمہ ارشاد ہے: اس میں بہت سی واضح روشن نشانیاں ہیں (اور) مقامِ ابراہیم ہے (یعنی حجرِ ابيض) اور جو اس گھر میں داخل ہو امن میں آگیا (۳: ۹۷)۔

”م“

معنی و حکمت

لفظ

اندازہ، جمع مقادیر :-

۸۲۰
مَقْدَار

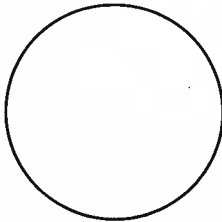
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمَقْدَارٍ (۸: ۱۳) اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ یعنی بہت سی کائناتیں ہو سکتی ہیں مگر بے پایاں ہرگز نہیں، کیونکہ حکمت مقدار میں ہے، جس کا مطلب ہے انسان کا احاطہ معرفت۔

کافی ہوئی :-

۸۲۱
مَقْطُوعَةٌ

اصحاب الیمین کے بارے میں ارشاد ہے: وَفَاكِهِتْ كَثِيرَةً لِّاَمْقَطُوعَةٍ وَلَا مَنُوعَةٍ (۵۶: ۳۲-۳۳) اور وہ میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں ہوں گے جو نہ کیسی منقطع ہوں اور نہ ان کوئی روکے۔

مقطوعہ کی مثال خط یعنی لکیر (_____) ہے اور لامقطوعہ دائرے کی طرح ہے :-



قائم کرنے والا، برپا کرنے والا :-

۸۲۲
مَقِيْمٌ

امام مقیم دعوت حق میں وہ عظیم امام ہے جو صاحب دور (ناطق)

کو روحانی تربیت دیکر قائم کرتا ہے، چنانچہ مقیم اول مولانا صہید، مقیم دوم مولانا خود، مقیم سوم مولانا صالح، مقیم چہارم مولانا آد، مقیم پنجم مولانا خزیمہ، اور مقیم ششم مولانا ابوطالب ہے، اسی طرح چھ صاحبان اداوار کے لئے چھ ائمہ رقیعین مقرر ہو گئے (کتاب کنز الولد، عربی، ص ۲۰۶)۔

چھپایا ہوا، پوشیدہ :-

۸۴۳
مَنُون

اے نورِ عین من! آپ اس سرِ عظیم کو سورہ واقعہ (۵۶: ۷۷-۷۹) میں دیکھیں؛ بیشک وہ بڑے رتبہ کا قرآن ہے جو پوشیدہ کتاب میں ہے اس کو بس وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔ نورِ عقل ہی کتابِ مَنُون پوشیدہ کتاب ہے، جس میں قرآن کریم کی ازلی نورانیت ہے اور نورانیت میں تمام تاویلی اسرار پنہان ہیں، اس کتابِ مَنُون اور ازلی قرآن کو کوئی شخص چھو نہیں سکتا مگر وہ حضرات جو پاک کئے گئے ہیں، اور وہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہی ہیں اور انہی کے ذریعے سے کسی کو علمی صدقہ مل سکتا ہے۔

بادشاہی :-

۸۴۳
مُلْك
۱۱۱

سورہ مومن (۲۰: ۱۱۶) میں خدائے عزوجل فرماتا ہے لِمَنِ الْمُلْكُ

الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ آج (قیامت کے دن، مس کی بادشاہت ہے؟) کہا جائے گا، خداوندِ تعالیٰ کی، جو اکیلا اور غالب ہے۔ واحد پر وزنِ فاعل، ایک اکیلا اور سب کو ایک کر دینے والا، اور قہار کے معنی ہیں غالب، زبردست، یعنی خدا اپنے ہر ولی کے عالمِ شخصی میں جب قیامت برپا کرتا ہے تو اسی وقت وہاں خدا کی بادشاہی قائم ہو جاتی ہے، اور اسی نمونے پر ساری دنیا میں بھی سلطنتِ الہیہ قائم ہونے والی ہے۔

بادشاہی :-

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ جل و علی مثالوں میں کلام کرتا ہے، چنانچہ آپ جب خدا کو ہر چیز سے بے نیاز و برتر یا بادشاہِ قدیم مانتے ہیں تو اس حال میں ذاتِ سبحان کی ایک نئی بادشاہی خواہ عالمِ شخصی میں ہو یا سیارہٴ زمین پر صرف ایک تاویلی مثال قرار پاتی ہے، اور اس کی تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی بادشاہی ولیٰ امر اور مومنین کی ہوتی ہے۔

بادشاہی :-

ہر ولیٰ زمان کی روحانیت و قیامت میں بہت سے مومنین و مومنات کو روحانی سلطنتیں عطا کی جاتی ہیں، جیسے زمانہ موسیٰ کی مثال موجود

۸۴۵
مُلْك
(۲)

۸۴۶
مُلْك
(۳)

ہے، اور جب موسیٰؑ نے اپنے قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے، جب اس نے تم میں سے انبیاء بنائے اور تمہیں سلاطین بنا دیا (۲۰: ۵۱)۔ عالم ظاہر اور عالم دین کی ساری مثالیں عالم شخصی میں جمع و موجود ہیں، اسی حقیقت کے پیش نظر اذْجَعَلَ فِيكُمْ اَنْبِيَاءً وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا (۲۰: ۵۱) کے معنی یہ ہوں گے: جب تمہارے عالم شخصی میں انبیاء بنائے اور تمہیں روحانی سلاطین بنا دیا۔ یہ خطاب عارفین سے ہے۔

بادشاہی :-

سورہ دھر (۲۰: ۴۶) میں خوب غور سے دیکھ لیں، بہشت کا سب سے بڑا درجہ ملکِ کبیر (عظیم الشان سلطنت) ہے جیسا کہ ارشاد ہے: **وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَرَ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلُكًا كَبِيرًا** (۲۰: ۴۶) اور جب تم نظر ڈالو گے تو ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت دیکھو گے۔ لیکن اس اعلیٰ مقام کے لئے حقیقی علم و عمل کی ضرورت ہے۔

بادشاہی :-

یہاں یہ نکتہ بھی اچھی طرح سے یاد رہے کہ قرآن حکیم میں آلِ ابراہیمؑ کی جیسی شاندار تعریف آئی ہے اس کا مقصد محمد و آلِ محمدؐ کی معرفت

۸۴۷
مُلْك
(۴)

۸۴۸
مُلْك
(۵)

ہے، اُس آئیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: ہم نے تو مرحمت فرمادی ہے ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت (۴: ۵۴) آپ سلمان فارسی کی طرح ان میں فنا ہو جائیں تاکہ آپ کتاب، حکمت اور عظیم سلطنت کی وراثت حاصل کر سکیں! آمین!

موت کا فرشتہ، عزرائیل :-

۸۴۹
مَلَكُ الْمَوْتِ

سورہ سجدہ (۱۱: ۳۶) میں فرمایا گیا ہے: کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹاتے جاؤ گے۔

موت ہر روز جزوی بھی ہے، عمر میں ایک بار کلتی بھی، اختیاری بھی ہے، اور اضطراری بھی، لہذا ہر شخص پر ایک فرشتہ موت موکل بنایا گیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر عالم شخصی میں بے شمار قوتیں ہیں، اور ان میں سب سے بڑی قوتیں جو انقلابی ہیں وہ چار ہیں: قوت جبریلیہ، قوت میکائیلیہ، قوت اسرافیلیہ، اور قوت عزرائیلیہ۔

عالم ارواح و ملائکہ، روحانی بادشاہی :-

۸۵۰
مَلَكُوت

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا: لولا ان الشیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لراوا ملکوت السموت و

والارض۔ اگر بنی آدم کے دلوں کے گرد شیاطین نہ پھرتے ہوتے تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو دیکھتے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ خدا کے مخلص بندے کائنات کی روحانی سلطنت کو دیکھتے ہیں، اور یہ عظیم معجزہ عالم شخصی میں ہوتا ہے۔ (المیزان، الجزر الخامس ص ۲۷)۔

دو فرشتے، ہاروت و ماروت :-

۸۵۱
مَلَکَیْنِ
(۱)

سورۃ بقرہ (۲: ۱۰۲) میں ارشاد ہے: وَمَا أَنْزَلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بَیْبِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ۔ اور وہ پیچھے پڑے اُس پھیر کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی۔ اِس آیہ شریفہ کے باطنی پہلو کا تعلق روحانی سائنس سے ہے، جس کی تجرہ گاہ عالم صغیر میں ہے، پس وہ دو آزمائشی فرشتے بحد فعل یا بحد قوت اب بھی موجود ہیں، جن کے اور بھی کئی مشہور نام ہیں۔

دو فرشتے، دوسا تھلی :-

۸۵۲
مَلَکَیْنِ
(۲)

سورۃ بلد (۹۰: ۱۰) میں پڑھ لیں: وَهَدَيْنَاهُ التَّجْدِیْنِ۔ اور ہم نے اِس کو انبیر و ثمر کے، دونوں راستے دکھا دیئے۔ یعنی دو فرشتوں کے توسط سے جو عالم شخصی میں مقرر ہیں۔

”م“

معنی و حکمت

لفظ

۸۵۳

مَلَائِكِينَ
(۳۱)

دو فرشتے، دو ساتھی :-

سورۃ شمس (۸۱:۹۱) میں دیکھ لیں: قَالَهُمْ مَا فَجَّرَهَا
وَتَقُوْهَا۔ پھر اس (یعنی جان) کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس
پر الہام کر دی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اعمال نیک و بد کے نتیجے پر
انسان کے دل میں خیر غالب ہے یا شر؟ اسی کے مطابق یہ دونوں
فرشتے الہام کرتے ہیں تاکہ قانون اختیار کے مطابق عمل ہو سکے،
اور کسی آدمی پر کوئی ظلم و زیادتی نہ ہوتے پائے۔

دو فرشتے، دو ساتھی :-

۸۵۴
مَلَائِكِينَ
(۳۱)

حدیث نبوی ہے: اِذَا وُضِعَ الصِّیْتُ فِي الْقَبْرِ اَتَاهُ مَلَائِكَةُ مُنْكَرٍ
وَنَكِيْرٍ۔ جب میت قبر میں اتار دی جاتی ہے تو اس کے پاس
منکر و نکیر دو فرشتے آتے ہیں۔ (العل و گوہر، ص ۱۲۳) عالم شخصی میں
سب کچھ موجود ہے، اور اس میں دنیا بھر کے لوگوں کے لئے قبرستان
بھی ہے، اس سلسلے میں ظاہری قبر صرف تمثیل ہے۔

سلطین، بادشاہ :-

۸۵۵
مُلُوكٍ

دعائم السلام، عربی، المجلد الاول، ص ۱۵ کے آخر اور ص ۱۶ کے شروع
میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد درج ہے: ترجمہ: اے عبدالمطلب کی اولاد!

میری اطاعت کرو تا کہ تم زمین کے سلاطین اور حکام ہو جاؤ گے، بیشک خدا نے ہر پیمانہ کے لئے ایک وصی، وزیر، وارث، بھائی اور ولی بنا دیا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ جو لوگ خدا، رسول، اور صاحب امر کی اطاعت کرتے ہیں، وہ ظاہر میں بادشاہ نہیں ہوتے، بلکہ روحانیت اور آخرت میں بادشاہ ہو ا کرتے ہیں، اور زمین سے عالم شخصی مراد ہے۔

بادشاہ :-

فرمان الہی کا ترجمہ ہے، جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ سب اعمال ناموں میں درج ہے، اور ہر چھوٹی بڑی بات نکھی ہوئی موجود ہے جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، حقیقی علم کے مقام پر، قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ یعنی واصل باللہ ہو کر (سورہ قمر ۵۴: ۵۲-۵۵)۔ عالم وحدت میں قربت و عنایت فنا فی اللہ کی صورت میں ہوتی ہے، کیونکہ کوئی آتش گیر چیز آگ کے انتہائی قریب ٹھہر نہیں سکتی مگر یہ ہے کہ اس میں آگ لگ جاتی ہے۔

بادشاہ :-

سورہ قمر (۵۴: ۵۳-۵۵) میں دیکھ لیں: اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ

۸۵۶
مَلِيك
(۱۱)

۸۵۷
مَلِيك
(۱۲)

وَنَهَرَ۔ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ بے شک پرہیزگار لوگ (بہشت کے) باغوں اور نہروں میں ہوں گے سچائی کے مقام میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے قرب میں۔ خدا کیا نہیں کر سکتا، وہ ابراہیم/نیکو کاروں کو بہشت میں داخل کر دیتا ہے اور اپنے دوستوں کے عالم شخصی کو بہشت بنا دیتا ہے۔

بادشاہ :-

۸۵۸
مَلِيك
(۳۱)

جب اور جہاں مومنین سالک خدا سے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو وہ تجلّی حق میں فنا ہوئے بغیر ٹھہر نہیں سکتا، لیکن فنا سے عارف کی انفرادیت ختم نہیں ہوتی، مثلاً آں حضور مرتبہ معراج پر ”فانی اللہ“ ہو گئے تھے، لیکن سولائے عرفاء کے اس سہرے عظیم کو کوئی نہیں جانتا تھا، پس بہشت میں متقیین قربِ خاص کی وجہ سے حضرت ملک مقتدر میں فنا ہو کر بادشاہ ہوں گے، ہاں یہ فنا عاشق کو نوازنے کی غرض سے ہے، معدوم کر دینے کے لئے ہرگز نہیں۔

بادشاہ :-

۸۵۹
مَلِيك
(۳۱)

اے عزیزانِ امن! بہشت کا سب سے بلند ترین مرتبہ ملک کبیر (عظیم سلطنت ۲۰۱۶ء) ہے، لہذا تمام اہل ایمان کے لئے متعلقہ

آیاتِ کریمہ کی حکمت سے آگہی ضروری ہے، تاکہ امیدِ فردا قوی تر ہو جائے، ان آیاتِ مبارکہ میں سے ایک یہ بھی ہے؛ وجعلکم ملوکاً (۵۱: ۲۰) اور خدا نے تم لوگوں کو بادشاہ بنا دیا۔ یعنی جب تمہارا امام یا اس کا حجتِ منزلِ عزرائیلی میں تھا تو اُس حال میں وہ تمہارے لئے جامہ ہائے جنت بنا رہا تھا، جس کو تم جب بہشت میں پہنو گے تو وہاں کے بادشاہ ہو جاؤ گے، اگرچہ یہ قصہ بظاہر نبیِ اسرائیل کے مومنین کا ہے، لیکن باطن ہر زمانے کے مومنین کے حق میں ہے۔

۸۶۰
مَنْ عَرَفَ

جس نے پہچانا :-

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا (لغات الحدیث) یعنی جس نے فنا فی اللہ و بقا باللہ کا تجربہ حاصل کیا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

خواب / سونا :-

۸۶۱
مَنَام

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا بیشک اس نے مجھے ہی دیکھا (جامع ترمذی، جلد اول، ابواب الرؤیا، باب ۱۳۴۶) یعنی آنحضرت

کو خواب میں دیکھنا اصل دیدارِ مبارک کی طرح حقیقت ہے، پس اس میں کوئی تنگ نہیں کہ خواب و روحانیت میں عبادی برتری کا دیدار اور کلام ہو سکتا ہے۔

پرنندوں کی بولی :-

۸۶۲
منطق الطیر
(۱۱)

سورہ نمل (۱۶:۲۷) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولی جانتے تھے، قرآن کا یہ حکیمانہ انداز تمام لوگوں سے علمی امتحان لینے کے لئے ہے درحالیہ کہ جملہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام نہ صرف پرندوں کی بولی سمجھ لیتے ہیں بلکہ ہوا، پانی وغیرہ کی بولی کو بھی جانتے ہیں، دراصل یہ روح القدس کے معجزات میں سے ہے کہ ایسی بہت سی عام آوازوں سے گفتگو بن جاتی ہے، جبکہ پرندوں وغیرہ کو خبر تک نہیں ہوتی، پس عارف کامل ایسے بہت سے صوتی معجزات اپنی ہی زبان میں سن سکتا ہے۔

ارواح و ملائکہ کی زبان :-

۸۶۳
منطق الطیر
(۲۱)

ظاہری پرندے مثال ہیں، اور ارواح و ملائکہ مشمول، چنانچہ انبیاء و اولیاء آئمہ، علیہم السلام روحوں اور فرشتوں کی زبان جانتے ہیں، اس قانون کے مطابق یہ کہنا حقیقت ہے کہ مرغ سلیمان (مُھدھد) سے کوئی روح یا کوئی فرشتہ مراد ہے۔

گرنے کی جگہیں :-

قَلَّا أَقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (۵۶: ۷۵)، میں تاروں کے گرجانے کی قسم کھاتا ہوں۔ تارے کائناتی فرشتے ہیں، جن کے نمائندہ ذرات عالمِ ذر کے فرشتوں کے ساتھ مل کر حضرت آدمؑ کے سجدے کے لئے گر گئے، یاد رہے کہ عالمِ شخصی میں انبیاء و ائمہ علیہم السلام سے متعلق تمام روحانی اور عقلی چیزوں کا تجدیدِ امثال موجود ہے۔

مر جاؤ :-

جب شخصِ کامل میں روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے تو تمام اہل زمانہ کی نمائندہ روہیں یا ذراتِ موت کے ڈر کے مارے بدلوں سے نکل کر قیامت گاہ میں جلتے ہیں، تو خدا اُن سے فرماتا ہے کہ مر جاؤ وہ سب مر جاتے ہیں، پھر ان کو زندہ کر دیتا ہے (۲: ۲۴۳)۔

مر جاؤ :-

بیشک خدا لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۲: ۲۴۳)، یعنی لوگ علمِ الیقین کی روشنی میں خدائی نعمتوں کو جانیں اور ان کی قدر و قیمت کو سمجھ لیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں خداوندِ تعالیٰ کا شکر کر سکیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ معنوی شکر علم ہی سے ہو سکتا ہے۔

وسعت دینے والے :-

اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں (۵۱۱: ۴۷)، کائنات ظاہر ہو یا عالم شخصی خدا اس کو پھیلتا بھی ہے اور پھیلاتا بھی ہے، سائنس دان کہتے ہیں کہ کائنات پھیل رہی ہے، میں کہتا ہوں کہ اللہ سے پھیلا رہا ہے اور پھر وہی اسے لپیٹ دے گا، ہم نے بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔

یقین کرنے والے :-

آئیے مبارکہ کا ترجمہ ہے: اور اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو سارے آسمان اور زمین کی سلطنت دکھاتے رہے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں (۶۱: ۷۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علو مرتبت کی دلیل سے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں حق الیقین والوں کا ذکر ہے۔

سرپرست آقا، مالک :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاہُ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں جس کا آقا ہوں علیؑ بھی اس کا آقا ہے۔ لفظ ”مولا“ کے جتنے معنی ہیں ان میں سے یہاں آنحضرتؐ کی وجہ سے اعلیٰ معنی مراد ہیں، پھر یہ معنی علیؑ کے لئے بھی ہیں (ترمذی، ابواب المناقب)۔

ہجرت کرنے والا، دین کی خاطر اپنے وطن کو
پھوڑنے والا:-

ہجرت ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
دونوں معنوں میں کہا: وَقَالَ اِنِّي مُهَاجِرٌ اِلَى رَبِّي ط اِنَّهُ هُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲۹: ۲۶) اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف
ہجرت کرتا ہوں، وہ زبردست ہے اور حکیم ہے۔ ہر عارف اپنے پروردگار
کی طرف اس طرح ہجرت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں روحانی سفر کرتے
کرتے اپنے عالم شخصی میں پہنچ جاتا ہے، جہاں رب العزت کی پُرکھت
ملاقات یا پاک دیدار ممکن ہے۔

ظاہر سے باطن کی طرف جانے والا:-

انبیائے قرآن علیہم السلام کے تذکروں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ
دینِ حق میں ہجرت کیوں اور کب ضروری ہوتی ہے، تاہم اس عمل کا
ایک تا دہلی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ جب تک مومن اپنے ظاہر سے باطن
کی طرف ہجرت نہیں کرتا تب تک روحانی جہاد میں نفسِ آمارہ اور
شیطان کو شکست نہیں دے سکتا ہے ظاہری ہجرت کا مقصد بھی یہی
ہوتا ہے کہ جگہ تبدیل کر کے دشمن کو حربی فریب دیا جائے، اور پھر
موقع پر بھر پور حملہ کیا جائے، چنانچہ عظیم پیغمبروں نے ایسا ہی

عمل کیا۔

۸۷۲
مہجور

پھوڑا ہوا:-

سورہ فرقان (۲۵:۳۰) میں ارشاد ہے: وَقَالَ الرَّسُولُ يُرَبِّ
 اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ اور (اس دن)
 رسول (بارگاہ خداوندی میں) عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار
 میری قوم نے تو اس قرآن کو بیکار بنا دیا (۲۵:۳۰) یعنی نور ہدایت
 (۱۵:۵۱) کی روشنی میں اس کے باطنی علم و حکمت پر عمل نہیں کیا گیا۔

۸۷۳
مہد

گہوارہ، بچھونا، جھولا:-

سورہ آل عمران (۳۶:۳) اور سورہ مائدہ (۵:۱۱۰) میں یہ ذکر آیا ہے کہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ میں بھی اور پتی عمر میں بھی لوگوں سے
 باتیں کرتا تھا، اس کی تادیل یہ ہے کہ روحانیت کے آغاز میں روحانین
 کی آواز اور گفتگو طفل گہوارہ کی طرح ہوتی ہے مگر صاف اور لغزش
 سے پاک، اور آگے چل کر پتی عمر کے آدمی کی آواز میں کلام ہوتا ہے۔



باب النون

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

معنی و حکمت
“ن”

نون، دوات، جنت کی ایک نہر، روشنائی،
نور کی روشنائی:-

سورۃ قلم کے آغاز (۱، ۶۸۱) میں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے: ت
وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ۔ ت، قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے اُن
فرشتوں) کے لکھنے کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ نون جنت کی ایک نہر ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا،
جم جا، وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی، پھر خدا نے قلم کو حکم دیا، لکھ،
تو قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب
لوح محفوظ میں لکھ دیا، پس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے، وہ قلم بھی
نور کا قلم ہے، اور لوح بھی نور کی لوح ہے (المیزان، جلد ۱۹، ص ۳۷۶)۔

نون، ایک فرشتہ، لوح و قلم دو فرشتے ہیں:-

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا، نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو
نہیں دیتا ہے، اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک احکام خداوندی
کو پہنچاتا ہے، اور لوح بھی فرشتہ ہے جو اسرافیل کو پیغام دیتا ہے، او
اسرافیل میکائیل کو اور میکائیل جبرائیل کو اور جبرائیل انبیاء و رسل کو پیغام دیتا
ہے، موصوف امام نے فرمایا کہ لوح و قلم دو فرشتے ہیں۔

”ن“

معنی و حکمت

لفظ

۸۷۶
ن
(۳۱)

جنت کی ایک نہر، روشنائی :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نون جنت میں ایک نہر تھی، برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی، خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو مداد (روشنائی) بن جا، اور وہ روشنائی ہو گئی، پھر اُس نے اپنے دست (قدرت) سے ایک درخت لگایا، پھر خدا نے درخت کو قلم بن جانے کا امر فرمایا، جب وہ قلم ہو گیا تو حکم دیا کہ لکھ دے، اس نے عرض کی پروردگارا، کیا لکھ دوں؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، پس اس نے لکھ دیا، اس کے بعد خدا نے اس پر ہر فرمادی، اور ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا (ترجمہ قرآن از مقبول احمد، ص ۶۷۵ نوٹ ۵)۔

Luminous Science
Knowledge for a united

دوات :-

۸۷۷
ن (نون)
(۳۱)

سورہ قلم (۱:۶۸) میں ہے: ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ۔ قسم ہے دوات کی اور قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں۔ یعنی دین مبارک، نور عقل (قلم)، اور تحریر لوح محفوظ جو زندہ ہے (کلمہ امر)۔

کھینچنے والے فرشتے :-

۸۷۸
نازعات

اے نورِ عین من! آپ سورہ نازعات کے آغاز (۱:۷۹-۵) میں

پڑھ لیں، ارشاد ہے: ان فرشتوں کی قسم جو ڈوب کر (جان کو) بچھڑا لیتے ہیں۔ اور ان کی (قسم، جو آسانی سے کھول دیتے ہیں۔ اور ان کی جو تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر لپک کر آگے بڑھتے ہیں۔ پھر امر کا اعادہ کرتے ہیں۔ عالمِ شخصی، ہی کے روحانی اور قیامت خیز معجزات کا ذکر ہے کہ اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں مومن سالک کی روح پُر فتوح بار بار قبض کر لی جاتی ہے اور بار بار واپس بدن میں ڈال دی جاتی ہے، جس میں بمقتضائے حکمت فرشتوں کی طرف سے پہلے جان کنی کی سختی اور تلخی پھر نرمی اور شیرینی کا تجربہ ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ فرشتے مذکورہ روح کو کائنات میں پھیلا دیتے ہیں اور کائناتی روح کو جسم میں لپیٹ دیتے ہیں، اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہتا ہے، جس کا ذکر کسی اور کتاب یا کتابوں میں ہو چکا ہے۔

دیکھنے والی :-

۸۷۹
نَاظِرَةٌ

سورہ قیامت میں ارشاد ہوا ہے: وَجُودًا يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ اُس روز کئی پہرے تو تازہ (خوبصورت) ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے (۲۲: ۷۵، ۲۳: ۱۷) اللہ تعالیٰ ایسے نیک بخت لوگوں کو بید حسین و جمیل بنا دے گا، کیونکہ خدا خود صاحبِ جمال ہے اور وہ جمالِ صوری و معنوی کو

لفظ

معنی و حکمت

”ن“

پسند فرماتا ہے، جیسا کہ رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔

پیغمبر :-

سورۃ الزاب (۶: ۳۳) میں ہے: النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ نبی مومنین کے حق میں ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں (کیونکہ وہ گویا مومنین کے مہربان باپ ہیں) اور ان کی بیویاں (گویا) ان کی مائیں ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تو ایک دن مومنین رسولؐ میں فنا ہو جانے والے ہیں۔

پیغمبر :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا علی انا وانت ابوا المؤمنین۔ اے علی! میں اور تم مومنین کے (روحانی) مال باپ ہیں۔ یعنی ائمہ طہرین اہل ایمان کی روحانی مائیں ہیں، جبکہ نبی اکرمؐ ان کے باپ ہیں (ملاحظہ ہو کتاب وجر دین، کلام ۳۶)۔

پیغمبر اور امام :-

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؑ: أَنْتَ

۸۸۰
نبی
(۱)

۸۸۱
نبی
(۲)

۸۸۲
نبی و علی

مَتَّيْ وَأَنَا مِثْلَكَ - نبی کریمؐ نے علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اس میں نورِ نبوت اور نورِ امامت کے اسرارِ غفی و جلی ہیں۔

ہم لپیٹ لیں گے :-

اے عزیزانِ من! ہم نے بعض آیاتِ کریمہ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور یہ امر بیحد ضروری ہے، جیسے آیۃ یَوْمَ نَطْوِي (۲۱: ۱۰۴) کا ارشاد ہے؛ جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا ٹومار لپیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ خداوند بزرگ و برتر ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ایسا ہی کرتا ہے جبکہ اس میں انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

لپیٹ لیں گے :-

جب بحکمِ خدا انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے اور امامِ آلِ محمدؐ یعنی امامِ مبین کا نورِ عارف کے باطن میں طلوع ہو جاتا ہے تو اسی نورانیت میں کُل کائنات کا باطنی پہلو لپیٹ دیا جاتا ہے تاکہ تمام اشیائے روحانی و عقلانی کے مشاہدات سے کامل معرفت حاصل ہو،

۸۸۳
نَطْوِي
(۲۱)

۸۸۴
نَطْوِي
(۲۱)

تھلاک، تھلاک، تھلاک، تھلاک، تھلاک۔

۸۸۷
نُعِيدُ

ہم لوٹائیں گے، ہم اعادہ کریں گے :-

سورہ انبیاء (۲۱: ۱۰۴) میں ہے: جس دن ہم آسمان کو اس طرح پیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار پیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح اس کا اعادہ کریں گے یعنی ہم اس کام کا اعادہ کرتے رہیں گے۔

وہ اولین سے بھی اول تو ہے لیکن اس کی کوئی ابتداء نہیں، وہ آخرین سے بھی آخر ضرور ہے مگر اس کی کوئی انتہا نہیں، ہر عالم شخصی میں دیکھا جائے تو اس کی ایک نئی شان ہے، اسی عالم شخصی میں کائنات کو بار بار پیٹنا اور پھیلاتا رہتا ہے تاکہ اس اشارہ حکمت سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی بادشاہی قدیم ہے، جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔

۸۸۸
نَفْخَةٌ

ایک مرتبہ پھونکنا، مسلسل پھونکنا :-

صویر اسرائیل کی آواز کسی وقفہ کے بغیر مسلسل ہے، مگر جب جب آدمی سوچتا ہے تو یہ مقدس آواز خاموش ہو جاتی ہے، صورتی آواز سے عارفین پر جو موت طاری ہوتی ہے وہ جسمانی نہیں نفسانی (روحانی)

ہے، پس راہِ روحانیت کے شروع شروع میں موتِ نفسانی اور بعد ازاں حقیقی زندگی ہے، اس اعتبار سے سلسلہ نفع کا ابتدائی حصہ نفخۂ اولیٰ اور دوسرا حصہ نفخۂ ثانیہ کہلاتا ہے۔

۸۸۹
نفس

ذات، روح، جان :-

ارشادِ مولا علیؑ ہے کہ جس نے اپنی روح (نفس) کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ لیکن یاد رہے کہ عام انسانی روح میں صحیح معرفت نہیں، جب تک حادی برحق سے روحِ قدسی حاصل نہ کر لی جائے، بیشک حضرت امام زمانؑ میں روحِ قدسی ہے اور امامِ دراصل آپ کی اپنی روح ہے، اگر آپ نے امام کو پہچان لیا تو سمجھ لیں کہ اپنے آپ کو اور رب کو پہچان لیا۔

۸۹۰
نفسٍ وَّ اِحْدَى
”۱“

ایک شخص :-

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بَعَثَكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّ اِحْدَى - تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (مرنے کے بعد) چلا اٹھانا ایک شخص کی طرح ہے (۲۸:۳۱) یعنی تمہاری روحانی پیدائش اور قیامت انسانِ کامل میں پوشیدہ ہے۔

۸۹۱

نفسٍ واحدةٍ
(۲۱)

آدم، ہر ناطق، ہر امام :-

ربُّ العزت نے تمام نفوسِ انسانی کو نفسِ واحدہ سے پیدا کیا، یہ اجتماعی اور یکبارگی تخلیقِ ذراتِ نفوس کو روحانی باپ کی پشت میں لانے کے لئے تھی، یہی سبب ہے کہ روحانی ماں کا تعین بعد میں ہوا، جیسا کہ سورہٴ نساء کے شروع (۱:۴) میں ارشاد ہے: (ترجمہ:) لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے (۱:۴) اسی طرح خدا، ہی نے نفسِ واحدہ کو تمام لوگوں کے لئے جائے بازگشت اور منزل فنا بنا دیا ہے۔

۸۹۲

نفسٍ واحدةٍ
(۳)

انسانِ کامل :-

اس آیہِ کریمہ کو سورہٴ انعام (۹۸:۶) میں پڑھ لیں، ترجمہ یہ ہے: اور وہ وہی خدا ہے جس نے تم لوگوں کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر تمہارے لئے، ایک قرار گاہ ہے اور ایک امانت گاہ (۹۸:۶) اسی آیہ مبارکہ سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ہر انسان کی دو اتائیں ہیں، اتائے علوی اور اتائے سفلی۔

لفظ

معنی و حکمت

“ن”

۸۹۳

نفسٍ واحدةٍ
(۳۱)

امام زمان :-

قرآن و حدیث میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی رسی کا ذکر آیا ہے، اُس سے یہ قابل یقین تصور ملا کہ اللہ کی قدرت سے روح بھی اِس دُنیا میں رسی کی طرح آئی ہے، جس کا ایک ہر عالم علوی میں اور دوسرا عالم سفلی میں ہے، عالم علوی سے نفسِ واحدہ کی نورانیت مراد ہے۔

۸۹۴

نفسٍ واحدةٍ
(۵۱)

آدم زمان :-

(نفس) واحدہ پر وزنِ فاعلة اپنی ذات میں ایک بھی ہے اور وہ خدا کے امر سے سب لوگوں کو بعنوان قیامت ایک بھی کر لیتا ہے پس نفسِ واحدہ کے دو معنی ہیں: خود بھی ایک اور دوسرے تمام لوگوں کو بھی جمع کر کے اپنے ساتھ ایک کر لینے والا، اس اعتبار سے ہر شخص کی دو بقائیں مقرر ہوئیں، ایک بقائے مستقر جو اس کے لئے نفسِ واحدہ میں ہے، دوسری بقائے مستودع جو انگ بطور امانت ہے۔

۸۹۵

نفسٍ واحدةٍ
(۶۱)

ایک جان، ایک شخص، آدم :-

ہر ناطق، اساس، امام، اور حجتِ نفسِ واحدہ اور آدم کی تاویل ہوا کرتا ہے، یعنی ان کے عالمِ شخصی میں آدم خلیفۃ اللہ کے تمام روحانی

اور عقلانی واقعات کا تجدد ہوتا ہے، اس کا ذریعہ روحانی قیامت ہے، چنانچہ (نفس) واحدہ بروزنِ فاعلہ اس شخصِ کامل کو کہتے ہیں جو بحکمِ خدا ذاتی قیامت کی قہرمانی طاقت سے تمام نفوس کو اپنے عالمِ شخصی میں ایک کر لیتا ہے۔

۸۹۶

نفسٍ وَّاحِدَةٍ
(۷)

ایک جان، ایک شخص، آدم :-

یہ ربّانی تعلیم سورہ زمر (۶: ۳۹) میں ہے، اسی (خدا) نے تم سب کو ایک ہی شخص (آدم) سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کی بیوی (حوّا) کو پیدا کیا۔ یہ آدم کی روحانی بیوی یعنی حجتِ اعظم ہے، جس کو خداوندِ عالم نے حضرت آدم کے علم سے پیدا کیا، یہ ہے بی بی حوّا کا آدم کے پہلے سے پیدا ہو جانا، اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ہمیشہ کا واقعہ ہے، کیونکہ ہر قابلِ شاگردِ علمی حیثیت میں استادِ کامل ہی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۹۷

نفسٍ وَّاحِدَةٍ
(۸)

ایک جان، ایک شخص، آدم :-

اللہ تعالیٰ کی سنتِ حسن میں کوئی تبدیلی نہیں عارفین و کاملین کے عالمِ شخصی میں جاری ہے (۸۵: ۳۰) پس بہشت میں بنی آدم کی بیویاں اسی طرح پیدا ہوں گی جس طرح حضرت آدم سے حوّا پیدا ہوئی تھی، آپ سورہ روم (۲۱: ۳۰) میں غور سے دیکھیں اور مِنْ اَنْفُسِكُمْ

اَزْوَاجًا (تمہارے نفوس سے بیویاں) کے معنی میں خاص خیال رکھیں۔

۸۹۸

نفسٍ وَّاحِدَةٍ
(۹)

ایک جان، ایک شخص، آدم۔

سوال: آپ کی تحریریں عالمِ شخصی کی تعلیمات سے بھری ہوئی ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک اس کی بہت بڑی اہمیت ہے، لیکن جنت میں عالمِ شخصی کہاں ہوگا؟ اور اس کی شناخت کس طرح ہوگی؟ جواب: ہر شخص ایک عالم ہے یعنی عالمِ شخصی یا عالمِ صغیر، مزید برآں ہر جامۂ جنت (ابداعی کُرتے) ایک عالمِ شخصی ہے، جو نفسِ واحدہ کی ہزاروں جیتی جانتی کاپیوں میں سے ایک کاپی ہے، پس عالمِ شخصی ہر جنتی کی جان اور ذاتی بہشت ہے۔

پندی، صفر، مرکز، ذرّۃ :-

۸۹۹
نقطہ

لے نورِ عین من، آپ سب مولا علی علیہ السلام کے اس ارشاد میں خوب غور کریں: ”میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے۔“ قرآن میں آیات ہیں، آیات میں الفاظ، الفاظ میں حروف، اور ان میں سے ہر حرف نقطوں کی ترکیب سے بنا ہے، پس سرتاسر قرآن عزیز میں نقطے ہی نقطے ہیں، اور یہ سب کے سب نقطہ علی کی تصویریں اور کاپیاں ہیں۔

۹۰۰
نوافل

حدیثِ نوافل پر ایک سوال :-

یہ ایک بڑا مفید علمی سوال ہے جس سے کوئی بھی مومن اس مشہور حدیثِ قدسی میں زیادہ سے زیادہ غور و فکر کر سکتا ہے جو نوافل سے متعلق ہے، وہ سوال یہ ہے (۱۱) جب اللہ پاک اپنے بندہ مقرب کا روحانی کان بن جاتا ہے تو اس وقت وہ خدا کا دست کیا کیسا سن سکتا ہے؟ (۲۱) جب وہ ہر بان اپنے عاشق کی چشمِ دل بن جاتا ہے تو ایسی باطنی آنکھ کے سامنے کیسے کیسے مناظر آتے ہیں؟ کیا ایسے میں خدا کا دیدار ممکن ہے؟ (۳۱) جب خدا مومن سالک کا باطنی ہاتھ بن چکا ہوتا ہے تو اس حال میں ایسا ہاتھ کیسے کیسے امور کو انجام دے سکتا ہے؟ (۴۱) جس وقت ربِّ کریم کمالِ ہر بانی سے مومنِ خاص کا روحانی پاؤں بن جاتا ہے تو اس پاؤں سے کس منزل کی طرف چلا جاتا ہے؟

آسمانوں کا نور :-

۹۰۱
نور السموات
۱۱

قرآنِ حکیم میں آیاتِ نور اس مثال پر ہیں جیسے سورج، چاند اور ستارے، چنانچہ آیہٴ مصباح گویا آفتابِ عالماتاب ہے (۲۴۱: ۳۵) آیہٴ براج علیٰ الدوام ماہِ کامل ہے (۳۳: ۳۶) اور دیگر آیاتِ نور

ستاروں کی طرح ہیں، اس واقعی مثال سے آپ کو آیہ مصباح
(اللہ نور السموات) کی مرکزیت و جامعیت کا اندازہ ہوا ہوگا۔

کائنات کا نور :-

نور السموات
(۲)

خداوند تعالیٰ کا بابرکت ارشاد ہے: **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**
(۳۵:۲۴) خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ نور کے بعض عشاق
اس باب میں سوال و جواب کے طریق پر حقیقتِ حال کو جاننا چاہتے
ہیں، چنانچہ دو ستارہ سوال ہے: س: یہ عالیشان صفت (نور کائنات)،
خود ذاتِ خدا ہی کی ہے یا نمائندہِ فدائی؟ ج: اللہ تعالیٰ کا کوئی ضد
نہیں جبکہ نور کی ضد ظلمت (تاریکی) ہے، اللہ خالق ہے اور نور و ظلمت
مخلوق (۱:۶) پس یہ حقیقت ہے کہ خدا نے سب سے پہلے نورِ محمدی کو
پیدا کیا، یہ ایسا کامل و مکمل اور کائنات گیر تھا کہ اس سے ارض و سما
منور ہو گئے، جس طرح نورِ محمدی کا دوسرا نام قلمِ قدرت یا قلمِ اعلیٰ
ہے کہ وہ ایک ایسا تو انا قلم ہے جو تنہا ساری فدائی کو رقم کر سکتا ہے۔

کائناتِ باطن کا نور :-

نور السموات
(۳)

آیہ مصباح کو خوب غور سے پڑھ لیں، ذاتِ سبحان کسی بھی مادی چیز
کی طرح نہیں ہے، دراصل اس میں ہم سب کا بہت بڑا امتحان ہے

جبکہ یہ آیتِ سراج (۳۳: ۴۶)، کی تفسیر و تاویل ہے کہ وہی روشن چراغ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، یہ سچ ہے کہ خدا نے جس ذاتِ عالی صفات کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے وہی ہمہ رس و ہمہ گیر کائناتی نور بھی ہے، ہاں اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ نورِ علیؑ میں انبیاء و ائمہ علیہم السلام ہی کا ذکر جمیل ہے کیونکہ نور ہدایت سلسلہ مظاہر میں جا رہی ہے۔

۹۰۴

نور السموات
(۴۱)

عالمِ شخصی کا نور کہ اس میں عرش و کرسی
سات آسمان اور سات زمین ہیں :-

یہ روحانی سائنس ہی کا کرشمہ ہے کہ ہر مشکل سے مشکل مسئلہ عالمِ شخصی کے تناظر میں بہ آسانی حل ہو جاتا ہے، چنانچہ نورِ مطلق یقیناً خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہی اس کا خالق و مالک ہے، یہ نور جیسا کہ ذکر ہوا آنحضرتؐ کا ہے بحکمہ نورِ علیؑ یہی نور امامؑ کا بھی ہے، اور تابعداری و فتاوت کے نتیجے میں یہی نور اہل ایمان کا بھی ہے، نورِ واحد کے یہ چار رشتے قرآنی دلائل سے ثابت ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا، رسولؐ، امامِ برحقؑ اور مومنین و مومنات کا پاک نور (۵۷: ۱۲، ۶۶: ۸) عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس میں اسی شان سے جلوہ افروز ہے جس طرح کہ آیتِ مصباح میں ارشاد ہوا ہے۔

۹۰۵
نور السموات
(۵)

عالم شخصی کا نور :-

حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ وسلم ظاہراً و باطناً علمی و عرفانی عجائب و غرائب کے مالک اور زمانہ روحانیت و تاویل کے عظیم الشان امام تھے، آپ نے کیسی کیسی از بس مفید، پُر مغز، انقلابی اور قیامت نیز تعلیمات دیں، اس سے بہت کم لوگ باخبر ہیں ان کی بے مثال روحانی و نورانی خصوصیات کے بارے میں تقریباً ایک ہزار سال قبل جو پیش گوئی کی گئی تھی، وہ کتاب و ہیر دین میں محفوظ و موبود ہے، آپ نے آیہ مصباح یعنی اللہ نور السموات کی بے مثال جامعیت و حکمت کی طرف پُر زور توجیہ دلائی ہے، ملاحظہ ہو: ”اسلام میرے مورثوں کا مذہب“

اُن کا نور :-

۹۰۶
نورهم

جس دن تم مومنین و مومنات کو دکھیو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑ رہا ہوگا (۱۲: ۵۷) یہ انتہائی عظیم معجزہ عالم شخصی سے متعلق ہے، جہاں شخص واحد ہی میں سب ہوتے ہیں، کیونکہ نفس واحدہ میں سب کی نمائندہ قیامت برپا ہو جاتی ہے (۲۸: ۳۱)۔

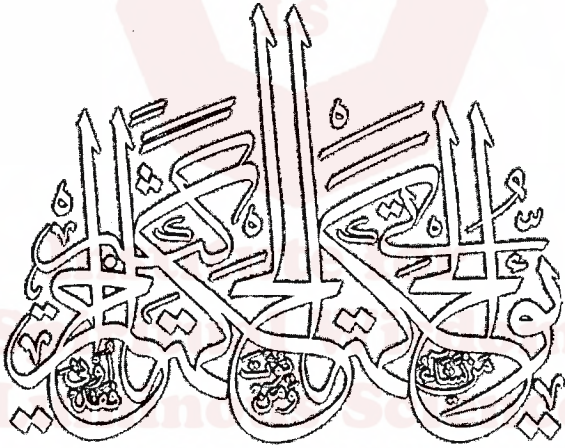
مجھائی :-

سورہ انبیاء (۲۱: ۸۷) میں ہے: اور ذَا النُّونِ (مجھلی والے یونس کو یاد کرو) جب کہ وہ بھلا کر چلا گیا تھا اور گمان کیا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے، آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا کہ: لا اِلهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ ”سوت“ کے عنوان کے تحت دیکھو۔

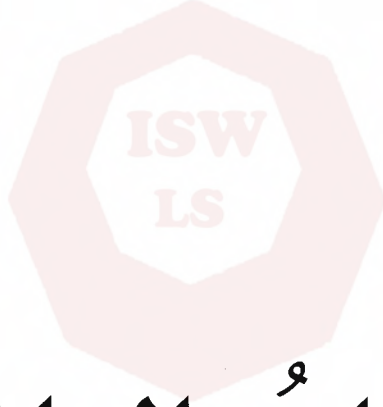
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW

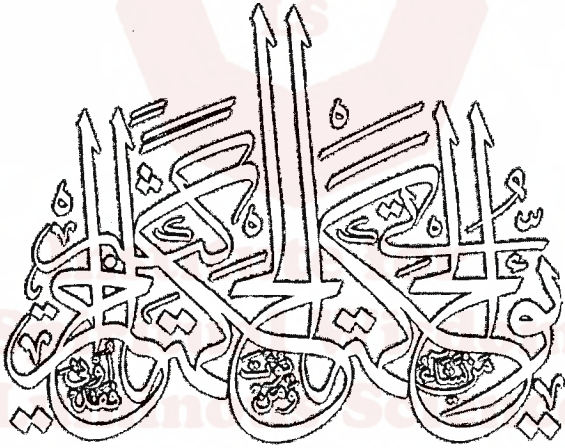


Knowledge for a united humanity



باب الوائء
**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

”و“

معنی و حکمت

لفظ

۹۰۸
وَاحِدَةٌ
(۱۱)

ایک، ایک کر لینے والا :-

خالقِ بیٹا نے لوگوں کو کس طرح پیدا کیا؟ اسی سرچشمہ ارواح کیا ہے؟ خدا نے لوگوں کو نفسِ واحدہ سے پیدا کیا اور وہی سرچشمہ ارواحِ خلاق ہے (۱۱، ۱۸۹، ۲۸، ۳۹) اب اس سوال کا جواب عوام کے لئے بہت مشکل ہے لیکن خواص کے لئے مشکل نہیں، وہ مسئلہ یہ ہے: کیا خلقِ آخر بھی خلقِ اول ہی کی طرح نفسِ واحدہ سے ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں قرآن حکیم کا کیا ارشاد ہے؟

۹۰۹
وَاحِدَةٌ
(۱۲)

ایک ایک کرنے والا، نفسِ واحدہ :-

جس طرح تمام انسانوں کی پہلی پیدائش نفسِ واحدہ سے ہوئی ہے اسی طرح ان کی دوسری پیدائش بھی اسی سے ہونے والی ہے۔ چنانچہ خدا قیامتِ قیامات میں لوگوں سے فرمائے گا: اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ (نفسِ واحدہ سے) پیدا کیا تھا ایسا ہی آج (اپنے اپنے وقت کے نفسِ واحدہ میں) اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے (۶۱: ۹۴)۔

نفسِ واحدہ ہر ناطق اور ہر امام ہے، اکیلے اکیلے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے وقت کے نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر ایک ہو چکے ہوں گے، جیسے رحمتِ عالم جب معراج پر گئے تو اکیلے ہی گئے، درحالیے

کہ عالم انسانیت آپ کی ذاتِ عالی صفات میں بجز فعل یا بجز
قوت فنا ہو چکا تھا۔

نفسِ واحدہ :-

خدا نے ان سب کو بدرجہٴ انتہا گھیر لیا ہے اور ان کو ایک خاص عدد
(یعنی عددِ واحد) میں گن لیا ہے (۱۹: ۹۴) یعنی سب کو نفسِ واحدہ
میں ایک کر دیا ہے، دوسری آیت کا ارشاد ہے: اور سب کے سب
قیامت کے دن (نفسِ واحدہ میں) فردِ واحد بن کر اس کے پاس
حاضر ہوں گے (۱۹: ۹۵)۔ یہ اس لئے ایسا ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کا
پاک دیدار عالمِ وحدت میں ہوتا ہے، جہاں کسی کمزرت کے لئے کوئی
جگہ نہیں۔

۹۱۰
وَاحِدَةٌ
(۱۳)

نفسِ واحدہ :-

روحانی ترقی اور انفرادی قیامت کا تجربہ انتہائی مشکل کام ہے، لہذا
خداوندِ عالم نے اپنی بے پایان رحمت سے لوگوں کی اجتماعی قیامت
نفسِ واحدہ کی انفرادی قیامت میں پوشیدہ رکھی ہے، پس سب کی
روحانی پیدائش اسی میں ہوتی ہے اور سب کا ابتعات بھی اسی میں
ہوتا ہے، جیسا کہ سورہ لقمان (۳۱: ۲۸) میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۹۱۱
وَاحِدَةٌ
(۱۴)

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَبْعَثُكُمْ إِلَّا كُنُفُسٍ وَّاجِدَةٍ - تمہاری (روحانی)، پیدائش اور تمہارا ابثاعتِ نفسِ واحدہ کی طرح ہے۔ یعنی اہل جہان کے نمائندہ ذرات انسانِ کامل کی ذاتی قیامت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

۹۱۲
وَارِثِينَ

میراث لینے والے، وارث کی جمع :-

یہ زبردست حکمت والی آیت سورۃ قصص (۵:۲۸) میں ہے : اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو لوگوں کا، پیشوا امام، بنائیں اور ان ہی کو وارث بنائیں۔ اس آیت شریفہ کے مصداق امام زمان علیہ السلام کے روحانی فرزند ان ہیں، ان ہی لوگوں کو خداوندِ جل و علا کا ستاتی زمین (ستاروں) میں آئمہ (۵:۲۸) بنائے گا۔

۹۱۳
وَارِدُ
(۱)

اُترنے والا، دوزخ میں اُترنا :-

یہ حدیث شریفہ اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے جو تمام نیک و بد انسانوں کے جہنم پر وارد ہونے سے متعلق ہے (۷۱:۱۹) حدیث : لَا يَبْقَى بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ إِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا كَانَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ - کوئی نیک آدمی یا فاجر آدمی باقی نہ

رہے گا جو ابتداءً جہنم میں داخل نہ ہو مگر اس وقت مومنین متقین کے لئے جہنم برد و سلام بن جائے گی جیسے ابراہیم علیہ السلام کیلئے نارِ نرود برد و سلام بنادی گئی تھی (احادیثِ ثنوی ۱۸۷، بحوالہ مُشَرِّکِ حاکم، ج ۴، ص ۵۸۷، نیز ملاحظہ ہو، معارف القرآن، ج ۶، ص ۵۰) میں نے ”براج القلوب“ میں بھی ”دوزخ کا ایک راز“ کے عنوان سے اس باب میں گفتگو کی ہے۔

اترنے والا، دوزخ میں اترنا۔

سورہ مریم (۱۹: ۴۱-۴۲) میں ہے: **وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔ ثُمَّ نُنزِلُ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَدَدُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثًّا (۱۹: ۴۱-۴۲)** تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو (دینا میں) متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا پھوڑ دیں گے۔

چہرہ، دیدار۔

سورہ انعام (۶: ۵۲) میں ارشاد ہے: **وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔** اور (اے رسول)

۹۱۴
وَارِدٌ
(۲)

۹۱۵
وَجْهٌ
(۱)

ان لوگوں کو نہ ہانک دو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں (اور) وہ اس کے دیدار کو چاہتے ہیں۔ اسلام میں جہاں جہاں خدا کے عشق و محبت کا ذکر آیا ہے وہاں اس کے پاک دیدار اور معرفت کی طرف ایک پُرکشش دعوت ہے۔

۹۱۶

وَجْهَهُ
(۲)

چہرہ، دیدار:-

سورہ بنی اسرائیل کے رکوع ہشتم کے شروع کی دو آیتوں (۱۷:۴۱، ۴۲) کو خوب غور سے دیکھ لیں، یہ دونوں آیتیں مضمون قیامت میں مربوط ہیں، ان کی حکمت یہ ہے کہ رسول اور امام علیہما السلام اللہ کے نامندے ہیں، لہذا ان کا دیدار گویا خدا کا دیدار ہے، اسی وسیلے سے آخرت کے لئے چہنم بصیرت پیدا کی جاسکتی ہے، چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس نے مجھ کو دیکھا اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا۔ اور مولا علیؑ نے فرمایا: میں زمین پر خدا کا چہرہ ہوں۔

۹۱۷

وَجْهَ اللَّهِ
(۱)

چہرہ خدا:-

جب آیہ بیعت کے مطابق دست خدا کی نامندگی درست اور حقیقت ہے تو پھر چہرہ خدا (وَجْهَ اللَّهِ) کی نامندگی بھی صحیح ہے جیسے مولا علیؑ نے فرمایا: اَنَا وَجْهَ اللَّهِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

كُلُّ شَيْءٍ إِهْلَاكٌ إِلَّا وَجْهَهُ - یعنی میں ہوں آسمانوں اور زمین میں چہرہ خدا، جیسے ارشاد ہے: چہرہ خدا کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جاتی ہے (۲۸: ۸۸) اکو کب دُڑی، باب سوم، منقبت۔ ۶۹، وجہُ اللہ، چہرہ خدا، خدا کا دیدار، خدا کی معرفت یہ سب اوصاف حضرت امام عالی مقامؑ ہی کے ہیں۔

چہرہ خدا، دیدارِ الہی، معرفت، وسیلہٴ عشق و فنا :-

۹۱۸
وَجْهَ اللّٰهِ
(۲)

آسمانوں سے درجاتِ روحانیت مراد ہیں، ہر درجے پر چہرہ خدا کی منظریت و نمائندگی امام اقدس و اطہر علیہ السلام ہی کو حاصل ہے۔ سنا آنکھ منزلِ حق الیقین آتی ہے جو منزلِ فنا ہے، جہاں امام عالی مقامؑ کو حضرت رب کے سب سے بڑے دیدار کی نمائندگی عطا ہے پس جتنے سائیکین و عارفین وہاں ہمک پہنچ جاتے ہیں، وہ سب اس بی مثال لازوال نورِ دیدار میں پروانہ وار فنا ہو جاتے ہیں، بس یہی ہے فنا فی الامامؑ، فنا فی الرسولؐ، اور فنا فی اللہ۔

چہرہ مظهرِ خدا :-

۹۱۹
وَجْهَ اللّٰهِ
(۳)

حدیثِ شریف ہے: خَلَقَ اَدَمَ عَلٰی صُوْرَتَيْهِ - اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا (گویا آدمؑ کو اپنا منظر بنایا، جب ہی تو ان کو ساری مخلوقات کی سرداری عنایت فرمائی، لغات الحدیث، کتاب ”ص“۔)

صورتِ رحمان :-

۹۲۰
وَجْهَ اللَّهِ
(۴)

حضرت علیؑ امیر المؤمنین علیہ السلام کے وجہ اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے، جبکہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا، اور جبکہ لوگ بہشت میں داخل ہو کر اپنے باپ آدمؑ کی صورت (یعنی رحمانی صورت) پر ہوتے ہیں، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (بخاری، جلد دوم کتاب الانبیاء، مسلم، جلد ششم، کتاب الجنۃ)۔

چہرہ خدا، منزلِ فنا :-

۹۲۱
وَجْهَ اللَّهِ
(۵)

سورہ رحمان معنوی حسن و جمال کی وجہ سے عروس القرآن کہلاتا ہے، یہ مبارک و مقدس ارشاد اسی میں سے ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْنَا فَاِنْ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (۵۱: ۲۶-۲۷) ہر مخلوق جو اس زمین پر (یا عالم شخصی میں) ہے فنا ہونے والی ہے اور صرف تیرے پروردگار صاحبِ جلالت و کرامت کا چہرہ (یعنی نمائندہ) ہی

باقی رہتا ہے (۵۵:۲۶-۲۷)۔

چہرہ نمائندہ خدا:-

۹۲۲
وَجْهَ اللَّهِ
(۶)

سوال: ارشاد بالا میں جس طرح مخلوق کی فنا اور چہرہ خدا کا بجا ذکر آیا ہے، اس کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے؟ جواب: اس بیکجائی کی مناسبت یہ ہے کہ جس مرتبہ عقل پر چہرہ خدا (نمائندہ خدا یعنی امام) کا عظیم دیدار ہے وہاں عشقان کے لئے شرابِ طہورِ عشق اور فنا کیوں نہ ہو، القرض یہ فنا فی الامام کا بے عظیم ہے، جس میں فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ بھی ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

چہرہ خدا:-

۹۲۳
وَجْهَ اللَّهِ
(۷)

سورہ بقرہ رکوع چہار دہم (۱۱۵:۲) میں ہے: ترجمہ ظاہر: اور مشرق بھی اللہ کا ہے اور مغرب بھی، سو بدھ بھی تم رُخ کرو وہیں خدا کا چہرہ ہے۔ اس کا تاویلی مفہوم عالمِ شخصی کے اعتبار سے: اے عارفین! تم کو عالمِ شخصی میں جہاں جہاں بے حجاب دیدار ہو وہ تو نمایاں ہے اس کے باوجود کوئی ایسا مقام نہیں جہاں درپردہ خدا کا چہرہ اور دیدار نہ ہو تو تم ایک ایک کر کے تمام معجزات پر خوب غور کرو۔

عائی کا چہرہ، عائی کا دیدار، امام زمان کا دیدار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ عَظِيمَةٌ مِنَ الطَّاعَةِ۔ چہرہ علی کی طرف دیکھنا ایک ایسی عبادت ہے جو فرما برداری سے بھی بڑی ہے۔ (سرار، ص ۱۱۶)۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ علی خدا کا چہرہ ہے، جیسا کہ خود مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: انا وجه الله الذي ذكره بقوله: فَايْمَاتُوكُمْ أَفْشَوْ وَجْهَ اللَّهِ (۱۱۵:۲) میں اللہ کا وہ چہرہ ہوں جس کا اُس نے یوں ذکر فرمایا ہے: سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی خدا کا چہرہ موجود ہے۔ (صفحہ مذکورہ)۔

اشارہ، اشارہ دیدار:-

سورہ شوریٰ کی آخری تین آیاتِ کریمہ (۴۲: ۵۱-۵۳) بہت زیادہ قابلِ توجہ اور اسرارِ معرفت سے لبریز ہیں، چنانچہ پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر (دیدارِ اقدس کے) اشارے سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی قرشتہ بیج دے غرض وہ اپنے اختیار سے جو چاہتا ہے وہی بھیجتا ہے بیشک وہ عالیشان حکمت والا ہے (۴۲: ۵۱)۔

معنی و حکمت

”و“

لفظ

۹۲۶
وحی
(۲)

دیدار کے اشارے :-

جو نیک بخت مومن سالک اضطراری موت سے قبل اختیاری موت سے مر جاتا ہے، اس کو خداوندِ قدوس اپنے فضل و کرم سے سزا سزا عارفانہ قیامت دکھاتا ہے، جس میں ہر چیز کی معرفت موجود ہے خصوصاً دیدارِ الہی کے مقامات، جن کے بغیر معرفت خالی از معنی رہ جاتی ہے۔

۹۲۷
وحی
(۳)

سب سے اعلیٰ وحی دیدارِ الہی ہے :-

وحی کے لغوی معنی ہیں اشارہ، چنانچہ اللہ جل جلالہ کے دیدارِ اقدس میں سب سے عالی شان اور سب سے زیادہ اشارے ہیں جن کی تفصیل و تشریح خود قرآنِ عظیم ہے۔

۹۲۸
وحی
(۴)

اشارہ حکمتِ الہی :-

خدا نے بزرگ و برتر کے ہر دیدار میں اشارے ہیں، کلمہ برکن اور گوہر عقل میں اشارے ہیں، کلمات تا مات میں اشارے ہیں، اور قرآن کا ایک نام ”وحی“ اس لئے ہے کہ اس کی ہر آیت میں ظاہری معنی کے علاوہ ایک اشارہ حکمت بھی مخفی ہے، الغرض اللہ کی ہر چیز میں صاحبانِ عقل کے لئے لطیف اور پُر حکمت اشارے ہیں، تاکہ خاصانِ خدا کے لئے زبانِ حکمت اور بکھ معرفت خاص اور

مخصوص ہو۔

۹۲۹
وَدَّأ

محبت :-

یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمان ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا (۱۹:۱۶) یہ ارشاد مبارک اُمّہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں ہے، اور بہشت میں حقیقی مومنین کے لئے بھی ہے۔

۹۳۰
وَدُّوْ

بہت محبت کرنے والا :-

اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّوَدُّ (۱۱:۹۰) بیشک میرا پروردگار بہت رحم والا بہت محبت کرنے والا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے دوستوں سے کس طرح محبت کرتا ہے اور ان کو کیسے کیسے انعامات سے نوازتا ہے، اس کا یقین مزہ عقل پر ہو جاتا ہے۔

۹۳۱
وَسِعَ

اُس نے گھیر لیا :-

وَسِعَ رَبيُّ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ میرے رب نے ہر چیز کو علم میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہر چیز کے اندر اور باہر علم ہے، بالفاظ دیگر ہر شے کے ظاہر و باطن میں روحانی سائنس ہے، کیونکہ سائنس علم ہی

کا نام ہے (۸۰:۶)۔

بہشت کے غلمان :-

۹۳۲
وَلِدَانٌ
(۱)

سورۃ واقعہ میں دیکھ لیں، یَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ۔ ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے دوڑتے پھرتے ہوں گے (۱۱۴:۵۶)۔ یہ عقلی غلمان ہیں، جن کا کام ہے مقررین کے لئے عقل اور عشق کی اعلیٰ نعمتیں بہتا کر دینا، یہ نوجوان لڑکے بہشت میں ہمیشہ نوجوان ہی رہیں گے، اور اس میں بہت بڑا راز مخفی ہے۔

عقلی غلمان :-

۹۳۳
وَلِدَانٌ
(۲)

سورۃ دھر میں ہے: ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ نوجوان لڑکے ہی رہیں گے، تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں، وہاں جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا روسایاں تمہیں نظر آئے گا (۷۶:۱۹-۲۰)۔ بہشت کی بے شمار نعمتوں کی چوٹی پر ”یک حقیقت“ کی انتہائی عظیم نعمت ہے، جس کی طرف جانے کے لئے سب سے پہلے بہت سے درجات ہیں، پھر مساوات، اور سب

سے آخر میں یک حقیقت (مونوریاٹی) ہے۔

۹۳۴
وَلِدَانُ
(۳۱)

بہشت کے ابدی لڑکے :-

سوال: حور و غلمان کی پیدائش کہاں ہوتی ہے؟ دنیا میں یا بہشت میں؟ جواب: اہل بہشت سب کے سب شروع شروع میں دنیا ہی کے لوگ ہوتے ہیں، جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کو جسم لطیف میں زندہ کر کے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے، تاہم کئی تخلیق درجہ کی بیڑھی پر ہوتی ہے۔

۹۳۵
وَلِدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ابدی لڑکے :-

وَلِدَانٌ مُّخَلَّدُونَ (ابدی لڑکے) سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ انسان کی انائے علوی ہمیشہ بہشت میں موجود ہے (۱۶:۵۶)۔

۹۳۶
وَلِدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ابدی لڑکے :-

ابدی لڑکے بہشت میں ہمیشہ موجود بھی ہیں اور دنیا میں آکر پیدا بھی ہو جاتے ہیں، اسی لئے ان کی دو انائیں ہو جاتی ہیں، یعنی انائے علوی اور انائے سفلی (۶:۹۸:۵۶:۱۶)۔

”و“

معنی و حکمت

لفظ

۹۳۷
وَلِدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ابدی لڑکے :-
(۳)

بہشت کے ازلی وابدی لڑکے (۵۶: ۷۶، ۷۷: ۱۹) یہ کون ہیں؟
یہ خلود (۵۰: ۳۴) کی حکمت و علامت ہیں اور اہل بہشت ہیں، یہ
دنیا میں آتے بھی ہیں اور نہیں بھی آتے ہیں، جس طرح پانی کامرکز
(سمندر) اپنی جگہ ساکن بھی ہے اور اپنے دائرے پر گردش بھی
کر رہا ہے۔

۹۳۸
وَلِيُّ الْأَمْرِ
(۱۱)

صاحبِ امر :-

نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام صلوات اللہ علیہ کا ہر فرمانِ اقدس
ہم سب کے لئے بیحد ضروری اور واجب العمل ہے، جیسے یہ ارشاد
مبارک ہے: ”تم میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب کی حقیقی سمجھ
اور گہرا علم ہونا چاہئے“

”حقیقی سمجھ“ ایک واضح، روشن اور کُلّی مطلب ہے، اور گہرا علمِ دین
عمیق، ایک ایسا ہمہ گیر مفہوم ہے کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں،
جس میں عقل و دانش اور علم و معرفت، اور اسرارِ باطن جیسے تمام
معانی آجاتے ہیں۔

”و“

معنی و حکمت

لفظ

۹۳۹

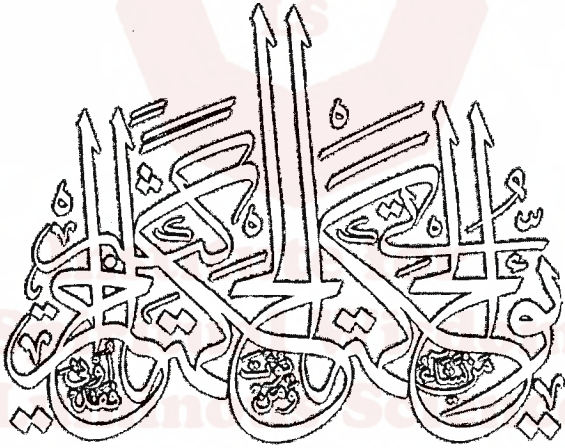
وَلِيّ الْأَمْرِ
(۲)

صاحبِ امر :-

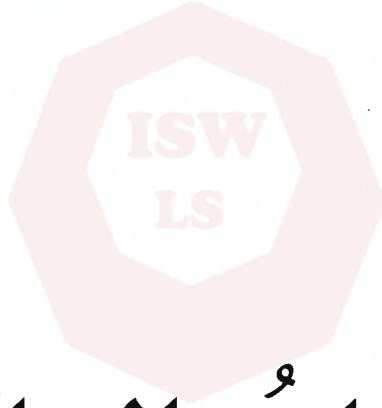
آپ یہ بھول نہ جائیں کہ ہماری شاخِ اسلام دینِ اسلام کی ایک باطنی شاخ ہے، باطن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس کے (باطنی) معنی ہر ایک کے لئے نہیں، یہ صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا یہ ضروری ہے کہ اگر آپ قرآنِ پاک کے (بعض) حصے سیکھتے ہیں تو آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ ان حصوں کے باطنی معنی سمجھا سکیں (حاضر امام کا فرمان، انمول موتی، حصہ اول ص ۱۴۵)۔

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity



باب الهاء
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

لفظ

معنی و حکمت

”ھ“

۹۴۱
ہَادِ

ہدایت کرنے والا، ہادی، امام :-

سورہ رعد (۷:۱۳) میں ارشاد ہے: اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ لِّكُلِّ قَوْمٍ
ہادِ۔ (اے رسولؐ)، تم تو صرف ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے
ایک ہدایت کرنے والا ہے (قرآن کے شععی تراجم اور تفاسیر نیز کتب
مناقب علیؑ میں دیکھ لو)۔ زمانہ آدمؑ سے لے کر قیامتہ العیامات تک
ہر زمانہ کے لوگ قوم ہیں، اور ہر قوم کے لئے خدا نے ہادی مقرر
فرمایا ہے اور وہ زمانے کا امام ہی ہے۔

امامِ اساس :-

۹۴۱
ہَارُونَ
”

حدیث شریف میں ہے: يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَى اِلَّا اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي. رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا: اے علیؑ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے ہارون کا درجہ
موسیٰؑ سے تھا، مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے۔ (یہ ان مشہور
احادیث میں سے ہے جو تینوں فرقوں کی کتب حدیث وغیرہ میں
ملتی ہیں)۔

امامِ اساس :-

۹۴۲
ہَارُونَ
(۲۱)

صاحبِ جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث

میں جس شانِ حکمت سے مولا علی علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے اس کی گہرائی اور گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس آئینہ بھارونؑ میں علیؑ کو دیکھنا ہوگا جو قرآن حکیم میں ہے، وہ اس طرح کہ دونوں امام اپنے اپنے پیغمبر کے وزیر ہیں (۲۰: ۲۹؛ ۲۵: ۳۵) آسمانی کتاب کے ذکر کے ساتھ ہی وزارت کا ذکر آیا ہے (۳۵: ۲۵) اس لئے یہ کہناروشن حقیقت ہے کہ دونوں پیشوا اپنی اپنی آسمانی کتاب کی تاویل کے مالک تھے، اور کتاب سماوی کے باطن میں روحانیت و عقلانیت پر حاضر ہوئے بغیر تاویل نہیں کی جاسکتی۔

وزیرِ موسیٰؑ

۹۲۳
ہارونؑ
(۳۱)

لفظِ وزیرِ وِزر (بوجھ) سے مشتق ہے بمعنی بوجھ بٹانے والا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح حضرت ہارونؑ توریت کی روحانیت، نورانیت اور تاویل کے حامل تھے، اسی طرح حضرت علیؑ قرآن کی روح و روحانیت اور نور و نورانیت (یعنی تاویل) کا بارگراں اٹھانے والے تھے، اور بجائے حاضر اب بھی ہیں۔

صاحبِ تاویلؑ

۹۲۴
ہارونؑ
(۳۱)

بحوالہ قرآن (۲۱: ۴۸) حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو فرقان

(توریت اور حسی معجزات) نور اور اسماء الحسنیٰ کا ذکر عطا کیا گیا تاکہ یہ ساری برکتیں متقین کی طرف آئیں، اور یقیناً حضرت محمد سید الانبیاء کے برحق وصی حضرت علیؑ نبوت کے سواہر وصف میں مثیل ہارون تھے۔

ہارونؑ :-

قرآن عزیز میں حضرت ہارون علیہ السلام کا اسم مبارک کل بیس مرتبہ آیا ہے، ایسے تمام مقامات پر نورِ امامت کا تذکرہ ہے، جبکہ حضرت ہارونؑ کی مبارک پیشانی میں امامت کا نور جلوہ گر تھا، جبکہ مولا علیؑ علیہ السلام مثیل ہارون تھے، مگر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ہارونؑ :-

سورہ بقرہ (۲۱: ۲۳۸) میں ہے: ان کے نبی نے ان کو یہ بھی بتادیا کہ طاوت کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے سکون قلب کا سامان ہے، جس میں آل موسیٰؑ اور آل ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی ارواحانی چیزیں ہیں، جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔

۹۳۵
ہارونؑ
(۵)

۹۳۶
ہارونؑ
(۶)

۹۳۷
ہارونؑ
(۷)

ہارون امامؑ:-

اہل ایمان کے لئے سکونِ قلبِ روحانی علم اور معرفت کے سوا ممکن نہیں، لہذا یقیناً صندوقِ سکینہ سے مجموعی روحانیت مراد ہے جو امام زمانہ علیہ السلام کی روحانی سلطنت کے تحت ہے اور روحانی جہاد بھی حضرت امام عالی مقامؑ ہی کی نگرانی میں ہوتا ہے، اب رہا سوال کہ آل موسیٰؑ اور آل ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی پیزیز کیا ہیں؟ وہ بظاہر کچھ مادی تبرکات ہی لیکن دراصل نبوت اور امامت کے باطنی اور روحانی معجزات ہیں۔

۹۳۸
ہَالِكٌ
(۱۱)

ہلاک ہونے والا، فتا ہونے والا:-

اے نورِ عین من! اکثر یا بعض سورتوں کے آخر میں خاص خاص جواہر ہوتے ہیں، اس قانونِ قرآن کو نہ بھولنا، جیسا کہ سورہٴ قصص کے آخر (۲۸:۸۸) میں ہے، یہ گویا بحرِ حکمت اسی آیتِ کریمہ میں ہے: **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ۔** ہر چیز سوائے وجہ اللہ کے ہلاک ہونے والی ہے۔

۹۳۹
ہَالِكٌ
(۱۲)

ہلاک ہونے والا، فتا ہونے والا:-

تفسیرِ اول: اگر یہاں ہم یہ کہیں کہ ذاتِ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے

والی ہے تو اس سے (نعوذ باللہ) یہ لازم آئے گا کہ اس کی تمام صفات بھی فنا ہو جانے والی ہیں، یہ تصور غیر ممکن اور غیر مناسب ہے تفسیر دوم: اگر یہ کہا جائے کہ چہرہ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو پھر ایسے میں (نعوذ باللہ) اللہ کی تجسیم کا عقیدہ ہوگا، اور بالآخر صرف چہرہ باقی رہنے کا تصور ہوگا، جو محال ہے۔

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:-

تفسیر سوم: دراصل فدا کُلُّ شئی کے زمرے میں نہیں آتا، بلکہ اس کا منظر (نمائندہ) آتا ہے، جب اسلام کے شروع ہی سے خلیفۃ اللہ کا ہونا لازمی ہے تو یہی خلیفہ خدا کا منظر بھی ہے اور چہرہ خدا بھی، اب سب سے مشکل ترین مسئلہ ختم ہو گیا، کہ اس آئیہ شریفیہ میں فدا کی ہستی سے بحث نہیں بلکہ اس کے منظر میں فنا ہو جانے کی تعریف ہے، الحمد للہ۔

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:-

اس ارشاد میں خوب غور کریں: من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ روح جس میں پروردگار کی معرفت ہے، کوئی

۹۵۰
هَالِكٌ
۱۳۱

۹۵۱
هَالِكٌ
۱۳۱

عام روح کیونکر ہو سکتی ہے یہ تو منظرِ نورِ خدا اور وجہ اللہ کی بات ہے، جس میں اگر ہم فنا ہو گئے تو وہ ہماری روح ہو گیا، اسی طرح ہم وجہ اللہ (ہادی زمان) کے وسیلے سے حضرت رب کو پہچان سکتے ہیں۔ (دیکھو، وجہ اللہ)۔

اُتْرنا۔

۹۵۲
هُبُوطٌ
(۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اس کے تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سب جنت سے نیچے اُتر جاؤ: اِهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا (۲: ۳۸) اس سے یہ ظاہر ہوا کہ سب لوگ بہشت سے یہاں آئے ہیں، مگر کس طرح؟ سائے کی طرح، کیونکہ روح کا بالائی سر اپنی اصل سے ہمیشہ واصل رہتا ہے، اس لئے وہ اس دنیا میں نہیں آسکتا جیسا کہ قول ہے: ما آتدہ نیتیم این سایہ ماست۔ ہم دراصل آئے نہیں ہیں یہ تو ہمارا سایہ ہی ہے۔

آدمؑ کا اُتْرنا۔

۹۵۳
هُبُوطٌ
(۲)

خدائے حکیم کی طرف سے لوگوں کے لئے جتنا بڑا امتحان قصہ آدمؑ میں ہے اتنا عظیم امتحان کہیں بھی نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قصہ آدمؑ علیہ السلام سرتاسر امرِ حکمتِ الہیہ سے پُر ہے، مثال کے

طور پر صرف صُبوٹِ آدم کو سوال بنا کر تجربہ کر لیں کہ یہ آدم کا صُبوٹ (اُترنا) کس معنی میں ہے؟ جسمانی ہے یا روحانی؟ یا دونوں اعتبار سے ہے؟ بہشت کے کس درجے سے اُترنا پڑا اور کتنی مدت کے بعد؟ کیا یہ ہر انسانِ کامل کا قصبہ ہے یا صرف ایک فرد کا واقعہ ہے؟

۹۵۴
هُدًى

ہدایت :-

اے نورِ عین من! سورۃ بقرہ کے شروع میں خوب غور سے دیکھو،
الْحَمْدُ یعنی کتابِ آفاق و انفس اور قرآنِ ناطقِ مولا علی علیہ السلام
ہے، اس کی حاضر دلیلیں یہ ہیں :-

(۱) ذالک الکتاب (وہ کتاب) اذالک اشارۃ بعید ہے دور کی چیز
کے لئے آتا ہے (۲) لاریب فیہ (اُس میں شک نہیں، یعنی اُس
میں علمِ یقین، عینِ یقین اور حقِ یقین ہے) (۳) هُدًى للمتقين
(اُس میں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے، کیونکہ سب لوگ قرآنِ
ناطق کو نہیں مانتے ہیں)۔

وہ ہلاک ہوا، ضائع ہوا، مر گیا، مٹ گیا۔

۹۵۵
هَلَكَ
(۱)

سورۃ حاقہ (۶۹: ۲۹) میں ہے: هَلَكَ عَجْرٌ سُلْطَانِيَه (۱) میری
سلطنت ضائع ہو گئی (۲) میری حجت (دلیل) مٹ گئی۔ یعنی میں اپنے

عقیدے کی حمایت میں قہری دلائل رکھتا تھا وہ سب کی سب باطل ثابت ہوئیں۔

وہ ہلاک ہوا، ضائع ہوا، مر گیا، مٹ گیا:-

۹۵۶
هَلَكَ
(۲۱)

سورہ انفال (۸: ۴۲) میں ہے: لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيْتِنَا وَيُصَيَّبَ مَنْ حَتَّىٰ هَمَّ بَيْتِنَا۔ تاکہ مر جائے وہ شخص جو دلیلًا مچکا ہے اور زندہ رہے وہ شخص جو دلیلًا زندہ ہو گیا ہے۔ یعنی جس کی دلیل پر آفاق و انفس کی گواہی نہ ہو (۱۸: ۵۱) وہ دین فطرت یعنی اسلام اور عقل کے مطابق نہیں باطل ہے پس ہر ایسا شخص دلیلًا ہلاک ہو چکا ہے۔



باب الیاء
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

۹۵۷

یَأْتِي زَمَان

ایک زمانہ آئے گا۔

حدیث شریف ہے، اِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ مِّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُسْرًا
 اُمِّدَبِهْ هَلِكُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مِّنْ حَيْلٍ مِنْهُمْ يَعْشُرُ مَا
 اُمِّدَبِهْ نَجَا۔ تم لوگ ایک ایسے دور سے گزر رہے ہو کہ اگر تم احکام کے
 دسویں حصے سے بھی تغافل برتو تو تیرا برباد ہو جاؤ گے، اس کے بعد
 ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس وقت جو احکام دیتے گئے ہیں
 اگر کوئی ان کے دسویں حصے پر بھی عمل کرے گا تو اسے نجات
 نصیب ہو جائے گی اردح اسلام، سید امیر علی، ترجمہ محمد ہادی حسین
 ص ۳۰۵-۳۰۶، بحوالہ ترمذی و مشکوٰۃ۔

۹۵۸

يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ عَالَمِ ذَرَّةٍ

ذرات لطیف، مخلوقِ اصغر، نسلِ انسانی، ارواحِ خلاق، شکر
 روحانی، عالمِ ذرّ آغاز کے معنی میں بھی اور انجام کے معنی میں بھی
 (۱۱)
 (۹۶:۲۱؛ ۹۴:۱۸)۔

۹۵۹

يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ

ذراتِ شکر، روحانی شکر۔

یا جوج و ما جوج دراصل ذراتِ شکر کا نام ہے، یہ زمانہ آدم سے
 آفاق و انفس کی روحانی جنگ کے لئے متعین ہیں جس عالمِ شخصی کی
 (۲)

زمین کے حتی میں وہ دن بڑا مبارک ہوتا ہے، جس میں یہ معجزانہ ذرات تعمیر نو کی غرض سے فساد کرتے ہیں ان کا یہ کام ایسا ہے جیسے پُرانے مکان کو گر کر اس کی جگہ نیا مکان بنانا، یا جوج و ما جوج کا بر ملا تذکرہ قرآن کے دو مقام پر ہے (۱۸: ۹۴؛ ۲۱: ۹۶) لوگ جن چیزوں کو پسند نہیں کرتے عجب نہیں کہ وہ ان کے لئے مفید ثابت ہو جائیں، دیکھو قرآن ۲: ۲۱۶ -

۹۴

يَا جُوجَ وَمَا جُوجَ

خدا کا ارضی لشکر۔

(۳)

دینی ہو یا دنیوی جہاں کوئی لشکر ہو وہاں لامحالہ اس کا اعلیٰ سردار بھی ہوا کرتا ہے، چنانچہ لشکر یا جوج و ما جوج کی عظیم الشان سرداری سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہوئی، یہی سبب ہے کہ فرشتوں نے زمین ظاہر و باطن کے امکانی فساد و خونریزی کو آدم خلیفۃ اللہ سے منسوب کر دیا، یعنی ان کا کہنا تھا کہ آدم عالمِ مخصی میں اور تیارہ زمین پر اس لشکر سے فساد کرتا رہے گا (۲: ۱۳۰)۔

خلیفۃ خدا کا فساد (بگاڑ، تعمیر نو اور ترقی کے لئے) ہوا کرتا ہے جیسا کہ ذکر ہوا، اور خونریزی کی تاویل ہے: ازالہ رشکوک و شہات، جو علم الیقین، عین الیقین، اور حتی الیقین سے ہو سکتا ہے۔

یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ
(۹۶۱)

لشکرِ صاحبِ زمان :-

سورۃ انبیاء (۹۶:۲۱) میں ہے: یہاں تک کہ یا جوج و ما جوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل رہے ہوں۔ یعنی امامؑ اور تمام ذیلی حدود سے ذراتی لشکر نکل کر روحانی جہاد اور باطنی قیامت کے امور کو انجام دیں گے۔

یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ
(۹۶۲)

باطنی لشکر :-

سورۃ کہف (۱۸) کے رکوع یازدہم میں ذوالقرنین اور یا جوج و ما جوج کے پُر از حکمتِ قیامت کو خوب غور سے پڑھ لیں، ذوالقرنین کو خدا نے مرتبتِ امامت اور روحانی سلطنت عطا کر دی تھی، لہذا ان کا یہ سارا قصہ روحانی اور تاویلی ہی ہے، اگر آپ ان عجیب و غریب واقعات کو صرف ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں تو آج کے روشن زمانے میں ان کی عقلی توجیہ ناممکن ہوگی۔

یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ
(۹۶۳)

روحانی لشکر :-

جو لوگ خاص علم و عمل اور اذن و ریاضتِ شبِ خیزی سے اس قابل ہو چکے ہوں کہ اب وہ بفضلِ اللہ اختیاری موت کی تلخی اور ذاتی قیامت کی سختی کو برداشت کر کے روحانیت و عقلا نیت کے

انمول خزانوں کو حاصل کر سکتے ہیں، تو ایسے نیک بخت لوگوں پر
یا جوج و ماجوج کا حملہ آور ہو جانا باعثِ رحمت و برکت ہوگا، اور جو
ان کے سوا ہیں، ان سے امام علیہ السلام ذرا تکی شکر کو روک لیتا ہے۔

غور و فکر کرتے ہیں :-

۹۶۴
يَتَدَبَّرُونَ

سورہ محمد (۲۴: ۲۴) میں ارشاد ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ
اَمْ عَلٰى قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا۔ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے
یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ اس سماوی تعلیم سے ایک طرف تو
یہ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنے کی بہت بڑی اہمیت ہے،
اور دوسری طرف یہ پتا چلا کہ اس معاملے میں بعض دلوں پر قفل لگ
جاتے ہیں، چنانچہ حکیم پیر ناصر خسروؒ نے اپنے دیوان میں فرمایا :-
قفل از دل بردار و قرآن رہبر خود کن + تاراہ شناسی و شادہ شوذت در -
دل سے قفل اٹھا اور قرآن کو اپنا رہنما بنالے، تاکہ توراہتے کو پہچان کر
چل سکے، اور تیرے لئے (مدینہ علم اور دارِ حکمت کا) دروازہ کھل جائے۔

بے نظیر :-

دُرَّةٌ يَتِيمَةٌ، گوہر یکدانہ، بے نظیر موتی، گوہر عقل / کتابِ کنون /
امام علیہ السلام (۷۸: ۵۶)۔

۹۶۵
یتیم
(۱۱)

بے مثال :-

تم ذاتی طور پر امام کے روحانی علم کے قریب نہ جاسکو گے مگر اسم اعظم کے ذریعے سے، پھر تم کو عالم شخصی ہی میں امام کے روحانی بچپن سے لے کر بھرپور جوانی تک سخت محنت اور خدمت کرنا پڑے گی (۶: ۱۵۲؛ ۱۷: ۱۳۴)۔

يَتِيْمَةُ الدَّهْرِ يگانہ روزگار :-

یتیم یعنی امام علیہ السلام جو یگانہ روزگار ہے اس کی تکرمیم و تعظیم نہ کرنے اور محبت کے علم پر ایک دوسرے کو نہ ابھارنے ہی سے ذلت آتی ہے (۸۹: ۱۷-۱۸)۔

يُحِبُّهُمْ
(۱)

وہ اللہ کو محبوب ہیں :-

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ وہ خدا کو محبوب ہیں اور خدا ان کو محبوب ہے (۵۱: ۵۴)، اس بات میں اختلاف ہے کہ ایسے لوگ کون ہیں یا کون ہوں گے جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے؟ تاہم دنیا کے مومنین پر نرم ہونے کے عمل سے یہ ظاہر ہوا کہ جہاں مومنین نہیں، بلکہ یہ وہ روحانی لشکر ہے جو انفرادی قیامت کا جہاد کر کے عالم شخصی کو فتح کر لیتا ہے۔

”ی“

معنی و حکمت

لفظ

۹۶۹
يُحِبُّهُمْ
(۱۲۱)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

سورہ فتح کے شروع ہی میں جس فتحِ مبین کا ذکر آیا ہے (۱:۴۸)، وہ اُن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالمِ شخصی کی فتح تھی، وہ جملہ بمثالِ عفو و مغفرت، وہ عظیم باطنی نعمتوں کی تمامیت، وہ راہِ مستقیم کی نورانی ہدایت، اور وہ زبردست مدد و نصرت اسی روحانی فتح کی وجہ سے تھیں، دیکھئے آیت چہارم (۴:۴۸) میں آسمانی وزیرینی یعنی باطنی لشکر کا ذکر بھی ہے۔

۹۷۰
يُحِبُّهُمْ
(۱۳۱)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

انفرادی قیامت روحانی جنگ بھی ہے، اسلام کی آخری دعوت بھی، عالمِ شخصی کی فتح بھی، کائنات کی تسخیر بھی، اور رجوع الی اللہ بھی ہے، الغرض اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

۹۷۱
يُحِبُّهُمْ
(۱۴۱)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

یہ آیہ کریمہ جو قرآن حکیم کے تین مقامات پر وارد ہوئی ہے اُن آیات مبارکہ میں سے ہے، جو بڑی زبردست اہمیت کی حامل ہیں، اُس کا ترجمہ یہ ہے: وہی تو (وہ خدا) ہے جس نے اپنے رسول (محمد) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب

کمرے (۹۱، ۳۳، ۴۸، ۲۸، ۶۱، ۹۱) چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منشاء الہی کے مطابق اس کا عظیم کو مکمل کر لیا، یعنی آپ کی اور آپ کے خاندان کے ہر امام کی ذاتی قیامت میں دین اسلام دوسرے تمام ادیان پر غالب ہوتا رہا، اور ان شار اللہ اسی طرح قیامتہ القیامت میں بھی اسلام ہی غالب ہو کر رہے گا۔

یحییٰ

۹۷۲
یحییٰ
(۱۱)

لفظی معنی ہیں، جیتا رہے، اللہ نے اس کو مرتبہ نبوت و امامت سے سرفراز فرمایا، انبیائے کرام علیہم السلام کی جسمانی پیدائش کی مثال میں روحانی اور عقلانی ولادت کا ذکر موجود ہے، چنانچہ یحییٰ کی ظاہری پیدائش کی بشارت دراصل عقلی پیدائش کی خوشخبری تھی پس یحییٰ کی تاویل ہے وہ شخص جو مرتبہ عقل پر پیدا ہو جانے کی وجہ سے زندہ جاوید ہو گیا، اور کلمۃ اللہ کی تصدیق کے تین معنی ہیں۔ (۱) کلمۃ اللہ اپنے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھا (۲) یہ ہر زمانے میں اسم اعظم ہے (۳) یہ کلمہ کن ہے، پس عالم شخصی میں ان تینوں چیزوں کی عملی معرفت کا حصول کلمۃ اللہ کی تصدیق ہے (۳۹:۳)۔

يَحْيٰى امام :-

یہ ارشاد سورہ مریم (۱۹:۷۱) میں ہے: اے ذکر یا، ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ یہاں حضرت امام کا یہ مبارک اور پُر حکمت نام یحییٰ (جتیار ہے) خدا ہی نے رکھا، پس اس لفظ کے معنی میں جو ارادۃ الہی پوشیدہ ہے وہ امر کن (ہو جا) کی حیثیت سے ہے، لہذا ہمیں اس حقیقت کا پختہ یقین ہے کہ امام زمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا وہ زندہ اور بزرگ ترین اسم ہے جس کو الحی القیوم کہا جاتا ہے، اور یہ نام منفرد اور بی مثال ہے۔

يَحْيٰى امام زمان :-

لفظ ”یحییٰ“ خداوند عالم کے اسم اکبر بڑا خوبصورت معنوی حجاب ہے، جس کا اوپر ذکر ہوا، پس معنوی کمالات کے اعتبار سے یحییٰ (امام) کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹:۷۱) چونکہ یہ ہمیشگی کا زندہ اور پائندہ نام اللہ تعالیٰ ہی کا بی مثال اسم اعظم ہے، لہذا خدا کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹:۷۵)۔

خدا کا ہاتھ :-

سورہ فتح (۴۸: ۱۰) میں آئیہ بیعت کو غور سے با معنی پڑھ لیں اور اس کی ہمہ گیر حکمت کو ذہن نشین کر لیں، ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اے نبیؐ جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا (۴۸: ۱۰) پس یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ خدا کے نمائندے کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے، یہ قیاس ہرگز نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ یہ خود خداوند تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔

دونوں ہاتھ :-

سورہ مائدہ (۵: ۶۴) میں ہے: اور یہود نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے، ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے، بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح چاہتا ہے خرینچ کرتا ہے۔ خدا کے دونوں ہاتھ عالم روحانی میں عقلِ کل اور نفسِ کل ہیں، عالم جسمانی میں ناطق اور اساطیر ہیں اور بعد از ان امام اور حجت اللہ کے ہاتھ ہیں۔

لفظ

معنی و حکمت

”م“

۹۷۷
يُدْرِكُ

وہ پاتا ہے۔

سورۃ النعام (۶۱: ۱۰۴) میں ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ اس کو نظریں نہیں پائیں اور وہ سب نظروں کو پاتا ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کا دیدار اس طرح ممکن نہیں کہ بشری آنکھ اس کو دیکھ سکے بلکہ وہ خود عارفوں کی آنکھوں کا نور ہو جاتا ہے، جیسے حدیثِ قدسی میں ہے کہ خدا اپنے دوست کی آنکھ ہو جاتا ہے۔

۹۷۸
يَدْعُونَ

وہ طلب کرتے ہیں، طلب کریں گے۔

سورۃ یاسین (۳۶: ۵۷) میں ہے: لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَّا يَدْعُونَ۔ ان کے لئے اس (بہشت) میں میوہ ہے اور جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواہش و طلب کے مطابق بہشت میں ہر نعمت مل سکتی ہے اور کوئی چیز ناممکن نہیں، لیکن علم و معرفت اور عمل کے بغیر اعلیٰ نعمتوں کی خواہش کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔

۹۷۹
يُرْسِلُ

وہ بھیجے گا۔

يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا۔ وہ تم پر بہت مینہ برسانے والا آسمان بھیجے گا۔ یعنی اللہ کے حکم سے تمہارے باطن میں نور

امامت کا ظہور ہوگا، جس کی بدولت تم پر روحانی علم کی بارش برتی رہے گی (۱۱: ۱۱)۔

۹۸۰

يَسْتَنْبِطُونَهُ
(۱۱)

استنباط کرتے ہیں۔

تحقیق کرتے ہیں: استنباط کے اصل معنی ہیں کنواں کھود کر پہلے پہل پانی نکالنا، اور مجازاً اس کا استعمال غور و فکر اور تحقیق و تفتق کے لئے ہوتا ہے (قاموس القرآن) اِسْتَنْبَطَ الشَّيْءُ۔ کسی چیز کو پوشیدگی کے بعد ظاہر کرنا۔

قرآن حکیم کی جس آیت تشریف (۴: ۸۳) میں یہ لفظ آیا ہے اُس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اولی الامر اکبر آل محمد، ہی ہیں جو آیات قرآنی کے باطن کو ظاہر کر سکتے ہیں، کیونکہ وہی حضرات قرآن کی تاویل جانتے ہیں۔

۹۸۱

يَسْتَنْبِطُونَهُ
(۱۲)

استخراج کرتے ہیں :-

آیہ کریمہ کا ترجمہ: اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسول اور اپنے صاحبان امر کی طرف رجوع کرتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے (۴: ۸۳) اس سے معلوم ہوا کہ رسول کے بعد اولو الامر

ہی ہیں جو قرآن کے باطنی معنی جانتے ہیں۔

۹۸۲
يَسْجُدُ

وہ سجدہ کرتا ہے۔

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں (۱۵:۱۳)۔
۱۶، ۳۹، ۲۲، ۱۸۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ستاروں
پر لطیف مخلوق موجود ہے، چاہے آپ ان کو ترقی یافتہ انسان
کہیں یا ملائک یا ارواح، بہ ہر کیفیت کوئی آسمان مخلوق لطیف سے
خالی نہیں۔

۹۸۳

يَشْرَبُونَ

وہ پیتے ہیں، پیئیں گے (مضارع ہے)۔

سورہ دھر/صل ائی (۶: ۵-۶) میں ہے: بیشک نیکو کار لوگ شراب
کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، یہ (کافور)
ایک چٹمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں
گے بہالے جائیں گے۔ شراب آسمانی عشق کا نام ہے، آپ کافور روحانی علم ہے
شراب کافور آمیختہ عارف کی وہ حالت ہے جس میں اس پر عشق اور علم دونوں
کی ملی جلی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور چٹمہ کافور سے آسانی تشبہ
فراز اور نزدیک و دور کے تمام مقامات تک پانی بہانے جانا یہ
ہے کہ امام علیہ السلام کا روحانی علم دونوں جہان کے حقدار مومنین

کو کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر پہنچ جاتا ہے۔

۹۸۴
يَطْبَعُ

وہ مہر کرتا ہے۔

سورہ روم (۳۰: ۵۹) میں ارشاد ہے: كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يُعْمَلُونَ۔ اسی طرح ہر لگا دیتا ہے اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو جاہل ہیں۔ سورہ یونس (۱۰: ۴۴) میں ہے: بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ علم و حکمت سے دور رہتے ہیں، وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، حالانکہ علم و دانش بیکرد ضروری ہے۔

۹۸۵
يَطُوفُ
(۱)

وہ گھومتا ہے، گھومے گا۔

طُوف سے مضارع ہے، طواف، محس چیز کے گرد پھرنا، محس بزرگ یا مقدس مقام کے گرد چکر کھانا، گردش۔

سورہ واقعہ (۱۴: ۵۶) میں ہے: يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے ارد گرد نوجوان لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے (۱۴: ۵۶)۔ یہ بہشت برین کے عقلی و علمی غلمان ہیں، یہ دراصل کون ہیں؟ کب پیدا ہوئے؟ کس طرح؟ طواف کیوں کرتے ہیں؟ کیا ان کی گردش میں دائرہ لا ابتدا والا

انتہا کا عظیم راز نہیانا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ آپ خود تو نہیں؟

وہ طواف کرتا ہے۔

۹۸۶
يَطُوفُ
(۲۱)

سورہ طور (۲۳:۵۲) میں ہے: وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَاُولُو الْاَسْبَابِ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ لِّمَنْ هُوَ سَائِلٌ عَنْهُمْ فِي سَعْيِهِمْ وَهُمْ فِيهَا كَانُوا مُخْلِطِينَ۔ اور (خدمت کے لئے) نوجوان لڑکے ان کے ارد گرد چکر لگایا کریں گے وہ (حسن و جمال میں) گویا چھپائے ہوئے موتی ہیں (۲۳:۵۲) زمین پر حجاج خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، آسمان میں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، عالم علوی میں عظیم فرشتے عرش اعلیٰ کا طواف کرتے ہیں، اور بہشت میں علمان کا عمل بھی ایک قسم کا طواف ہے، پس طواف بڑا پر حکمت عمل ہے جو گردش، دائرہ، لائبرٹ اور لائبرٹ، تجدید امثال، اور تمام اسرارِ مستدیر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

وہ پہچانتے ہیں۔

۹۸۷
يَعْرِفُونَ

اہل کتاب بعد میں گمراہ ہو گئے، اس سے پہلے ان میں حدودِ دین اور عارفین ہو کر تھے، جنہوں نے رحمتِ عالم کو روحانیت و نورانیت میں پہچان لیا تھا، جس نور کا ظہور عالمِ شخصی میں ہوتا ہے، اس کی بہت سی مثالیں اور کئی رشتے ہیں، اس لئے وہ کبھی

عارف سے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں آپ کا بیٹا ہوں، اسی مثال پر عارفوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل ہوئی تھی، آپ سورہ بقرہ (۲: ۱۲۶) اور سورہ انفام (۶: ۲۰) میں غور سے دیکھ لیں۔

وہ حقیقت جس میں شک نہ ہو:-

ترجمہ آیہ شریفہ: اور تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے جاؤ تا آنکہ تمہارے سامنے حق الیقین کی منزل آئے (۱۵: ۹۹) عبادت کا مقصد موت نہیں، بلکہ اس کا مقصد سب سے اعلیٰ معرفت ہے، اور وہ حق الیقین ہی ہے۔

۹۸۸
یقین
(۱۱)

حق الیقین، یقین کا درجہ کمال:-

ارشاد ہے: اور تم عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہارے پاس حق الیقین آئے (۱۵: ۹۹) یقین کے درجہ کمال پر شخص کامل کو فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے، جہاں ہر گونہ عبادت آسان بلکہ خود کار (AUTOMATIC) ہو جاتی ہے کیونکہ یہ دراصل بہشت کی نعمتوں میں سے ہے۔

۹۸۹
یقین
(۱۲)

لفظ

۹۹۰
یقین
(۳۱)

”می“

معنی و حکمت

حقّ الیقین، یقین کا آخری درجہ :-

سورۃ انعام (۶: ۷۵) میں ہے: اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی (ملکوت) دکھا دی تاکہ وہ حقّ الیقین والوں میں ہو جائے۔ یعنی فدا نے حضرت ابراہیمؑ کو عالم شخصی کے آسمان و زمین کی عظیم الشان سلطنت کا مکمل مشاہدہ کرایا، یہ مشاہدہ یقین کامل (کلی معرفت) کی غرض سے تھا، جو دیدار الہی کے بغیر ممکن ہی نہیں، تجلیات حقّ تعالیٰ کے دیدار کا اشارہ یہاں (۶: ۷۵) لفظ ملکوت میں بھی ہے اور موقنین میں بھی۔

کیونکہ ملکوت کا مشاہدہ نہ صرف کائنات ہی میں ہوا بلکہ دستِ خدا (۲۳۱: ۸۸، ۳۳۶: ۸۳) میں بھی ہے، اور موقنین (حقّ الیقین والے)، دیدار ہی کی وجہ سے فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔

یقین کے درجات :-

سورۃ ذاریات (۵۱: ۲۰-۲۱) میں ارشاد ہے: اور زمین میں اہل یقین کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں، اور خود تم میں بھی ہیں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

عالم جمادات، عالم نباتات، عالم حیوانات، عالم انسان، عالم دین اور اُس کی تمام چیزیں، خصوصاً نورِ مُنزّل اور کتابِ سادّی کا تعلق

۹۹۱
یقین
(۳۲)

یقین سے ہے، پس یقین والوں کے لئے آیات و معجزات زمین میں بھی ہیں اور عالم شخصی میں بھی، اس کا مطلب یہ ہو کہ قرآن حکیم اور امام مبینؑ کی قیامت خیز روحانیت موقنین کے باطن میں کام کر رہی ہے۔

شک کی ضد، یقینی بات، بے شک و شبہ،
علم جو دلائل سے حاصل ہو :-

یقین کے تین درجے ہیں: علم یقین، عین یقین اور حق یقین، تینوں درجات کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے: علم یقین (۵۱:۲)، عین یقین (۴۱:۲)، حق یقین (۹۵:۵۶) سورۃ تکوین میں ارشاد ہے: ہرگز نہیں اگر تمہارے پاس علم یقین ہوتا تو تم (اس علم کی روشنی میں) ضرور دوزخ کو دیکھتے، پھر اس کو عین یقین سے دیکھتے (۵۱:۲)۔

وہ بات کرتا ہے، بات کرے گا، بات کرے :-

سورۃ بقرہ (۲:۲۴، ۱۱۴) اور سورۃ آل عمران (۳:۷۷) میں دقتِ نظر سے دیکھ لیں، اس میں بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ خدا قیامت کے دن بعض لوگوں سے کلام کرے گا اور بعض لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، ظاہر ہے کہ جو کلام الہی سنیں گے وہ پاک و پاکیزہ ہو جائیں

۹۹۲
یقین
(۱۵)

۹۹۳
یُکَلِّمُ

گے، لیکن یہ واقعہ کب ہوگا؟ انفرادی قیامت میں، اجتماعی قیامت یعنی دُورِ روحانیت میں، اور جسمانی موت کے بعد۔

۹۹۲
يَكْمُهُمْ

وہ ان سے بات کو مٹاھے، ان سے بات کرے گا۔
قیامت کے دن خداوندِ قدّوس بعض لوگوں سے کلام کرے گا، اور ان کو اپنے پاک دیدار کی لازوال دولت سے نوازے گا، جس کی برکت سے یہ لوگ نہایت پاک و پاکیزہ ہو جائیں گے، جبکہ بعض لوگوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا (سورۃ بقرہ ۲: ۱۷۴، سورۃ آل عمران ۳: ۷۷)۔

۹۹۵
يَنْظُرُونَ
(۱)

وہ دیکھتے ہیں، (کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟
اے نورِ عینِ من! ایک ہی انتہائی عظیم واقعہ ہے، جس کا انتظار سب کو ہے، اور وہ واقعہ قیامت ہی ہے، لہذا آپ قرآن حکیم میں مضمون انتظار (هَلْ يَنْظُرُونَ) کو پانچ مقامات پر کامل توجہ سے پڑھ لیں، حوالہ جات یہ ہیں: سورۃ بقرہ (۲: ۲۱۰)، سورۃ النعام (۶: ۱۵۸)، سورۃ اعراف (۷: ۵۳)، سورۃ نحل (۱۶: ۳۳) اور سورۃ زخرف (۴۳: ۶۶)۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا دائمی تعلق باطن اور روحانیت ہی سے ہے، جس کو عوام الناس دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں۔

وہ دیکھتے ہیں، وہ دیکھیں گے، وہ انتظار کرتے ہیں۔

آپ قرآن عزیز میں ان پانچ آیاتِ کریمہ کو غور سے دیکھ لیں جو بھلے
یَنْظُرُونَ سے شروع ہو جاتی ہیں، ان میں مختلف عنوانات سے
ایک ہی واقعہِ عظیم کی پیش گوئی ہے، اور وہ عنوانات یہ ہیں: عالم
دین میں ظہورِ قائم، نزولِ ملائکہ، زمانہٴ بتاویل کا آغاز، امرِ قیامت (فیصلہ)
اور قیامت کا اس طرح برپا ہونا کہ لوگوں کو اس کا شعور ہی نہ ہو، کیونکہ قیامت
ہمیشہ روحانی طور پر آتی رہی ہے۔

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟

قرآن حکیم امرِ الہی کا سب سے بڑا خزانہ ہے، اور اس میں ایک بڑی
اصولی حکمت یہ بھی ہے کہ لوگوں کی زبانِ قال کے علاوہ زبانِ حال
کے بیانات بھی ہیں، جن کی ترجمانی خداوندِ تعالیٰ نے فرمائی ہے یا
فرشتے نے کی ہے، اور یہ لوگوں کے لئے انتہائی مشکل حجاب ہے
کہ رازوں کو دیکھ سکیں الغرض احوالِ قیامت عامتہ الناس سے بالکل پوشیدہ
ہیں، لیکن زبانِ حال کی بہت سی باتوں سے ایسا لگتا ہے جیسے سب
لوگ قیامت کے تمام واقعات کو دیکھ رہے ہوں۔

۹۹۸
يَنْظُرُونَ
(۳۱)

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں ؟ :-

قرآن عظیم (۷۲:۱۷) میں ہے کہ : اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کو قرآن نے بہرے، گونگے اور اندھے قرار دیا ہے (۱۸:۲) وہ قیامت اور آخرت میں نہ سن سکیں گے نہ بول سکیں گے اور نہ دیکھ سکیں گے، اس کے باوجود وہاں جس طرح اُن کے سننے، بولنے اور دیکھنے کا بار بار ذکر آیا ہے، وہ حقیقت میں ان کی حالت کی ترجمانی ہے۔

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں ؟ :-

دوزخیوں کے بارے میں فرمایا : آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ، ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے (۶۵:۳۶) یہ اہل دوزخ سے متعلق ایک کلیہ (قانون) ہے کہ وہ بزبانِ قالِ خدا سے کلام نہیں کر سکتے ہیں بلکہ یہ ان کی زبانِ حال کی ترجمانی ہے۔

۹۹۹
يَنْظُرُونَ
(۵۱)

”ی“

معنی و حکمت

لفظ

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں ؟ :-

۱۰۰۰
يَنْظُرُونَ
۱۶۱

سورہ مومنون (۲۳: ۱۰۸) میں ہے: قَالَ اخْسُوا فِيهَا وَلَا تُكْمِرُونَ۔
ارشاد ہو گا کہ اسی (جہنم) میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات
مت کرو۔ اس حکم خداوندی سے یہ معلوم ہوا کہ اہل دوزخ خدا سے
دور ہی رہتے ہیں اور وہ اس سے کبھی کلام نہیں کر سکتے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity



انڈیکس
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW



Knowledge for a united humanity

		الف ممدودة	
		عنوان	حکمت نمبر
ابراهيم	۱۷	انتکم	۱
ابصار	۱۸	ادم (۱)	۲
الوطالب	۱۹	" (۲)	۳
الواالمومنين	۲۰	افاق وانفس	۴
(۱) ابواب الجنة	۲۱	ال ابراهيم	۵
(۲) " "	۲۲	ايات (۱)	۶
(۳) " "	۲۳	" (۲)	۷
(۴) " "	۲۴	" (۳)	۸
(۵) " "	۲۵	" (۴)	۹
(۶) " "	۲۶	" (۵)	۱۰
اجنعة	۲۷	ايات بينات	۱۱
احسن	۲۸	الف مقصورة	
(۱) احسن	۲۹	عنوان	حکمت نمبر
(۲) "	۳۰	ابد (۱)	۱۲
(۳) "	۳۱	" (۲)	۱۳
احصى	۳۲	" (۳)	۱۴
(۱) احصوه	۳۳	ابداع (۱)	۱۵
(۲) "	۳۴	" (۲)	۱۶
اذن	۳۵		
اراتك (۱)	۳۶		
(۲) "	۳۷		
اربعين (۱)	۳۸		

اسلام (٢)	٤١	اربعين (٢)	٣٩
" (٣)	٤٢	" (٣)	٤٠
اسم ادم	٤٣	اربعين حذاء	٤١
اسم اعظم	٤٣	ارض	٤٢
اسماء (١)	٤٥	ارض المقدسة (١)	٤٣
" (٢)	٤٦	" "	٤٤
اسوة	٤٤	" "	٤٥
اسوة حسنة	٤٨	" "	٤٦
اشد	٤٩	" "	٤٤
اشد حياءً لله	٤٠	ارواح (١)	٤٨
اشرار	٤١	" (٢)	٤٩
اصحاب الكهف (١)	٤٢	" (٣)	٥٠
" (٢)	٤٣	" (٤)	٥١
اصطفى (١)	٤٤	" (٥)	٥٢
" (٢)	٤٥	" (٦)	٥٣
اطاعة	٤٦	" (٧)	٥٤
اطعنى	٤٤	اريكة	٥٥
اعطى	٤٨	ازلفت (١)	٥٦
افيدة	٤٩	" (٢)	٥٤
اقتلوا (١)	٨٠	ازواج	٥٨
" (٢)	٨١	ازواج مطهرة	٥٩
اكتان	٨٢	اسلم (١)	٦٠

(٨) امام	١٠٥	(١١) الباب	٨٣
(٩) "	١٠٦	(١٢) "	٨٤
(١٠) "	١٠٧	(١٣) "	٨٥
(١١) "	١٠٨	(١) اَلْسُتْ	٨٦
(١٢) "	١٠٩	(٢) "	٨٧
امام الوقت	١١٠	(٣) "	٨٨
(١) امام الزّمان	١١١	(٤) "	٨٩
(٢) " "	١١٢	(٥) "	٩٠
(٣) " "	١١٣	(٦) "	٩١
(٤) " "	١١٤	الله	٩٢
(٥) " "	١١٥	الله يتوفى	٩٣
(٦) " "	١١٦	الهام	٩٤
(١) اُمة	١١٧	(١) اُمّ الكتاب	٩٥
(٢) "	١١٨	(٢) " "	٩٦
(١) امثال	١١٩	(٣) " "	٩٧
(٢) "	١٢٠	(١) امام	٩٨
امثالهم	١٢١	(٢) "	٩٩
امر	١٢٢	(٣) "	١٠٠
امر الله	١٢٣	(٤) "	١٠١
(١) انبياء	١٢٤	(٥) "	١٠٢
(٢) "	١٢٥	(٦) "	١٠٣
(٣) "	١٢٦	(٧) "	١٠٤

اهل البيت (٤)	١٢٩	انسان (١)	١٢٤
(٤) " "	١٥٠	(٢) " "	١٢٨
(٨) " "	١٥١	(٣) " "	١٢٩
(٩) " "	١٥٢	انفس	١٣٠
اهل الذکر (١)	١٥٣	اوّاه	١٣١
(٢) " "	١٥٣	اورثنا	١٣٢
(٣) " "	١٥٥	اولى الامر (١)	١٣٣
أهْلَةٌ (١)	١٥٦	" " (٢)	١٣٣
(٢) " "	١٥٤	اولى الايدي	١٣٥
(٣) " "	١٥٨	اولى باس	١٣٦
(٣) " "	١٥٩	اولياء (١)	١٣٤
ايّام الله (١)	١٤٠	" " (٢)	١٣٨
(٢) " "	١٤١	" " (٣)	١٣٩
أَيِّدُهُمْ	١٤٢	" " (٣)	١٢٠
ايّمان	١٤٣	اولياء الله (١)	١٢١
ب		" " (٢)	١٢٢
		" " (٣)	١٢٣
عنوان		اهل البيت (١)	١٢٢
		" " (٢)	١٢٥
حکمت نمبر		" " (٣)	١٢٦
		" " (٣)	١٢٤
بَيْتٌ (١)		" " (٣)	١٢٤
		" " (٣)	١٢٤
بَيْتٌ (٢)		" " (٣)	١٢٤
		" " (٣)	١٢٤
بديع (١)		" " (٥)	١٢٨
		" " (٥)	١٢٨

تمشون (٢)	٢٢٩	تبتّل	٢٠٤
(٣) "	٢٣٠	تبدّل الارض	٢٠٨
تَنُور	٢٣١	تَبِعَ	٢٠٩
(١) توبّة	٢٣٢	(١) تجلّى	٢١٠
(٢) "	٢٣٣	(٢) "	٢١١
(٣) "	٢٣٣	تركبٌ	٢١٢
(٤) "	٢٣٥	(١) تطمئنّ	٢١٣
(١) توكلّ	٢٣٤	(٢) "	٢١٤
(٢) "	٢٣٤	(٣) "	٢١٥
تهوى	٢٣٨	(٤) "	٢١٦
<h2 style="text-align: center;">ث</h2>		(١) تعلى	٢١٤
		(٢) "	٢١٨
		(٣) "	٢١٩
<h3 style="text-align: center;">عنوان</h3>		تقويم	٢٢٠
		تلذّ الاعين	٢٢١
ثابت	٢٣٩	(١) تماثيل	٢٢٢
ثعبان	٢٣٠	(٢) "	٢٢٣
ثقال	٢٣١	(٣) "	٢٢٣
(١) ثقلين	٢٣٢	(١) تمثّل	٢٢٥
(٢) "	٢٣٣	(٢) "	٢٢٦
(٣) "	٢٣٣	(٣) "	٢٢٤
ثلاثة	٢٣٥	(١) تمشون	٢٢٨
ثَمَّ	٢٣٦		

جبال	٢٦٢	ثُمْنِيَّة	٢٣٤
حُبْك	٢٦٣	ثَمَرَات (١)	٢٣٨
حبل الله (١)	٢٦٢	" (٢)	٢٣٩
(٢) " "	٢٦٥	ج	
حبل الوريد (١)	٢٦٦	ج	
(٢) " "	٢٦٤	ج	
(ال) حج الأكبر (١)	٢٦٨	عنوان	هكمت نمبر
(٢) " "	٢٦٩	جَاهِدُوا	٢٥٠
(٣) " "	٢٦٠	جَدِّ	٢٥١
(٤) " "	٢٦١	جَلِيْس (١)	٢٥٢
حجّة	٢٦٢	" (٢)	٢٥٣
(ال) حجر الاسود	٢٦٣	جَمِيع	٢٥٣
حديّد (١)	٢٦٣	جِنّ (١)	٢٥٥
(٢) " "	٢٦٥	" (٢)	٢٥٦
(٣) " "	٢٦٦	جَنَاح	٢٥٤
حَرَمًا (١)	٢٦٤	جَنَّة	٢٥٨
(٢) " "	٢٦٨	جيران الله (١)	٢٥٩
(٣) " "	٢٦٩	" (٢)	٢٦٠
(٤) " "	٢٨٠	ح	
(٥) " "	٢٨١	ح	
حساب	٢٨٢	عنوان	هكمت نمبر
حُشْر	٢٨٣	(ال) حُبِّ لِلّٰه	٢٦١

حَيَوَان (١)	٣٠٦	مَشْرَتَا	٢٨٢
(٢) "	٣٠٤	حِكْمَةٌ (١)	٢٨٥
حَيَوَةٌ طَيِّبَةٌ	٣٠٨	(٢) "	٢٨٦
خ		(٣) "	٢٨٤
		(٤) "	٢٨٨
عنوان	نمبر	(٥) "	٢٨٩
حَرَّ	٣٠٩	(٦) "	٢٩٠
حَرْدَل	٣١٠	حَكِيم	٢٩١
حَزَائِنُ (١)	٣١١	جَمَّار	٢٩٢
(٢) "	٣١٢	جَلَّةُ الْقِرَانِ	٢٩٣
(٣) "	٣١٣	حَوْت (١)	٢٩٣
(٤) "	٣١٣	(٢) "	٢٩٥
(٥) "	٣١٥	حَوْرٌ (١)	٢٩٤
(٦) "	٣١٦	(٢) "	٢٩٤
(٧) "	٣١٤	(٣) "	٢٩٨
حَزَائِنُ الْأَرْضِ	٣١٨	(٤) "	٢٩٩
حَزَائِنُ رَبِّكَ	٣١٩	(٥) "	٣٠٠
حَزَائِنُهُ	٣٢٠	(٦) "	٣٠١
خَلْق	٣٢١	(٧) "	٣٠٢
خَلْقُ الرَّحْمَنِ (١)	٣٢٢	(٨) "	٣٠٣
(٢) " "	٣٢٣	(٩) "	٣٠٣
		حَيِّ	٣٠٥

دَهْر (٣)	٣٢٢	فَلَقِ جَدِيدِ	٣٢٣
" (٢)	٣٢٣	فَلِيلِ	٣٢٥
" (٥)	٣٢٣	فَيْرِ	٣٢٦
دَيَّاراً	٣٢٥	خَيْرِ الْوَارِثِينَ	٣٢٤
دِين (١)	٣٢٦	خَيْرَةَ	٣٢٨
" (٢)	٣٢٤	د	
" (٣)	٣٢٨		
دِينِ اللَّهِ	٣٢٩		
ذ		عنوان	حِمْتِ نَمْرٍ
		عنوان	حِمْتِ نَمْرٍ
ذَالْتُونَ	٣٥٠	دَابَّةً (١)	٣٢٩
ذَاهِب (١)	٣٥١	" (٢)	٣٣٠
" (٢)	٣٥٢	" (٣)	٣٣١
" (٣)	٣٥٣	" (٤)	٣٣٢
" (٤)	٣٥٢	" (٥)	٣٣٣
" (٥)	٣٥٥	" (٦)	٣٣٣
ذَبْح (١)	٣٥٤	دَارِ الْحِكْمَةِ	٣٣٥
" (٢)	٣٥٤	دَحِيَّةِ الْكَلْبِيِّ	٣٣٦
" (٣)	٣٥٨	دَرَجَات (١)	٣٣٤
ذِكْر	٣٥٩	" (٢)	٣٣٨
		" (٣)	٣٣٩
		دَهْر (١)	٣٣٠
		" (٢)	٣٣١

س		ريحان	٢٠٠
عنوان	حكمة نبر	ز	
سَاهِرَةٌ	٢١٤		
سَبِيب	٢١٨		
سَبِيع (١)	٢١٩	زبور (١)	٢٠١
" (٢)	٢٢٠	" (٢)	٢٠٢
سبعة احرف	٢٢١	" (٣)	٢٠٣
ستة ايام (١)	٢٢٢	" (٤)	٢٠٤
" (٢)	٢٢٣	" (٥)	٢٠٥
" (٣)	٢٢٤	زدني علماً	٢٠٦
سَخَّرَ	٢٢٥	زكرياً (١)	٢٠٧
سِدْرَةٌ (١)	٢٢٦	" (٢)	٢٠٨
" (٢)	٢٢٧	" (٣)	٢٠٩
" (٣)	٢٢٨	" (٤)	٢١٠
" (٤)	٢٢٩	زلزالاً شديداً	٢١١
" (٥)	٢٣٠	زُلزِلَتْ	٢١٢
سراويل	٢٣١	زُلزلة الساعة	٢١٣
سراج (١)	٢٣٢	زلزلوا	٢١٤
" (٢)	٢٣٣	زينة الله (١)	٢١٥
" (٣)	٢٣٤	" (٢)	٢١٦
سغى	٢٣٥		

سَمَاءُ (١)	٢٥٨	سفينة	٢٣٦
" (٢)	٢٥٩	سَكِّين	٢٣٤
" (٣)	٢٦٠	سُلَّالَة	٢٣٨
سَمَاءُ الدُّنْيَا (١)	٢٦١	سَلَام (١)	٢٣٩
" (٢)	٢٦٢	" (٢)	٢٢٠
" (٣)	٢٦٣	" (٣)	٢٣١
" (٤)	٢٦٤	" (٤)	٢٣٢
سَمِعَ	٢٦٥	" (٥)	٢٣٣
سَمِيًّا / سَمِيًّا	٢٦٦	" (٦)	٢٣٤
سَنَة	٢٦٤	" (٧)	٢٣٥
سَوِيًّا	٢٦٨	سَلْسِيل	٢٣٦
سَيْرًا	٢٦٩	سَلْم	٢٣٤
ش		سَلْمَان (١)	٢٣٨
		" (٢)	٢٣٩
عنوان		" (٣)	٢٥٠
		" (٤)	٢٥١
حکمت نمبر		" (٥)	٢٥٢
		سَلَوْنِي (١)	٢٥٣
شَاهِد	٢٤٠	" (٢)	٢٥٢
شَجَرَة	٢٤١	سَلِيم (١)	٢٥٥
شَرَابًا طَهْرًا	٢٤٢	" (٢)	٢٥٤
شَعْر	٢٤٣	" (٣)	٢٥٤
شُعْلِي	٢٤٣		
شِفَاء	٢٤٥		

طبق (١)	٥٣١	صُور (٥)	٥١٦
(٢) "	٥٣٢	(٦) "	٥١٤
طَرَقِي	٥٣٣	صُور	٥١٨
طَعَام (١)	٥٣٢	صُورَة (١)	٥١٩
(٢) "	٥٣٥	(٢) "	٥٢٠
(٣) "	٥٣٦	(٣) "	٥٢١
(٤) "	٥٣٤	(٤) "	٥٢٢
طَلَّ	٥٣٨	صُورِنَاكُمْ (١)	٥٢٣
طلب العالم (١)	٥٣٩	(٢) "	٥٢٣
(٢) " "	٥٣٠		
طَيَّبَت (١)	٥٣١	ض	
(٢) "	٥٣٢	عنوان	
(٣) "	٥٣٣	حِمْتِ نَبْر	
(٤) "	٥٣٢	صَالَّةُ (١)	٥٢٥
(٥) "	٥٣٥	(٢) "	٥٢٦
		ضَرَبَ	٥٢٤
		ضَغَثَ	٥٢٨
		ضَفَادِعَ	٥٢٩
ظ		ط	
عنوان	حِمْتِ نَبْر	عنوان	حِمْتِ نَبْر
ظاهر (١)	٥٣٦	طَبَّ النَّبِي	٥٣٠
(٢) "	٥٣٤		
(٣) "	٥٣٨		

عَلَّمَ (١)	٤١١	عَصَاةُ	٥٨٩
(٢) "	٤١٢	(١) عَصْرٌ	٥٩٠
(٣) "	٤١٣	(٢) "	٥٩١
(٤) "	٤١٤	(٣) "	٥٩٢
(٥) "	٤١٥	عَصِيٌّ	٥٩٣
(٦) "	٤١٦	(١) عَقِبٌ	٥٩٣
(٧) "	٤١٧	(٢) "	٥٩٥
(٨) "	٤١٨	(١) عَقِيْبُهُ	٥٩٦
(٩) علم الكتاب (١)	٤١٨	(٢) "	٥٩٧
(١٠) " "	٤١٩	(٣) "	٥٩٨
(١١) عَلِيٌّ	٤٢٠	(١) عَقْلٌ	٥٩٨
(١٢) "	٤٢١	(٢) "	٥٩٩
(١٣) "	٤٢٢	(٣) "	٦٠٠
(١٤) "	٤٢٣	(٤) "	٦٠١
عليّاً	٤٢٣	(٥) "	٦٠٢
عمر الدنيا	٤٢٥	(٦) "	٦٠٣
عمون (١)	٤٢٦	(١) علم	٦٠٣
(٢) "	٤٢٧	(٢) "	٦٠٥
(٣) عن عليّ (١)	٤٢٨	(٣) "	٦٠٦
(٢) "	٤٢٩	(٤) "	٦٠٧
(٣) "	٤٣٠	(٥) "	٦٠٨
(١) عِيَالُ اللَّهِ	٤٣١	(٦) "	٦٠٩
(٢) " "	٤٣٢	(٧) "	٦١٠

		عُيُون	٤٣٣	
(١) فداء	٤٣٤	غ		
(٢) "	٤٣٨			
(٣) "	٤٣٩			
فراش	٤٥٠			
فرقان (١)	٤٥١		عنوان	حکمت نمبر
(٢) "	٤٥٢	غالب	٤٣٣	
(٣) "	٤٥٣	غَدَاة	٤٣٥	
(٤) "	٤٥٤	غَرَابِيبُ	٤٣٦	
فَرَّوْا	٤٥٥	غَرِيبٌ (١)	٤٣٤	
فصل الخطاب	٤٥٦	(٢) "	٤٣٨	
(١) فطرة	٤٥٤	غلمان	٤٣٩	
(٢) "	٤٥٨	غَوَاصٌ (١)	٤٣٠	
(٣) "	٤٥٩	(٢) "	٤٣١	
(٤) "	٤٤٠	ف		
(٥) "	٤٤١			
فُلُكٌ	٤٤٢			
فنا	٤٤٣		عنوان	حکمت نمبر
في الله	٤٤٤		فاطمه (١)	٤٣٢
ق		(٢) "	٤٣٣	
		(٣) "	٤٣٤	
		(٤) "	٤٣٥	
		فَجْرٌ	٤٣٦	
عنوان	حکمت نمبر			
ق (١)	٤٤٥			

قرآن (۲)	۴۸۸	ق (۲)	۴۶۶
قِرَّةُ أَعْيُنٍ	۴۸۹	قال النبي	۴۶۷
قرین (۱)	۴۹۰	قال باقر	۴۶۸
(۲) "	۴۹۱	قال رسول الله (۱)	۴۶۹
(۳) "	۴۹۲	(۲) " " "	۴۷۰
قلب (۱)	۴۹۳	قال علی	۴۷۱
(۲) "	۴۹۴	قال (۱)	۴۷۲
(۳) "	۴۹۵	(۲) "	۴۷۳
قلب سلیم (۱)	۴۹۶	(۳) "	۴۷۴
(۲) " "	۴۹۷	(۴) "	۴۷۵
قمیص (۱)	۴۹۸	(۵) "	۴۷۶
(۲) "	۴۹۹	قائت	۴۷۷
(۳) "	۵۰۰	قائم	۴۷۸
قیامتہ	۵۰۱	قبر	۴۷۹
ک		قَبَس (۱)	۴۸۰
		(۲) "	۴۸۱
		(۳) "	۴۸۲
		قبله (۱)	۴۸۳
کاس	۵۰۲	(۲) "	۴۸۴
کتاب (۱)	۵۰۳	(۳) "	۴۸۵
(۲) "	۵۰۴	(۴) "	۴۸۶
(۳) "	۵۰۵	قرآن (۱)	۴۸۷

كرسى (٤١)	٤٢٨	كتاب (٣)	٤٠٤
(٨) "	٤٢٩	كتب مکتون (١)	٤٠٤
كل شئ (١)	٤٣٠	(٢) " "	٤٠٨
(٢) " "	٤٣١	(٣) " "	٤٠٩
(٣) " "	٤٣٢	(٤) " "	٤١٠
کلب	٤٣٣	(٥) " "	٤١١
(١) (ال) کلم الطيب	٤٣٣	كتب منير	٤١٢
(٢) " "	٤٣٥	كتب ينطق (١)	٤١٣
(٣) " "	٤٣٦	(٢) " "	٤١٣
(٤) " "	٤٣٦	(٣) " "	٤١٥
(٥) " "	٤٣٨	(٤) " "	٤١٦
(٦) " "	٤٣٩	(٥) " "	٤١٤
(١) کلمة الله	٤٤٠	(٦) " "	٤١٨
(٢) " "	٤٣١	(٧) " "	٤١٩
(٣) " "	٤٣٢	(٨) " "	٤٢٠
(٤) " "	٤٣٣	(٩) " "	٤٢١
(٥) " "	٤٣٣	كرسى (١)	٤٢٢
(٦) " "	٤٣٥	(٢) " "	٤٢٣
کلیة	٤٣٦	(٣) " "	٤٢٣
(١) کُن	٤٣٤	(٤) " "	٤٢٥
(٢) " "	٤٣٨	(٥) " "	٤٢٦
(٣) " "	٤٣٩	(٦) " "	٤٢٤

		م	
		عنوان	حجّت نمبر
(۲) مريم	۸۰۸		
مستعان	۸۰۹		
مسجد	۸۱۰		
مسكين	۸۱۱	مَات	۷۸۹
مسامة	۸۱۲	ماء (۱)	۷۹۰
(۱) مَسُوْمِيْنَ	۸۱۳	" (۲)	۷۹۱
(۲) "	۸۱۴	مبارك (۱)	۷۹۲
(۳) "	۸۱۵	" (۲)	۷۹۳
(۴) "	۸۱۶	" (۳)	۷۹۴
(۵) "	۸۱۷	مثلهم	۷۹۵
مشارق	۸۱۸	مثلهم	۷۹۶
(۱) مع القرآن	۸۱۹	مثيل هارون	۷۹۷
(۲) "	۸۲۰	مجذوذ	۷۹۸
مع الله	۸۲۱	محبّة مَنِي	۷۹۹
معارض	۸۲۲	محبوبون	۸۰۰
(۱) معجزين	۸۲۳	محمد	۸۰۱
(۲) "	۸۲۴	مذالظّل	۸۰۲
(۱) معراج	۸۲۵	مدراراً	۸۰۳
(۲) "	۸۲۶	مدينة العالم	۸۰۴
(۳) "	۸۲۷	مَرَّتَيْنِ (۱)	۸۰۵
(۴) "	۸۲۸	" (۲)	۸۰۶
(۵) "	۸۲۹	مريم (۱)	۸۰۷

ملكين (٢)	٨٥٢	معراج (٤)	٨٣٠
(٣) "	٨٥٣	(٤) "	٨٣١
(٣) "	٨٥٣	(٨) "	٨٣٢
ملوك	٨٥٥	(٩) "	٨٣٣
مليك (١)	٨٥٦	(١٠) "	٨٣٣
(٢) "	٨٥٤	(١١) معرفة	٨٣٥
(٣) "	٨٥٨	(٢) "	٨٣٤
(٣) "	٨٥٩	معلوم	٨٣٤
مَنْ عَرَفَ	٨٦٠	مغانم	٨٣٨
منام	٨٦١	مقام	٨٣٩
منطق الطير (١)	٨٦٢	مقدار	٨٣٠
(٢) "	٨٦٣	مقطوعة	٨٣١
مَوَاقِعْ	٨٦٣	مقيم	٨٣٧
(١) موتوا	٨٦٥	مكنون	٨٣٣
(٢) "	٨٦٤	ملك (١)	٨٣٣
مُوسِعُونَ	٨٦٤	(٢) "	٨٣٥
موقنين	٨٦٨	(٣) "	٨٣٤
مولا	٨٦٩	(٣) "	٨٣٤
(١) مهاجر	٨٤٠	(٥) "	٨٣٨
(٢) "	٨٤١	ملك الموت	٨٣٩
مهجور	٨٤٢	ملكوت	٨٥٠
مَهْد	٨٤٣	ملكين (١)	٨٥١

		ن	
		عنوان	حکمت نمبر
(۴)	نفسٍ واحدةٍ	ن (۱)	۸۷۳
(۵)	" "	" (۲)	۸۷۵
(۶)	" "	" (۳)	۸۷۶
(۷)	" "	" (۴)	۸۷۷
(۸)	" "	" (۵)	۸۷۸
(۹)	" "	" (۶)	۸۷۹
	نقطہ	" (۷)	۸۸۰
	نوافل	" (۸)	۸۸۱
	نور السموت (۱)	" (۹)	۸۸۲
(۲)	" "	" (۱۰)	۸۸۳
(۳)	" "	" (۱۱)	۸۸۴
(۴)	" "	" (۱۲)	۸۸۵
(۵)	" "	" (۱۳)	۸۸۶
	نورہم	" (۱۴)	۸۸۷
	نون	" (۱۵)	۸۸۸
و			
		عنوان	حکمت نمبر
(۱)	واحدة	نفسٍ واحدةٍ (۱)	۸۹۰
(۲)	" "	" (۲)	۸۹۱
(۳)	" "	" (۳)	۸۹۲

ولدان (٢)	٩٣٣	واحدة (٣)	٩١١
" (٣)	٩٣٣	وارشين	٩١٢
ولدان مخلدون (١)	٩٣٥	وارد (١)	٩١٣
" (٢)	٩٣٦	" (٢)	٩١٤
" (٣)	٩٣٤	وجه (١)	٩١٥
ولى الامر (١)	٩٣٨	" (٢)	٩١٦
" (٢)	٩٣٩	وجه الله (١)	٩١٤
هـ		" (٢)	٩١٨
		" (٣)	٩١٩
		" (٤)	٩٢٠
		" (٥)	٩٢١
		" (٦)	٩٢٢
حكمة نبر		" (٤)	٩٢٣
		" (٤)	٩٢٣
عنوان	٩٢٠	وجه على	٩٢٣
هاد	٩٢١	وحى (١)	٩٢٥
هارون (١)	٩٢٢	" (٢)	٩٢٤
" (٢)	٩٢٣	" (٣)	٩٢٤
" (٣)	٩٢٣	" (٤)	٩٢٨
" (٤)	٩٢٥	" (٥)	٩٢٨
" (٥)	٩٢٤	" (٦)	٩٢٩
" (٦)	٩٢٤	وَدَّأ	٩٢٩
هالك (١)	٩٢٨	وَدُود	٩٣٠
" (٢)	٩٢٩	وَسِيع	٩٣١
" (٣)	٩٥٠	ولدان (١)	٩٣٢

يَجْتَهُمُ (٢)	٩٤٩	هَالِكٌ (٣)	٩٥١
" (٣)	٩٤٠	هُبُوطٌ (١)	٩٥٢
" (٣)	٩٤١	" (٣)	٩٥٣
يُحْيِي (١)	٩٤٢	هُدًى	٩٥٣
" (٢)	٩٤٣	هَلَكٌ (١)	٩٥٥
" (٣)	٩٤٣	" (٢)	٩٥٦
يُدُّ اللّٰهَ	٩٤٥	س	
يُدَّا	٩٤٦	عنوان	
يُدْرِكُ	٩٤٤	حُكْمٌ نَبِيٌّ	
يُدْعَوْنَ	٩٤٨	يَأْتِي زَمَانٌ	٩٥٤
يُرْسِلُ	٩٤٩	يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ (١)	٩٥٨
يُسْتَنْبِطُونَهُ (١)	٩٨٠	" (٢)	٩٥٩
" (٢)	٩٨١	" (٣)	٩٦٠
يُسْجَدُ	٩٨٢	" (٣)	٩٦١
يُشْرَبُونَ	٩٨٣	" (٣)	٩٦٢
يُطْبَعُ	٩٨٣	" (٥)	٩٦٣
يُطَوِّفُ (١)	٩٨٥	" (٦)	٩٦٣
" (٢)	٩٨٦	يَتَذَكَّرُونَ	٩٦٣
يَعْرِفُونَ	٩٨٤	يَتِيمٌ (١)	٩٦٥
يَقِينٌ (١)	٩٨٨	" (٢)	٩٦٦
" (٢)	٩٨٩	يَتِيمَةُ الدَّهْرِ	٩٦٤
" (٣)	٩٩٠	يَجْتَهُمُ (١)	٩٦٨

(۴)	یقین	۹۹۱
(۵)	”	۹۹۲
	یکلم	۹۹۳
	یکاهم	۹۹۴
(۱۱)	ینظرون	۹۹۵
(۲۱)	”	۹۹۶
(۳)	”	۹۹۷
(۴)	”	۹۹۸
(۵)	”	۹۹۹
(۶)	”	۱۰۰۰



Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
 Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۵۲۵، ۵۲۳، ۱۳۲	۱۱۵:۲	۲۰	۲۱۹	۱:۱	۱
۴۲۹، ۴۲۸، ۱۰۱	۱۱۷:۲	۲۱	۲۰۶	۵-۱:۱	۲
۱۶۷، ۱۰۹، ۶۸	۱۲۳:۲	۲۲	۵۴۱، ۴۴۰	۲-۱:۲	۳
۳۴۲، ۲۶۲، ۲۰۹			۴۳۹	۲:۲	۴
۳۹۶	۱۲۵:۲	۲۳	۵۶۳، ۲۹۳	۱۸:۲	۵
۴۶۵، ۱۶۷	۱۲۸:۲	۲۴	۲۲۵، ۱۷۴، ۵۱	۲۵:۲	۶
۱۶۷، ۱۱۴	۱۲۹:۲	۲۵	۵۴۶	۳۰:۲	۷
۳۹۴	۱۳۸:۲	۲۶	۳۵۱، ۳۵۰، ۵۴	۳۱:۲	۸
۲۷۵	۱۴۳:۲	۲۷	۱	۳۶:۲	۹
۵۵۹	۱۴۶:۲	۲۸	۵۴۰	۳۸:۲	۱۰
۱۱۴	۱۵۱:۲	۲۹	۴۶۴	۴۵:۲	۱۱
۴۶۴	۱۵۳:۲	۳۰	۳۷۵	۵۳:۲	۱۲
۲۱۷	۱۵۶:۲	۳۱	۱۳۲، ۵۹	۵۴:۲	۱۳
۱۴	۱۵۹:۲	۳۲	۴۱۴	۵۷:۲	۱۴
۳۴۳، ۲۳۶، ۵۵	۱۶۵:۲	۳۳	۳۴۸	۶۰:۲	۱۵
۵۶۲، ۵۶۱	۱۷۴:۲	۳۴	۴۱۰	۶۱:۲	۱۶
۳۷۸	۱۸۵:۲	۳۵	۲۵۴	۶۷:۲	۱۷
۹۳	۱۸۹:۲	۳۶	۱۶۲	۷۴:۲	۱۸
۲۰۹، ۵۵	۲۰۰:۲	۳۷	۴۸۵	۱۰۴:۲	۱۹

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۴۳۰، ۴۲۸	۵۹:۳	۶۰	۵۶۲	۲۱۰:۲	۳۸
۹۲	۶۱:۳	۶۱	۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۶	۲۱۳:۲	۳۹
۵۶۲، ۵۶۱	۷۷:۳	۶۲	۴۷۶		
۴۷۹	۹۷:۳	۶۳	۴۴۱	۲۱۴:۲	۴۰
۲۸۹	۱۰۱:۳	۶۴	۵۴۶	۲۱۶:۲	۴۱
۲۹۰، ۱۵۵	۱۰۳:۳	۶۵	۱۳۳	۲۲۲:۲	۴۲
۴۶۶	۱۲۵:۳	۶۶	۴۹۱	۲۴۳:۲	۴۳
۴۶۷	۱۲۶-۱۲۵:۳	۶۷	۲۹۲	۲۴۷:۲	۴۴
۴۴۱، ۴۲۹، ۴۳۷	۱۳۳:۳	۶۸	۵۳۷، ۱۱۳	۲۴۸:۲	۴۵
۴۶۰	۱۴۴:۳	۶۹	۴۱۷، ۴۱۶، ۵۳	۲۵۵:۲	۴۶
۳۶۵	۱۶۰:۳	۷۰	۴۱۹، ۴۱۸		
۱۹۷	۱۶۳:۳	۷۱	۴۱۳، ۴۱۲	۲۶۵:۲	۴۷
۴۱۱	۱۸۴:۳	۷۲	۱۶۶، ۱۵	۲۶۹:۲	۴۸
۶۱	۱۹۱-۱۹۰:۳	۷۳	۵۳	۲:۳	۴۹
۵۰۵	۱:۳	۷۴	۲۱۷، ۱۲۰	۷:۳	۵۰
۴۶۶، ۴۸۳، ۴۶	۵۴:۳	۷۵	۵۱	۱۵:۳	۵۱
۴۸۴، ۴۴۲			۱۸۸	۲۶:۳	۵۲
۵۱	۵۷:۳	۷۶	۴۳۵	۴۱:۳	۵۳
۸۴، ۸۳	۵۹:۳	۷۷	۴۴۲	۴۳:۳	۵۴
۶۰	۶۶:۳	۷۸	۵۷	۴۴-۴۳:۳	۵۵
۲۰۶	۶۹:۳	۷۹	۴۳۹، ۴۳۸، ۱۰۵	۴۷:۳	۵۶
۵۵۵	۸۳:۳	۸۰	۴۹۴	۴۶:۳	۵۷
۱۶	۸۵:۳	۸۱	۴۲۹، ۴۲۸	۴۷:۳	۵۸
۱۴۸	۸۷:۳	۸۲	۱۳	۵۲:۳	۵۹

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۴۳۰، ۴۲۸	۷۳:۶	۱۰۶	۲۹۸، ۵۱	۱۲۵:۴	۸۳
۵۶۰، ۴۹۲	۷۵:۶	۱۰۷	۲۳۵	۱۶۳:۴	۸۴
۲۰۶	۷۹-۷۵:۶	۱۰۸	۱۵۹	۱۶۵:۴	۸۵
۴۷۰، ۳۵۰	۸۰:۶	۱۰۹	۴۲۵	۱۷۱:۴	۸۶
۴۵۶	۹۲:۶	۱۱۰	۴۲۲	۴:۵	۸۷
۵۱۷، ۴۰۰، ۱۹۹	۹۴:۶	۱۱۱	۲۷، ۱۱۷، ۱۳۲، ۱۹۴	۱۵:۵	۸۸
۵۲۹، ۵۱۷، ۵۰۵	۹۸:۶	۱۱۲	۴۱۴، ۴۹۴		
۱۰۲	۱۰۱:۶	۱۱۳	۱۵۵	۱۶-۱۵:۵	۸۹
۵۵۴	۱۰۴:۶	۱۱۴	۴۴، ۴۵، ۴۸۳، ۴۸۹	۲۰:۵	۹۰
۱۶۵	۱۱۱:۶	۱۱۵	۴۴، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶	۲۱:۵	۹۱
۲۷۸	۱۱۲:۶	۱۱۶	۸۴، ۵۴۹	۵۴:۵	۹۲
۵۴۹	۱۵۳:۶	۱۱۷	۵۵۴	۶۴:۵	۹۳
۲۸۸	۱۵۴:۶	۱۱۸	۲۸۷	۷۵:۵	۹۴
۵۶۲	۱۵۸:۶	۱۱۹	۱۴	۷۸:۵	۹۵
۲۹۹	۱۱:۷	۱۲۰	۴۱۴	۸۸:۵	۹۶
۴۴۳	۲۶:۷	۱۲۱	۴۹۴	۱۱۰:۵	۹۷
۴۹۴، ۱۰۷	۳۱:۷	۱۲۲	۵۱۰	۱:۶	۹۸
۴۴۱	۳۲:۷	۱۲۳	۴۶۱	۶:۶	۹۹
۴۴	۴۰:۷	۱۲۴	۵۲۸	۸:۶	۱۰۰
۱۴۰، ۱۱۷	۵۲:۷	۱۲۵	۵۵۹	۲۰:۶	۱۰۱
۱۴۰، ۱۱۸، ۱۱۷، ۹	۵۳:۷	۱۲۶	۴۶۵	۲۱:۶	۱۰۲
۵۶۲، ۴۱۳			۱۹۳	۳۸:۶	۱۰۳
۱۸۶، ۱۲۱، ۱۰۲، ۷	۵۴:۷	۱۲۷	۱۰۵	۴۷:۶	۱۰۴
۲۴۷، ۴۱۹			۳۶۵، ۵۲۰	۵۲:۶	۱۰۵

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۲۲۸	۳:۱۰	۱۵۲	۳۵۰	۸۹:۷	۱۲۸
۲۵۷، ۱۵۰	۲۵:۱۰	۱۵۳	۱۳۹	۱۰۷:۷	۱۲۹
۲۳۹	۳۷:۱۰	۱۵۴	۲۳	۱۲۸:۷	۱۳۰
۲۱۳، ۱۲۱	۳۹:۱۰	۱۵۵	۳۰۴	۱۳۳:۷	۱۳۱
۵۵۷	۴۳:۱۰	۱۵۶	۲۶۸	۱۳۷:۷	۱۳۲
۳۵۲، ۲۷۳	۵۷:۱۰	۱۵۷	۴۱	۱۴۲:۷	۱۳۳
۸۵	۶۴:۱۰	۱۵۸	۱۲۲، ۱۲۳	۱۴۳:۷	۱۳۴
۸۷	۶۴-۶۴:۱۰	۱۵۹	۴۴۷	۱۵۸:۷	۱۳۵
۸۶	۶۳:۱۰	۱۶۰	۶۴، ۶۲	۱۷۲:۷	۱۳۶
۳۹۴، ۹۱	۸۷:۱۰	۱۶۱	۱۲۵	۱۸۰:۷	۱۳۷
۳۳۱، ۳۳۹، ۲۲۸، ۹	۷:۱۱	۱۶۲	۵۱۷	۱۸۹:۷	۱۳۸
۲۷۱، ۷۰	۱۷:۱۱	۱۶۳	۲۲۸	۱۷:۸	۱۳۹
۵۵۱	۳۹:۱۱	۱۶۴	۳۹۹	۲۴:۸	۱۴۰
۱۳۲، ۵۰	۲۰:۱۱	۱۶۵	۳۷۷	۲۹:۸	۱۴۱
۲۷۳	۴۴:۱۱	۱۶۶	۵۴۲	۴۴:۸	۱۴۲
۴۶۱	۵۴:۱۱	۱۶۷	۱۵۷	۳:۹	۱۴۳
۲۸۹	۵۶:۱۱	۱۶۸	۵۵۱، ۲۰۱	۳۳:۹	۱۴۴
۵۴۷	۹۰:۱۱	۱۶۹	۲۷۸	۳۶:۹	۱۴۵
۲۵۹	۱۰۸:۱۱	۱۷۰	۴۲۷	۴۰:۹	۱۴۶
۱۱۵	۶:۱۲	۱۷۱	۲۹۳، ۱۸۴	۱۰۳:۹	۱۴۷
۲۶۴	۱۸:۱۲	۱۷۲	۱۳۳	۱۰۴:۹	۱۴۸
۱۱۵	۲۱:۱۲	۱۷۳	۲۷۶	۱۰۵:۹	۱۴۹
۱۱۵	۴۴-۴۴:۱۲	۱۷۴	۸۲	۱۱۴:۹	۱۵۰
۱۸۵	۵۵:۱۲	۱۷۵	۲۸۵	۱۱۹:۹	۱۵۱

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۲۴۸، ۲۵۴			۱۹۷	۷۶:۱۲	۱۷۶
۲۸۸	۴۱:۱۵	۲۰۰	۲۲۸	۸۷:۱۲	۱۷۷
۳۶۰	۴۵:۱۵	۲۰۱	۳۱۶، ۳۰۱	۹۳:۱۲	۱۷۸
۲۴۶	۸۷:۱۵	۲۰۲	۲۳۰، ۳۱۳	۹۴:۱۲	۱۷۹
۵۵۹	۹۹:۱۵	۲۰۳	۱۱۵	۱۰۱:۱۲	۱۸۰
۷	۵:۱۶	۲۰۴	۷۸	۲:۱۳	۱۸۱
۱۳۴	۱۱:۱۶	۲۰۵	۵۳۵	۷:۱۳	۱۸۲
۳۱۰	۱۴:۱۶	۲۰۶	۲۸۰	۸:۱۳	۱۸۳
۵۶۲	۳۳:۱۶	۲۰۷	۱۴۰	۱۲:۱۳	۱۸۴
۲۲۸	۴۰:۱۶	۲۰۸	۵۵۶	۱۵:۱۳	۱۸۵
۳۲۳	۴۸:۱۶	۲۰۹	۱۲۵	۱۶:۱۳	۱۸۶
۵۵۶	۴۹:۱۶	۲۱۰	۱۲۴	۲۸:۱۳	۱۸۷
۱۳۴	۶۷:۱۶	۲۱۱	۶۷، ۶۶	۳۹:۱۳	۱۸۸
۲۵۱، ۱۶۱، ۶۰، ۷	۸۱:۱۶	۲۱۲	۳۵۳	۴۳:۱۳	۱۸۹
۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۲			۳۲۶	۴:۱۴	۱۹۰
۳۲۱			۹۶	۵:۱۴	۱۹۱
۳۲۱، ۳۱۳، ۱۰۴	۸۹:۱۶	۲۱۳	۳۲۶، ۳۰۴، ۱۳۹	۲۴:۱۴	۱۹۲
۱۷۷	۹۷:۱۶	۲۱۴	۳۲۲	۲۵-۲۴:۱۴	۱۹۳
۳۹۱، ۷۷، ۳۲	۱۲۰:۱۶	۲۱۵	۲۲۸، ۲۵	۳۴:۱۴	۱۹۴
۲۷۴	۳:۱۷	۲۱۶	۱۲۳	۳۶:۱۴	۱۹۵
۳۶۲	۴:۱۷	۲۱۷	۱۳۵	۳۷:۱۴	۱۹۶
۸۴	۵:۱۷	۲۱۸	۱۲۳، ۱۲۲	۴۸:۱۴	۱۹۷
۵۴۹	۳۳:۱۷	۲۱۹	۲۶۳	۱۶:۱۵	۱۹۸
۱۷۶	۴۴:۱۷	۲۲۰	۱۸۶، ۱۸۴، ۱۸۲، ۴	۲۱:۱۵	۱۹۹

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۱۰۶	۵۸:۱۹	۲۳۵	۲۳۲	۵۰:۱۷	۲۲۱
۵۵۲، ۲۶۷	۶۵:۱۹	۲۳۶	۲۳۵	۵۵:۱۷	۲۲۲
۵۱۹	۷۱:۱۹	۲۳۷	۲۲۸	۶۰:۱۷	۲۲۳
۵۲۰	۷۲-۷۱:۱۹	۲۳۸	۱۰۷	۷۰:۱۷	۲۲۴
۳۹	۹۵-۹۳:۱۹	۲۳۹	۳۷۵، ۷۶، ۶۹	۷۱:۱۷	۲۲۵
۵۱۸	۹۵-۹۳:۱۹	۲۴۰	۵۲۱	۷۲-۷۱:۱۷	۲۲۶
۵۲۷	۹۶:۱۹	۲۴۱	۵۶۳، ۲۳۹، ۵۸	۷۲:۱۷	۲۲۷
۳۹۳	۸:۲۰	۲۴۲	۲۷۳	۸۲:۱۷	۲۲۸
۳۹۳	۱۰:۲۰	۲۴۳	۷۸	۸۵:۱۷	۲۲۹
۵۳۶	۲۹:۲۰	۲۴۴	۲۳۹	۱۰۴:۱۷	۲۳۰
۲۵۹	۳۹:۲۰	۲۴۵	۲۳۶	۱۰۹:۱۷	۲۳۱
۳۳۱، ۱۵۵	۶۶:۲۰	۲۴۶	۲۲۸، ۵۶	۹:۱۸	۲۳۲
۲۱۰	۹۷:۲۰	۲۴۷	۵۲۲	۵۱:۱۸	۲۳۳
۳۵۰	۹۸:۲۰	۲۴۸	۱۶۹	۶۳:۱۸	۲۳۴
۲۱۴	۱۰۸:۲۰	۲۴۹	۱۱۳	۶۵:۱۸	۲۳۵
۲۳۷	۱۱۴:۲۰	۲۵۰	۱۱۳	۸۲-۷۸:۱۸	۲۳۶
۹۲	۷:۲۱	۲۵۱	۵۴۷	۱۰۱-۸۳:۱۸	۲۳۷
۲۱۱	۱۰:۲۱	۲۵۲	۵۲۶، ۵۴۵	۹۴:۱۸	۲۳۸
۲۲۳، ۲۲۰	۳۰:۲۱	۲۵۳	۵۵۲، ۲۶۷	۷:۱۹	۲۳۹
۲۵۹، ۲۷۳	۳۳:۲۱	۲۵۴	۲۳۹	۱۱:۱۹	۲۴۰
۳۲۸	۳۷:۲۱	۲۵۵	۲۶۸، ۱۴۰، ۱۲۹	۱۷:۱۹	۲۴۱
۵۳۶، ۳۷۶	۴۸:۲۱	۲۵۶	۵۴۹	۱۸-۱۷:۱۹	۲۴۲
۹۳	۵۰:۲۱	۲۵۷	۲۲۸	۳۵:۱۹	۲۴۳
۱۲۹، ۱۲۸	۵۴:۲۱	۲۵۸	۲۷۳	۵۷:۱۹	۲۴۴

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۳۱۵، ۳۱۴	۵۱:۲۳	۲۹۳	۲۵۲	۷۱:۲۱	۲۶۹
۳۱۴، ۳۰۸، ۲۷۷	۶۴:۲۳	۲۹۴	۶۸	۷۳:۲۱	۲۷۰
۵۶۰	۸۸:۲۳	۲۹۵	۳۸۹، ۱۶۱	۸۰:۲۱	۲۷۱
۵۶۵	۱۰۸:۲۳	۲۹۶	۵۱۳، ۱۷۰	۸۷:۲۱	۲۷۲
۳۱۴	۲۶:۲۳	۲۹۷	۲۳۸، ۱۸۸	۸۹:۲۱	۲۷۳
۳۱۹، ۲۲۲، ۱۳۲	۳۵:۲۳	۲۹۸	۲۶۳	۹۱:۲۱	۲۷۴
۵۱۰، ۵۰۹، ۳۹۵			۵۴۷، ۵۴۶، ۵۴۵	۹۶:۲۱	۲۷۵
۳۹۵	۳۶:۲۳	۲۹۹	۵۰۳، ۵۰۱	۱۰۴:۲۱	۲۷۶
۲۵۵	۲۵:۲۳	۳۰۰	۲۳۷	۱۰۵:۲۱	۲۷۷
۳۳	۵۵:۲۳	۳۰۱	۲۳۷، ۲۲۲	۱۰۷:۲۱	۲۷۸
۲۹۴	۳۰:۲۵	۳۰۲	۲۴۰	۲-۱:۲۲	۲۷۹
۵۳۶	۳۵:۲۵	۳۰۳	۲۷۵، ۱۰۴	۵:۲۲	۲۸۰
۳۲۲	۲۵:۲۵	۳۰۴	۲۱۱	۸:۲۲	۲۸۱
۲۶۱، ۳۲۱	۲۶-۲۵:۲۵	۳۰۵	۵۵۶	۱۸:۲۲	۲۸۲
۲۵۵	۲۸:۲۵	۳۰۶	۲۲۲	۲۳:۲۲	۲۸۳
۲۲۸	۵۹:۲۵	۳۰۷	۱۰۸	۲۶:۲۲	۲۸۴
۲۵۲	۶۱:۲۵	۳۰۸	۴۰	۲۷:۲۲	۲۸۵
۲۰۹، ۶۹	۷۴:۲۵	۳۰۹	۱۰۹	۲۹:۲۲	۲۸۶
۱۳۹	۳۲:۲۶	۳۱۰	۱۸۱	۳۱:۲۲	۲۸۷
۳۳۹	۲۵:۲۶	۳۱۱	۱۰۸	۳۵:۲۲	۲۸۸
۳۳۸	۶۳:۲۶	۳۱۲	۱۲۶	۳۶:۲۲	۲۸۹
۴۰۱، ۲۶۳، ۲۵۹	۸۹:۲۶	۳۱۳	۲۲۸	۴۷:۲۲	۲۹۰
۲۷۲	۲۲۳:۲۶	۳۱۴	۲۵۴	۱۲:۲۳	۲۹۱
۳۹۳	۷:۲۷	۳۱۵	۲۵۷	۲۹:۲۳	۲۹۲

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۲۷۴، ۱۶۶	۱۴:۳۱	۳۴۰	۱۰۸	۸:۴۷	۳۱۶
۱۸۱، ۱۶۲	۱۶:۳۱	۳۴۱	۲۹۰	۱۶:۴۷	۳۱۷
۴۱۱، ۳۹۶، ۲۳۸، ۲	۲۰:۳۱	۳۴۲	۱۶۴	۱۷:۴۷	۳۱۸
۲۰	۲۷:۳۱	۳۴۳	۳۵۷	۶۶:۴۷	۳۱۹
۵۱۴، ۵۰۴، ۲۰۰	۲۸:۳۱	۳۴۴	۱۹۵، ۱۹۳	۸۲:۴۷	۳۲۰
۵۱۸، ۵۱۷			۵۱۹	۵:۴۸	۳۲۱
۲۵۴	۸:۳۲	۳۴۵	۳۹۳	۲۹:۴۸	۳۲۲
۲۶۶، ۵۹، ۳۲	۹:۳۲	۳۴۶	۱۶۲، ۱۶۱	۵۷:۴۸	۳۲۳
۴۸۴	۱۱:۳۲	۳۴۷	۵۳۸، ۵۲۲، ۶۷، ۵۲	۸۸:۴۸	۳۲۴
۳۹۷	۱۷:۳۲	۳۴۸	۳۴	۱۷:۴۹	۳۲۵
۵۰۰	۶:۳۳	۳۴۹	۲۶۸	۲۰:۴۹	۳۲۶
۲۴۰	۱۱:۳۳	۳۵۰	۴۷۱	۲۲:۴۹	۳۲۷
۲۶۳، ۵۴	۲۱:۳۳	۳۵۱	۴۹۳	۲۶:۴۹	۳۲۸
۸۸	۳۳:۳۳	۳۵۲	۱۱۴	۳۳:۴۹	۳۲۹
۱۸۹	۳۶:۳۳	۳۵۳	۴۱۶، ۴۸۵، ۴۹	۴۹:۴۹	۳۳۰
۷۸	۳۷:۳۳	۳۵۴	۴۳	۵۶:۴۹	۳۳۱
۴۶۰	۴۰:۳۳	۳۵۵	۱۷۶، ۴۸	۶۴:۴۹	۳۳۲
۲۹۲	۴۲-۴۱:۳۳	۳۵۶	۱۳۷	۶۹:۴۹	۳۳۳
۲۱۰	۴۳-۴۱:۳۳	۳۵۷	۵۰۷	۲۱:۵۰	۳۳۴
۲۹۳، ۲۹۲، ۱۸۴، ۱	۴۳:۳۳	۳۵۸	۴۴۶	۲۲:۵۰	۳۳۵
۵۰۹، ۲۶۵، ۲۵۲	۴۶:۳۳	۳۵۹	۲۷۹	۳۰:۵۰	۳۳۶
۵۱۱			۲۷۵	۵۶:۵۰	۳۳۷
۲۹۱، ۱	۵۶:۳۳	۳۶۰	۵۵۷	۵۹:۵۰	۳۳۸
۴۱۲	۶۲:۳۳	۳۶۱	۲	۲:۵۱	۳۳۹

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۵۵۴	۵۷:۳۶	۳۸۴	۱۴	۶۴:۳۳	۳۶۲
۵۶۴	۶۵:۳۶	۳۸۵	۳۲۴	۷۲:۳۳	۳۶۳
۵۰۲	۶۸:۳۶	۳۸۶	۱۶۰	۱۰:۳۴	۳۶۴
۲۵۷، ۴۶	۸۱:۳۶	۳۸۷	۱۶۱	۱۱:۳۴	۳۶۵
۴۲۸	۸۴:۳۶	۳۸۸	۲۹۶، ۴۷۵، ۴۷۴	۱۳:۳۴	۳۶۶
۵۶۰	۸۴:۳۶	۳۸۹	۱۹۵	۱۴:۳۴	۳۶۷
۲۶۳	۶:۳۷	۳۹۰	۳۶	۱:۳۵	۳۶۸
۲۶۳	۸-۶:۳۷	۳۹۱	۴۲۳، ۴۲۳	۱۰:۳۵	۳۶۹
۴۷۸	۴۱-۴۰:۳۷	۳۹۲	۴۱۰	۱۲:۳۵	۳۷۰
۴۰۷	۴۵:۳۷	۳۹۳	۷۶	۲۴:۳۵	۳۷۱
۲۵۴	۷۹:۳۷	۳۹۴	۴۱۱	۲۵:۳۵	۳۷۲
۴۰۱، ۴۶۱	۸۴:۳۷	۳۹۵	۳۶۵	۲۷-۲۶:۳۵	۳۷۳
۴۰۵	۹۹:۳۷	۳۹۶	۸۲	۳۲:۳۵	۳۷۴
۲۳۰، ۴۲۹	۱۰۲:۳۷	۳۹۷	۴۲۴	۳۳:۳۵	۳۷۵
۳۷۴، ۴۰۸	۱۰۷:۳۷	۳۹۸	۱۶۵	۲:۳۶	۳۷۶
۲۵۵	۱۰۹:۳۷	۳۹۹	۷۲، ۷۱، ۴۹، ۴۸	۱۲:۳۶	۳۷۷
۲۵۵	۱۲۰:۳۷	۴۰۰	۴۵۶، ۱۸۵، ۱۶۳		
۲۵۶	۱۳۰:۳۷	۴۰۱	۵۰۲، ۴۲۱، ۴۱۸		
۴۰۵	۱۳۹:۳۷	۴۰۲	۵۰	۳۶:۳۶	۳۷۸
۲۵۶	۱۸۱:۳۷	۴۰۳	۲۵۹، ۳۷۳	۴۰:۳۶	۳۷۹
۲۸۳	۱:۳۸	۴۰۴	۳۳۱، ۳۳۰، ۷۰، ۸	۴۱:۳۶	۳۸۰
۳۷۸	۲۰:۳۸	۴۰۵	۳۸۱	۴۲-۴۱:۳۶	۳۸۱
۴۵۶	۲۹:۳۸	۴۰۶	۲۷۳	۵۵:۳۶	۳۸۲
۴۱۹، ۴۱۷، ۴۱۶	۳۴:۳۸	۴۰۷	۴۹، ۴۰	۵۶:۳۶	۳۸۳

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۵۲۵	۵۳-۵۱:۴۲	۴۳۲	۳۶۷	۳۷:۳۸	۴۰۸
۴۱۴	۵۲:۴۲	۴۳۳	۳۰۴	۴۴:۳۸	۴۰۹
۶۶	۴:۴۳	۴۳۴	۴۱۰، ۸۴	۴۵:۳۸	۴۱۰
۳۳۳	۲۷-۲۶:۴۳	۴۳۵	۵۶	۶۳-۶۲:۳۸	۴۱۱
۴۲۷، ۴۳۲، ۴۳۱	۲۸:۴۳	۴۳۶	۵۱۷، ۵۰۷، ۴۲۳	۶:۳۹	۴۱۲
۳۹۸، ۴۰۹	۳۶:۴۳	۴۳۷	۴۳	۱۰:۳۹	۴۱۳
۵۶۲	۶۶:۴۳	۴۳۸	۳۷	۲۳-۲۲:۳۹	۴۱۴
۱۲۸	۷۱:۴۳	۴۳۹	۳۸	۲۳:۳۹	۴۱۵
۱۷۴	۵۴:۴۳	۴۴۰	۴۱۳	۲۸:۳۹	۴۱۶
۴۲۸	۱۳:۴۵	۴۴۱	۴۸۵	۳۳:۳۹	۴۱۷
۴۱۳، ۴۷۷	۲۹:۴۵	۴۴۲	۶۵	۴۲:۳۹	۴۱۸
۴۳	۱۵:۴۶	۴۴۳	۴۳۹	۵۳:۳۹	۴۱۹
۴۶۰	۴:۴۷	۴۴۴	۱۶۳	۷:۴۰	۴۲۰
۴۳۲	۶-۴:۴۷	۴۴۵	۴۶۳	۱۱:۴۰	۴۲۱
۴۷۸	۶:۴۷	۴۴۶	۴۲۷	۱۵:۴۰	۴۲۲
۱۲	۷:۴۷	۴۴۷	۴۸۱	۱۶:۴۰	۴۲۳
۵۳۸، ۴	۲۴:۴۷	۴۴۸	۳۷	۶۳:۴۰	۴۲۴
۵۵۰	۱:۴۸	۴۴۹	۴۲۸	۶۸:۴۰	۴۲۵
۱۲	۳-۱:۴۸	۴۵۰	۵۰۷، ۴۰۲	۸۵:۴۰	۴۲۶
۵۵۰، ۴۷	۴:۴۸	۴۵۱	۴۶۵، ۴۶۴، ۴۶۳	۱۲:۴۱	۴۲۷
۵۵۳، ۴۲۸	۱۰:۴۸	۴۵۲	۴۱۲، ۱۷۶	۲۱:۴۱	۴۲۸
۴۷۹، ۱۷۲	۲۰:۴۸	۴۵۳	۱۶۷، ۸۲، ۴۷، ۴۶	۵۳:۴۱	۴۲۹
۵۵۱، ۴۱۰	۲۸:۴۸	۴۵۴	۱۶	۵:۴۲	۴۳۰
۵۶۰	۲۹:۴۸	۴۵۵	۱۰۱	۲۹:۴۲	۴۳۱

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۳۵۳	۵:۵۲	۲۸۰	۳۲۲	۱۲:۲۹	۲۵۶
۲۸۷	۵۵-۵۲:۵۲	۲۸۱	۳۸۵	۱:۵۰	۲۵۷
۲۲۲، ۱۱۶	۲-۱:۵۵	۲۸۲	۱۸۷	۱۵:۵۰	۲۵۸
۲۲۲	۵:۵۵	۲۸۳	۱۵۶	۱۶:۵۰	۲۵۹
۲۲۲	۶:۵۵	۲۸۴	۲۹	۳۱:۵۰	۲۶۰
۲۲۳	۷:۵۵	۲۸۵	۵۳۰، ۲۲۲	۳۲:۵۰	۲۶۱
۳۳۱	۲۲:۵۵	۲۸۶	۳۸۷	۵:۵۱	۲۶۲
۵۲۳، ۳۳۱	۲۷-۲۶:۵۵	۲۸۷	۱۵۵	۷:۵۱	۲۶۳
۲۰۷	۲۹:۵۵	۲۸۸	۵۶۰، ۲۸، ۲۷	۲۱-۲۰:۵۱	۲۶۴
۳۶	۳۳:۵۵	۲۸۹	۲۹۲	۲۷:۵۱	۲۶۵
۵۰	۵۲:۵۵	۲۹۰	۵۰	۲۹:۵۱	۲۶۶
۱۷۲	۷۲-۷۲:۵۵	۲۹۱	۳۷۸، ۳۲۹	۵۰:۵۱	۲۶۷
۱۳۲	۱۱-۱:۵۶	۲۹۲	۲۳۲	۵۶:۵۱	۲۶۸
۵۳۰، ۵۲۹، ۵۲۸	۱۷:۵۶	۲۹۳	۱۵۸	۲:۵۲	۲۶۹
۵۵۷			۵۵۸، ۳۶۷	۲۲:۵۲	۲۷۰
۲۲۵	۲۱:۵۶	۲۹۴	۱۸۵	۳۷:۵۲	۲۷۱
۳۲۰	۳۰:۵۶	۲۹۵	۲۵۸	۳۸:۵۲	۲۷۲
۲۸۰	۳۳-۳۲:۵۶	۲۹۶	۲۸۳	۲-۱:۵۳	۲۷۳
۱۷۱	۳۷-۳۵:۵۶	۲۹۷	۲۱۳	۲-۳:۵۳	۲۷۴
۷۷	۶۱-۶۰:۵۶	۲۹۸	۲۲۹	۱۱:۵۳	۲۷۵
۲۹۱	۷۵:۵۶	۲۹۹	۲۲۹	۱۲-۱۳:۵۳	۲۷۶
۲۸۱، ۲۰۹، ۲۸۳	۷۹-۷۷:۵۶	۵۰۰	۲۵۱	۱۶-۱۳:۵۳	۲۷۷
۵۲۸	۷۸:۵۶	۵۰۱	۲۲۹	۱۶-۱۵:۵۳	۲۷۸
۲۳۰	۸۹:۵۶	۵۰۲	۲۵۳	۳۹:۵۳	۲۷۹

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳	۵:۶۷	۵۲۷	۵۶۱	۹۵:۵۶	۵۰۳
۳۴۶	۱۰:۶۷	۵۲۸	۱۲۴، ۱۳۰، ۳۱۹	۳:۵۷	۵۰۴
۴۹۸، ۴۹۷	۱:۶۸	۵۲۹	۵۱۲، ۵۱۱، ۱۳۳	۱۴:۵۷	۵۰۵
۳۳۰	۱۱:۶۹	۵۳۰	۱۳۳	۱۹:۵۷	۵۰۶
۱۳۳، ۳۳	۱۷:۶۹	۵۳۱	۴۳۱، ۳۲۹، ۲۳۷	۲۱:۵۷	۵۰۷
۵۴۱	۲۹:۶۹	۵۳۲	۱۶۰	۲۵:۵۷	۵۰۸
۲۴۷	۴-۱:۷۰	۵۳۳	۲۸۴، ۱۳۱	۲۸:۵۷	۵۰۹
۴۷۰، ۴۸۲	۳:۷۰	۵۳۴	۱۲۱	۱۹:۵۸	۵۱۰
۵۵۵، ۴۶۱، ۴۶۶	۱۱:۷۱	۵۳۵	۳۶۵	۲۱:۵۸	۵۱۱
۳۰۹	۱۵:۷۱	۵۳۶	۱۲۱، ۹۷، ۹۶	۲۲:۵۸	۵۱۲
۴۵۲	۱۶:۷۱	۵۳۷	۳۰۰	۲۴:۵۹	۵۱۳
۲۰۰	۲۶:۷۱	۵۳۸	۲۶۳، ۵۴	۴:۶۰	۵۱۴
۲۲	۲۸-۲۶:۷۱	۵۳۹	۳۴۰	۸:۶۱	۵۱۵
۱۴۹	۲:۷۲	۵۴۰	۵۵۱، ۴۰۱	۹:۶۱	۵۱۶
۱۴۷	۳:۷۲	۵۴۱	۱۶۸	۵:۶۲	۵۱۷
۱۴۹	۶:۷۲	۵۴۲	۹۳	۱۱-۱۰:۶۵	۵۱۸
۲۶۶	۸:۷۲	۵۴۳	۴۵۸، ۴۰۹	۱۴:۶۵	۵۱۹
۳۹	۲۸:۷۲	۵۴۴	۲۸۶	۴:۶۶	۵۲۰
۱۲۲، ۴۱	۶:۷۳	۵۴۵	۱۳۳	۵:۶۶	۵۲۱
۱۲۲	۸:۷۳	۵۴۶	۳۸۱	۶:۶۶	۵۲۲
۳۷۴	۱۰:۷۳	۵۴۷	۵۱۱، ۱۳۳	۸:۶۶	۵۲۳
۱۴۸	۹-۶:۷۵	۵۴۸	۱۵۱	۱۱:۶۶	۵۲۴
۲۲۲	۹:۷۵	۵۴۹	۴۶۳، ۴۸۷	۱۴:۶۶	۵۲۵
۴۹۹	۲۳-۲۲:۷۵	۵۵۰	۳۰۹، ۱۸۶	۳:۶۷	۵۲۶

صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار	صفحہ نمبر	سورہ: آیت	نمبر شمار
۸	۱۶:۸۵	۵۷۵	۱۹۷، ۸۰، ۳۰	۱:۷۶	۵۵۱
۴۱۵	۲۲-۲۱:۸۵	۵۷۶	۸۰	۲:۷۶	۵۵۲
۱۲۵	۳۰-۲۷:۸۹	۵۷۷	۵۵۶	۶-۵:۷۶	۵۵۳
۱۰۶	۴-۱:۹۰	۵۷۸	۴۶۵	۸:۷۶	۵۵۴
۴۸۵	۱۰:۹۰	۵۷۹	۲۵۸	۱۸:۷۶	۵۵۵
۴۵۳	۲-۱:۹۱	۵۸۰	۵۳۰	۱۹:۷۶	۵۵۶
۴۸۶، ۶۶	۸:۹۱	۵۸۱	۵۲۸	۲۰-۱۹:۷۶	۵۵۷
۴۲۷	۴:۹۲	۵۸۲	۴۸۸، ۴۸۳، ۴۷۱، ۴۱	۲۰:۷۶	۵۵۸
۱۲۷	۶-۳:۹۵	۵۸۳	۲۷۲	۲۱:۷۶	۵۵۹
۴۷۳	۵:۹۷	۵۸۴	۷۸، ۷۷	۲۸:۷۶	۵۶۰
۴۴۰	۸-۱:۹۹	۵۸۵	۳۵	۱۴:۷۸	۵۶۱
۴۲۷	۱:۱۰۰	۵۸۶	۴۵۲	۱۳:۷۸	۵۶۲
۴۷۵	۴:۱۰۱	۵۸۷	۴۰۹، ۴۹	۲۹:۷۸	۵۶۳
۵۶۱	۷-۵:۱۰۲	۵۸۸	۴۹۸	۵-۱:۷۹	۵۶۴
۴۴۱، ۴۳۹	۳-۱:۱۰۳	۵۸۹	۴۴۵	۱۴-۱۳:۷۹	۵۶۵
۱۲	۱:۱۱۰	۵۹۰	۴۷۳	۴۴:۷۹	۵۶۶
۴۰۱	۲-۱:۱۱۰	۵۹۱	۴۶۰	۱۵:۸۳	۵۶۷
۴۱۱	۱:۱۱۱	۵۹۲	۴۱۳	۱۸:۸۳	۵۶۸
			۴۰۷	۲۱-۱۸:۸۳	۵۶۹
			۴۲۲	۲۶-۲۵:۸۳	۵۷۰
			۴۳۲	۲۸-۲۵:۸۳	۵۷۱
			۱۶۴	۹-۷:۸۴	۵۷۲
			۴۰۹، ۱۲۲	۱۹:۸۴	۵۷۳
			۱۰۳	۳-۱:۸۵	۵۷۴

احادیث شریفہ

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۸، ۱۷۵	یابن ادم خلقتک للأبد، وانا حتی لا اموت، اطعنی فیما امرتک بہ ، وانتہ عما نہیتک عنہ أجعلک حیا لا تموت أبدا، یابن ادم . . . ان تقول للشیء کن فیکون۔ (حدیث قدسی)	۱
۲۱	معاشر الناس لهذا علی بن أبی طالب خلیفة الله فیکم و خلیفة کتابه المنزل علیکم . . . کان من الخسیرین۔	۲
۲۵	اکان ادم نبیا؟ قال: نعم کلمه الله وخلقہ بیده۔	۳
۳۳	ابواب الجنة ثمانية۔	۴
۳۲	من أخلص العبادة لله اربعین يوما فتح الله قلبه ، و شرح صدره ، وأطلق لسانه بالحكمة ولو کان أعجمیا غلفا۔	۵
۳۲	خمرت طینة ادم بیدی اربعین صباحا۔ (حدیث قدسی)	۶
۲۵	یابنی عبد المطلب، اطیعونی تكونوا ملوک الارض وحکامها۔	۷
۲۵	. . . ارواحهم فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تاوی الی تلك القنادیل۔	۸
۲۷	الارواح جنود مجندة۔	۹
۲۷	ارواح المومنین فی روضة کهیأة الاجساد فی الجنة۔	۱۰
۵۳	ان الله تسعة وتسعین اسما من احصاها دخل الجنة۔	۱۱
۷۳، ۵۷	من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی۔	۱۲

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۲۹۸، ۵۸	عبدی اطعنی اجعلک مثلی حیا لا تموت، وعزیز الا تذلل، وغنیا لا تفتقر۔ (حدیث قدسی)	۱۳
۷۱	ان لكل شیء قلبا وقلب القرآن یس۔	۱۴
۷۳، ۷۵	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة والجاهل فی النار۔	۱۵
۷۴	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة۔	۱۶
۷۴	من مات بغير امام مات میتة جاهلیة۔	۱۷
۷۵	من مات لا یعرف امام دهره حیا مات میتة جاهلیة۔	۱۸
۷۹	الانبياء مائة الف وعشرون الفا والمرسلون منهم ثلاث مائة و ثلاثة عشر۔	۱۹
۸۰	ان لله مائة الف نبی واربعة وعشرين الف نبی من ولد ادم الى القائم۔	۲۰
۹۱	ان النبی صلعم جليل على الحسن والحسين وعلى وفاطمة كساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتی وحماتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا فقالت ام سلمة وانا معهم يارسول الله، قال انك على خير۔	۲۱
۹۲	لما نزلت هذه الاية: "نَدُّعُ اَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمُ...۔" (۶۱:۳) دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا وفاطمة وحسنا و حسينا فقال: اللهم هؤلاء اهلي۔	۲۲
۹۷	الايمان يمان والحكمة يمانية۔	۲۳
۱۰۲	روحوا انفسكم بيديع الحكمة فانها تكمل كما تكمل الابدان۔	۲۴
۱۰۳	بسم الله الرحمن الرحيم هو اسم من اسماء الله وما بينه وبين اسم الله الاكبر الا كما بين سواد العين وبياضها من القرب۔	۲۵
۱۵۱، ۱۰۵	اذا كان يوم القيامة حشر الله الخلائق نادى مناد ليقم أهل الفضل، ... ويقولون ما فضلكم هذا الذي تدخلون به الجنة قبل الحساب؟	۲۶

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
	فیقولون: کنا نعو عن ظلمنا، ونصل من قطعنا ونحلم اذا جهل علينا... ثم ينادى مناد ليقم اهل الصبر... ويقولون ما صبركم هذا الذى تدخلون به الجنة قبل الحساب؟ فيقولون: كنا نصبر انفسنا على طاعة الله ونصبر عن معاصى الله... ثم ينادى مناد ليقم جيران الله فى دار السلام... ويقولون ما فضلکم هذا الذى جاورتكم به الله فى دار السلام؟ فيقولون: كنا نتحاب فى الله ونتزاور فى الله ونتواصل فى الله ونتبادل فى الله - فيقال لهم: ادخلوا الجنة فانتم جيران الله فى دار السلام -	
۳۹۶، ۱۱۴	ان للقران ظهرا وبطنا ولبطنه بظنا الى سبعة ابطن وفي رواية اخرى سبعين بظنا -	۲۷
۴۵۵، ۴۰۳، ۱۱۵	من مات فقد قامت قيامته -	۲۸
۱۱۹، ۱۱۶	اللهم فقهه فى الدين وعلمه التأويل -	۲۹
۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۶	ان منكم من يقا تل على تاويل هذا القرآن كما قاتلت على تنزيله -	۳۰
۱۱۸	الحق مع على -	۳۱
۱۱۹	اللهم علمه التاويل القرآن -	۳۲
۳۸۷، ۱۴۰	انى تارك فيكم الثقيلين احدهما اكبر من الآخر: كتاب الله جبل ممدود من السماء الى الارض طرف منه عند الله وطرف منه فى ايديكم فاستمسكوا به، وعترتى -	۳۳
۳۸۶، ۱۴۱	قد خلفت فيكم الثقيلين احدهما اكبر من الآخر سببا موصولا من السماء الى الارض: كتاب الله، وعترتى اهل بيتى، فانهما لئن يفترقا حتى يردا على الحوض -	۳۴
۱۴۸، ۱۴۷	انا جليس من ذكرنى - (حدیث قدسى)	۳۵
۱۴۹	دخلت الجنة البارحة فنظرت فيها فاذا جعفر يطير مع الملائكة	۳۶

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
	واذا حمزة متكئ على سرير -	
۱۵۰	رأيت جعفر بن ابي طالب ملكا يطير مع الملائكة بجناحين -	۳۷
۳۹۱، ۲۹۲، ۱۵۰	ان في الجنة لسوقا ما فيها شرى ولا بيع الا الصور من الرجال و النساء فاذا انتهى الرجل صورة دخل فيها -	۳۸
۱۵۵	الحب لله والبغض لله -	۳۹
۱۵۹	الحجر الاسود يمين الله في ارضه -	۴۰
۱۲۹	حملة القرآن عرفاء اهل الجنة -	۴۱
۳۵۹، ۱۹۲	انا دار الحكمة وعلى بابها -	۴۲
۱۹۲	اذا رايتم دحية الكلبي عندي فهو جبرائيل ياتيني في صورته -	۴۳
۲۰۶، ۱۹۲	الشريعة اقوالى، والطريقة افعالى، والحقيقة احوالى، والمعرفة سرى -	۴۴
۱۹۸	قال الله عز وجل لا تسبوا الدهر وانا الدهر - (حديث قدسى)	۴۵
۳۵۱، ۳۹۸، ۲۱۰	ما من قلب الا وله اذان، على احدا هم املك مرشدو على الاخرى شيطان مفتن -	۴۶
۲۱۱، ۲۱۲	القران ذلول ذو وجه فاحملوه على احسن وجوهه -	۴۷
۲۵۹، ۲۱۲	اوتيت جوامع الكلم -	۴۸
۲۱۳	نادى مناد من السماء يوم احد: لافئى الا على، ولا سيف الا ذو الفقار -	۴۹
۲۱۸	كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته -	۵۰
۲۲۷	اللهم اغفر لى وارحمنى والحقنى بالرفيق الاعلى -	۵۱
۲۲۹	رؤيا المؤمن جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة -	۵۲
۳۳۳، ۲۲۷	نزل القرآن على سبعة احرف كل حرف منها كاف شاف -	۵۳
۲۵۳	الا ان مثل اهل بيتى فيكم مثل سفينة نوح من قوم من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق -	۵۴
۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸	ان سلمان منا اهل البيت -	۵۵

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۲۶۰	لقد اوتی سلمان من العلم۔	۵۶
۲۶۰	سلمان عالم لا یدرک۔	۵۷
۲۶۲	ان القلوب کلها بین اصبعین من اصابع الرحمان۔	۵۸
۲۷۲	ان من الشعر حکمة۔	۵۹
۲۷۳	ان من امتی من یشفع للفتام من الناس۔	۶۰
۲۷۷، ۲۸۵، ۳۶۸	علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔	۶۱
۲۷۹	ما منکم من احد الا وله شیطان، قالوا: وانت یارسول اللہ؟ قال: وأنا الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامر الا بخیر۔	۶۲
۲۸۶	افضل الصدقة ان یتعلم المرء المسلم علما، ثم یعلمه اخاه المسلم۔	۶۳
۲۸۷	اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من صدقة جاریة او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوا له۔	۶۴
۲۹۱	قولوا: اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید۔	۶۵
۲۹۷	جاء اعرابی الی النبی فقال: ما الصور؟ قال: قرن ینفخ فیہ۔	۶۶
۲۹۷	فکل من یدخل الجنة علی صورة ادم۔	۶۷
۲۹۷، ۵۲۲	خلق اللہ عزوجل ادم علی صورته۔	۶۸
۳۰۳	کلمة الحکمة ضالة المومن۔	۶۹
۳۱۳	طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة۔	۷۰
۳۱۳	اطلبوا العلم ولو بالصین۔	۷۱
۳۲۷	العارف کالبحر۔	۷۲
۳۳۵	من احبني قتلتہ ومن قتلته فأنادیتہ۔ (حدیث قدسی)	۷۳
۳۳۱، ۳۵۸	اللهم ادر الحق معه حیث دار۔	۷۴
۳۳۳	اول ما خلق اللہ العقل۔	۷۵

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۷۶	اول ما خلق الله القلم۔	۳۴۳
۷۷	اول ما خلق الله نوری۔	۳۴۳
۷۸	لما خلق الله العقل قال له: أقبل، وفأقبل ثم قال له: أدبر فأدبر فقال: وعزتي وجلالي ما خلقت خلقا أحب...۔	۳۴۵
۷۹	من يرد الله بعبد خيرا فقهه في الدين۔	۳۴۷
۸۰	فقيه اشد على الشيطان من الف عابد۔	۳۴۷
۸۱	من سلك طريقا يبتغي فيه علما سلك الله به طريقا الى الجنة... وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب۔	۳۴۷
۸۲	ان الله وملئكته واهل السموات والارضين حتى النملة في جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير۔	۳۴۸
۸۳	ان الله تبارك وتعالى اوحى في علي ثلاثة اشياء ليلة اسرى بي بانه سيد المومنين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين۔	۳۵۴
۸۴	النظر الى وجه علي عبادة۔	۳۵۵
۸۵	ان نور ابي طالب يوم القيامة ليطفي انوار الخلائق الا خمسة انوار۔	۳۵۶
۸۶	ان عليا مني وانامنه وهو ولي كل مومن من بعدى۔	۳۵۶
۸۷	عمر الدنيا سبعة آلاف سنة بعثت في اخر الف منها، وقال: "لاني بعدى"۔	۳۵۶
۸۸	رحم الله ابا بكر زوجني ابنته وحملني الى دار الهجرة واعتق بلالا من ماله، رحم الله عمر يقول الحق وان كان مرا تركه الحق وماله صديق، رحم الله عثمان تستحيه الملائكة، رحم الله عليا اللهم ادر الحق معه حيث دار۔	۳۵۸
۸۹	انا دار الحكمة وعلي بابها۔	۳۵۹
۹۰	ان النبي صلعم اخذ بيد حسن وحسين قال من احبني واحب	۳۵۹

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۳۵۹	ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔ الخلق عیال اللہ، فاحب الخلق الی اللہ من نفع عیال اللہ و ادخل علی اہل بیت سرورا۔	۹۱
۳۶۰	الخلق عیالی فاحبہم الی الطفہم بہم، واسعاہم فی حوائجہم۔	۹۲
۳۶۶	ان الاسلام بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغریبا۔	۹۳
۳۷۱	فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ۔	۹۴
۳۷۱	الارضین ان تکنونی سیدۃ نساء المؤمنین اوسیدۃ نساء ہذہ الامۃ۔	۹۵
۳۷۲	یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریم بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک، اما واللہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا والأخرۃ۔	۹۶
۳۷۲	... قال: فاطمۃ بنت محمد، خدیجۃ بنت خویلد، مریم بنت عمران، آسیۃ بنت مزاحم۔	۹۷
۳۷۳	ارم فداک ابی وامی۔	۹۸
۳۷۶، ۴۵۸، ۵۳۵	یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انه لانیب بعدی۔	۹۹
۳۸۰	کل مولود یولد علی الفطرۃ وابواہ یهودانہ او نصرانہ او مجسانہ۔	۱۰۰
۳۸۵	والذی نفسی بیدہ، لا یدخل قلب عبدایمان حتیٰ یحب اہل بیتی للہ عزوجل ولی۔	۱۰۱
۳۸۶	قد خلقت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الاخر سببا موصولا من السماء الی الارض: کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی، فانہما لن یفترقا حتىٰ یردا علی الحوض۔	۱۰۲
۳۸۷	انی تارک فیکم الثقلین أحدہما اکبر من الاخر: کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض، طرف منہ عند اللہ، وطرف منہ فی ایدیکم، فاستمسکوا بہ وعترتی۔	۱۰۳

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۳۸۸	روح المؤمن بعد الموت فی قالب کقالبه فی الدنيا۔	۱۰۴
۳۹۶	کم من قاری للقران والقران یلعنه۔	۱۰۵
۳۹۷	ما منکم من احد الا ومعه قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکة، قالوا: وایاک؟ قال: نعم وایای، ولكن الله اعانى علیه فاسلم۔	۱۰۶
۳۹۹	ما وسعنی ارضی ولا سمائی ووسعنی قلب عبدی المؤمن۔ (حدیث قدسی)	۱۰۷
۴۰۰	ما من قلب الا وهو بین اصبعین من اصابع رب العلمین۔	۱۰۸
۴۲۲	لا تدخل الملائکة بیتا فيه کلب ولا تصاویر۔	۱۰۹
۴۳۰، ۴۳۳	كنت کنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ (حدیث قدسی)	۱۱۰
۴۳۱	كنت کنزا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم فی عرفونی۔ (حدیث قدسی)	۱۱۱
۴۳۲	عن عائشة، سل صلعم من اعرف الناس بربه، قال: اعرفهم بنفسه۔	۱۱۲
۴۳۳	من كان لله كان الله له۔	۱۱۳
۴۳۳	ان قول لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظيم، کنز من کنوز الجنة، وهو شفاء من تسعة وتسعين داء اولها الهم۔	۱۱۴
۴۳۴	یا علی ان لك کنزا فی الجنة وانک ذوقنیها۔	۱۱۵
۴۴۲	اللهم انی اعوذ بک من الاربعة: من علم لا ینفع، وقلب لا یخشع ونفس لا تشبع، ودعاء لا یسمع۔	۱۱۶
۴۴۷	لسان اهل الجنة عربی۔	۱۱۷
۴۵۱	ان الله عزوجل لواء من نور وعمودا من نور خلقها قبل ان یخلق الدنيا بالف عام مکتوب علی ذالک اللواء: أنا الله لا اله الا أنا، محمد عبدی ورسولی الی خلقی وال محمد خیر البریة۔	۱۱۸
۴۵۲	لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حدیث قدسی)	۱۱۹
۴۵۲، ۵۰۰	قال النبی صلعم لعلی: انت منی وأنا منک۔	۱۲۰

صفحہ نمبر	حدیث	نمبر شمار
۴۶۱	انا مدينة العلم وعلی بابها فمن اراد العلم فلیات الباب -	۱۲۱
۴۶۹	لی مع اللہ وقت لایسعی فیہ ملک مقرب ولانبی مرسل -	۱۲۲
۴۷۷	اعرفوا اللہ باللہ -	۱۲۳
۴۷۸	اعرفکم بنفسه اعرفکم بربه -	۱۲۴
۴۸۶	اذا وضع المیت فی القبر اتاه ملکنا منکر ونکیر -	۱۲۵
۴۸۶	یابنی عبدالمطلب اطیعونی تكونوا ملوک الارض وحکامها -	۱۲۶
۴۸۹	من رانی فی المنام فقد رانی -	۱۲۷
۴۹۲	من كنت مولاہ فعلی مولاہ -	۱۲۸
۵۰۰	ان اللہ جمیل یحب الجمال -	۱۲۹
۵۰۰	یا علی انا وانت ابوا المومنین -	۱۳۰
۵۰۲	النظر الی علی بن ابی طالب عبادة -	۱۳۱
۵۵۴، ۵۰۹	ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته كنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یربہ ویده التی یمش بها اورجله التی یمشی بها - (حدیث قدسی)	۱۳۲
۵۱۹	لا یبقی برولا فاجر الا دخلها فتكون علی المومن بردا وسلاما كما كانت علی ابراهیم -	۱۳۳
۵۲۱	من رانی فقد رأى الحق -	۱۳۴
۵۲۳	علی صورة ابيهم ادم علیه السلام -	۱۳۵
۵۲۵	النظر الی وجه علی عبادة اعظم من الطاعة -	۱۳۶
۵۲۵	انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر به هلک ثم یتای زمان من عمل منهم بعشر امر به نجا -	۱۳۷

ارشادات واقوال

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
۱۴۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام قال موسى عليه الصلاة والسلام: يارب اقریب انت فانا جیک او بعيد فانا دیک، فقيل له: يا موسى! انا جلیس من ذکرني -	۱
۳۶۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لن یلج ملکوت السموات من لم یولد مرتین.	۲
۳۲	حضرت ابوطالب علیہ السلام ولقد علمت بان دین محمد ﷺ من خیر اديان البرية دینا -	۳
۲۸	انا آیات اللہ و امین اللہ -	۴
۶۶	انا اللوح المحفوظ -	۵
۵۲۱ ، ۶۷	انا وجه اللہ فی السموات والارض -	۶
۷۲	وتحسب انک جرم صغیر ﷻ وفیک انطوی العالم الاکبر	۷
۱۱۷	ظاہرہ عمل موجب، و باطنہ علم مکنون محبوب، و هو عندنا معلوم مکتوب -	۸
۱۶۸	اسمی فی القرآن حکیم و فی التوراة کلا و فی الانجیل حتما فی الزبور بشر و فی صحف ابراهیم اول و اخر و انا....	۹

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
۱۷۲	کل مؤمن شہید و کل مؤمنۃ حوراء۔	۱۰
۱۹۵، ۱۹۳	انا دابة الارض۔	۱۱
۲۰۲	انا دين الله حقا، انا نفس الله حقا لا يقوله غيري ولا يدعيها مدع الا كذابا۔	۱۲
۲۶۰	اوتى العلم الاول والعلم الاخر لا يدرك ما عنده۔	۱۳
۲۶۰	عنده علم الاولين والآخرين۔	۱۴
۲۶۱	سلونى قبل ان تفقدونى۔	۱۵
۲۶۱	سلونى عما دون العرش۔	۱۶
۳۳۱، ۳۵۵	انا ذالك الكتب لاريب فيه۔	۱۷
۳۵۵	انا الاسماء الحسنى التى امر الله ان يدعى بها۔	۱۸
۳۸۵	انا لؤلؤ الاصداف، انا جبل قاف۔	۱۹
۳۸۸	نزل قرآن ارباعا، فربع فينا، وربع فى عدونا، وربع سير وامثال، وربع فرائض و احكام، ولنا كرائم القران۔	۲۰
۴۱۸	ان السماء والارض وما بينهما من خلق مخلوق فى جوف الكرسى، وله اربعة املاك يحملونه بامر الله۔	۲۱
۴۳۹	انا الساعة التى لمن كذبها سعيرا۔	۲۲
۵۳۹، ۵۰۴، ۴۸۹	من عرف نفسه فقد عرف ربه۔	۲۳
۵۰۸	انا النقطة تحت الباء (بسم الله)۔	۲۴
۵۲۵	انا وجه الله الذى ذكره بقوله: فايما تو لوا فثم وجه الله (۲: ۱۱۵)۔	۲۵

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	
۲۱۷	رسول اللہ افضل الراسخین فی العلم۔	۲۶
۲۷۶	وقل اعملوا فیسری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون۔ (۱۰۵:۹)	۲۷
	قال: ایانا عنی بقولہ۔	
۳۸۶، ۳۸۲	ماقیل فی اللہ فهو فینا، وماقیل فینا فهو فی البلاء من شیعتنا۔	۲۸
	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	
۵۲	اللہ نے ایک نام چھپا رکھا ہے یعنی اسم اعظم، اور اللہ کے تین سوساٹھ اسماء ہیں۔	۲۹
۷۵	انه سئل عن قول رسول اللہ: من مات لا یعرف امام دہرہ حیامات میتة جاہلیة . . . قال: من جحد الامام مات میتة جاہلیة۔	۳۰
۷۶	انه قال فی قول اللہ عزوجل: یوم ندعوا کل اناس بامامہم (۱:۱۷)، فقال: بمن كانوا یؤمنون بہ فی الدنیا، یدعی علی بالقرن الذی کان فیہ . . . وعدد الأئمة۔	۳۱
۷۹	بیغمبروں کے چار طبقے ہیں، ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خبر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں، دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں . . .	۳۲
۹۶	ما من مومن الا ولقلبہ اذنان فی جوفہ: اذن ینفث فیہا الوسواس الخناس، واذن ینفث فیہا الملک، فیوید اللہ المومن بالملک فذالک قولہ: وایدہم بروح منہ۔	۳۳
۱۸۸	ان اللہ عزوجل اتخذ ابراہیم عبدا قبل ان یتخذہ نبیا، وان اللہ اتخذہ نبیا قبل ان یتخذہ رسولا، وان اللہ اتخذہ رسولا قبل ان	۳۴

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
۲۲۴، ۳۲۷	یتخذہ خلیلا، وأن الله اتخذہ خلیلا قبل أن یتخذہ اماما۔ عالمین سے صرف انسان ہی مراد ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ ایک مستقل عالم ہے۔	۳۵
۲۹۰	الصراط المستقیم امیر المومنین (علی) علیہ السلام۔	۳۶
۳۳۱	نحن وجه اللہ۔	۳۷
۳۲۲	وجعلها کلمة باقیة فی عقبہ (۲۸:۳۳) وقیل: الکلمة الباقیة فی عقبہ ہی الامامة الی یوم الدین۔	۳۸
۲۸۴	لولان الشیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لراؤا ملکوت السموات والارض۔	۳۹
۲۹۷	واما نون فهو نهر فی الجنة، قال اللہ عزوجل: اجمد فجمد فصار مداد! ثم قال للقلم: اکتب فسطر القلم فی اللوح المحفوظ ماکان وما هو کائن الی یوم القیامة، فالمداد مداد من نور والقلم قلم من نور واللوح لوح من نور۔	۴۰
۲۹۷	فتون ملک یؤدی الی القلم وهو ملک، والقلم یؤدی الی اللوح وهو ملک، واللوح یؤدی الی اسرافیل و اسرافیل یؤدی الی میکائیل و میکائیل یؤدی الی جبرائیل و جبرائیل یؤدی الی الانبیاء والرسل۔	۴۱
۲۹۸	نون جنت میں ایک نہر تھی، برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی، خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو مداد (روحنائی) بن جا،... ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا۔	۴۲

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
	حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ	
۶	میں اب لوہے کی ذوالفقار سے نہیں، بلکہ علم و حکمت کی ذوالفقار سے جنگ کرونگا۔	۴۳
۴۷	ہر مومن اپنے اصل مقام کی طرف دیکھے۔ (مفہوم)	۴۴
۶۵	اگر آپ آخرت (بہشت) چاہتے ہیں تو اپنی روح کو خدا کے عشق اور محبت میں رکھنا، ہمیشہ خدا کے خیال میں رہنا، خدا کا خیال ایک لمحے کیلئے بھی نہ بھلانا۔	۴۵
۹۰	آپ کا مکان کتنا عالیشان ہے، اس کا آپ کو علم نہیں ہے، سلمان فارسی اہل بیت آپ جیسا تھا، پیغمبرؐ فرماتے تھے کہ سلمان فارسی اہل بیت جیسا اچھا تھا، وہ اپنے اصل مکان پر پہنچا	۴۶
۹۰	دیکھیں مرتضیٰ علیؑ کے اصحاب سلمان جیسے تھے، وہ سلمان فارسی ایرانی تھا، پھر بھی اس نے عبادت بندگی کی بدولت اہل بیت کا درجہ حاصل کیا، آپ بھی ایسی ہی ہمت کریں	۴۷
۳۳۷	انسان پر لازم ہے کہ خداوند تعالیٰ کا عشق دل میں رکھے، انسان دنیا کے عشق میں کتنا مدہوش رہتا ہے اور کتنی زحمت اور بے قراری محسوس کرتا ہے، اسے ہزار درجے زیادہ خدا کا عشق	۴۸
	حضرت نور مولانا شاہ کریم الحسنی حاضر امام صلوات اللہ علیہ	
۵۳۰	تم میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب کی حقیقی سمجھ اور گہرا علم ہونا چاہئے۔	۴۹
۵۳۱	آپ یہ بھول نہ جائیں کہ ہماری شاخ اسلام دین اسلام کی ایک	۵۰

صفحہ نمبر	ارشاد/قول	نمبر شمار
۵۴۰	باطنی شاخ ہے، باطن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس کے (باطنی) معنی ہر ایک کیلئے نہیں، یہ صرف انہی لوگوں کیلئے ہے جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا یہ ضروری ہے کہ اگر آپ.... حضرت جلال الدین رومیؒ ما آمدہ نیستیم این سایۂ ماست۔	۵۱
۲۹۵، ۹۵	تھوٹس گٹو جو مین شروا جو۔	۵۲
۳۱۲، ۳۱۱	اؤمنسن اپی۔	۵۳
۳۲۹، ۳۱۲	اؤمش او۔	۵۴
۵۰۲	تھلا (ک) تھلا (ک) تھلا (ک) نی، تھلا (ک) تھلا (ک) تھلا (ک) ڈو۔	۵۵

اشعار

صفحہ نمبر	شعر	نمبر شمار
۵۴۸، ۳	قفل از دل بردار و قرآن رہبرِ خود گن تا راه شناسی و گشادہ شودت در	۱
۶۰	قتل گن فرعونِ نفسِ خویش را در زمانِ موسائے عمرانّت گنم	۲
۴۵۷	مُردہ قبر را کی اُن تک لو پِسوم عاشقے روح! دوستے جسم لو دُکور ضا گنے ز ندو لو ہرٹ	۳

فہرستُ الاعلام

صفحہ نمبر	اسم	نمبر شمار
۱، ۲۵، ۳۵، ۴۲، ۴۳، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۷، ۶۳، ۱۰۷، ۱۰۹، ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۷۹، ۳۸۰، ۴۲۹، ۴۲۸، ۴۲۲، ۴۹۱، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۲۳، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۶	حضرت آدمؑ (تخوم بن بجلاج)	۱
۲۸۱	حضرت مولانا آدؑ	۲
۳۷۲	حضرت آسیہؑ	۳
۲۶، ۳۲، ۳۵، ۴۰، ۵۱، ۵۲، ۶۸، ۶۹، ۷۷، ۸۲، ۸۳، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۶۷، ۱۸۸، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۵۵، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۸، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۰۱، ۴۱۰، ۴۲۷، ۴۵۲، ۴۶۵، ۴۸۲، ۴۹۲، ۴۹۳، ۵۶۰، ۴۹۳	حضرت ابراہیمؑ	۴
۲۸۱، ۳۲	حضرت ابوطالبؑ	۵
۳۵۸	حضرت ابو بکرؓ	۶
۴۷۳، ۴۷۲	حضرت ادریسؑ	۷
۴۱۰، ۸۳	حضرت اسحاقؑ	۸

صفحہ نمبر	اسم	نمبر شمار
۴۹۷، ۴۶۲، ۴۲۳، ۳۵۴، ۲۶۲، ۱۴۷	حضرت اسرافیلؑ	۹
۲۵۶	حضرت الیاسؑ	۱۰
۴۶۵، ۳۹۵، ۳۷۴، ۲۳۰، ۲۰۸	حضرت اسماعیلؑ	۱۱
۹۱	حضرت ائمہ سلمہؑ	۱۲
۳۵۸	حضرت بلالؓ	۱۳
۴۹۷، ۳۵۴، ۲۸۶، ۲۶۲، ۱۹۶	حضرت جبرائیلؑ	۱۴
۱۵۰	حضرت جعفرؑ (بن ابی طالب)	۱۵
۵۲، ۷۵، ۷۶، ۷۹، ۹۶، ۱۸۸، ۲۲۳، ۲۹۰	حضرت امام جعفر صادقؑ	۱۶
۴۲۷، ۳۳۱، ۳۲۳، ۲۸۴، ۲۹۷، ۴۹۸	حضرت حسن بصریؑ	۱۷
۳۲۸	حضرت حسنؑ	۱۸
۳۵۹، ۱۴۲، ۹۲، ۹۱، ۸۸	حضرت حسینؑ	۱۹
۳۵۹، ۱۴۲، ۹۲، ۹۱، ۸۸	حضرت حمزہؑ	۲۰
۱۵۰	حضرت حوّاؑ	۲۱
۵۰۷، ۴۴۸، ۱	حضرت خدیجہؑ	۲۲
۳۷۲	حضرت خزیمہؑ	۲۳
۴۸۱	حضرت داؤدؑ	۲۴
۱۴، ۱۶۰، ۱۶۱، ۲۳۵، ۲۳۶، ۳۸۹، ۳۹۰	حضرت داؤدؑ	۲۴
۴۵۰، ۴۳۲	حضرت دجیہ کلیؑ	۲۵
۱۹۶		

صفحہ نمبر	اسم	نمبر شمار
۵۳۷	حضرت ذوالقرنین	۲۶
۲۳۸، ۲۳۹، ۲۶۷، ۵۵۲	حضرت زکریاؑ	۲۷
۳۷۳	حضرت سعد بن وقاصؓ	۲۸
۲۲، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۸۳	حضرت سلمان فارسیؓ	۲۹
۴۰، ۱۲۹، ۱۹۵، ۲۷۵، ۲۹۶، ۳۶۷، ۳۷۸	حضرت سلیمانؑ	۳۰
۳۱۷، ۳۱۹، ۳۹۰		
۶، ۶۵، ۹۰، ۱۸۶، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۶۷، ۵۱۲	حضرت امام سلطان محمد شاہؒ	۳۱
۵۳۰	حضرت نور مولانا شاہ کریم حاضر امامؒ	۳۲
۴۸۱	حضرت مولانا صالحؒ	۳۳
۹۰	حضرت پیر صدر الدینؒ	۳۴
۲۹۶، ۴۵۰، ۵۳۷	حضرت طالوتؑ	۳۵
۳۲۲، ۳۲۸	حضرت عائشہؓ	۳۶
۱۱۶، ۱۱۹، ۲۷۲، ۳۲۸، ۴۳۲	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ	۳۷
۳۵۸	حضرت عثمانؓ	۳۸
۲۲، ۲۸، ۳۳، ۵۷، ۶۶، ۶۷، ۷۰، ۷۲	حضرت علیؓ	۳۹
۸۷، ۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹		
۱۴۰، ۱۴۲، ۱۵۰، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۹۳، ۱۹۵		
۱۹۶، ۲۰۲، ۲۵۳، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۷۱، ۲۷۷		
۲۸۵، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۳، ۳۳۱، ۳۵۳		

صفحہ نمبر	اسم	نمبر شمار
۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۷۳		
۳۷۶، ۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۶، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۳۹		
۴۴۰، ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۶۱، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۹۲		
۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۸، ۵۲۱، ۵۲۳		
۵۲۵، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۴۱		
۴۲۳، ۴۶۲	حضرت عزرائیلؑ	۴۰
۳۵۸	حضرت عمرؓ	۴۱
۱۳، ۱۴، ۳۵، ۹۲، ۴۲۸، ۴۲۵، ۴۲۹، ۴۶۲	حضرت عیسیٰؑ	۴۲
۴۹۳، ۵۵۱		
۸۸، ۹۱، ۹۲، ۳۷۲، ۳۷۱	حضرت فاطمہؑ	۴۳
۱۶۶، ۴۵۰	حضرت لقمانؑ	۴۴
۴۵۲	حضرت لوطؑ	۴۵
۱، ۱۴، ۲۰، ۳۲، ۳۵، ۴۳، ۵۷، ۸۳، ۸۹	حضرت محمدؐ	۴۶
۴۲۸، ۴۶۵، ۴۷۵، ۴۸۳، ۴۹۱، ۴۹۳، ۴۵۱		
۴۶۰، ۴۷۱، ۴۸۳، ۵۳۷، ۵۵۰		
۴۱۷، ۴۷۶، ۴۳۵، ۳۸۲، ۳۸۶	حضرت امام محمد باقرؑ	۴۷
۱۰۵، ۱۲۹، ۱۳۰، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۸۷، ۴۸۸	حضرت مریمؑ	۴۸
۳۷۲، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۶۳		
۴۳۷، ۳۸۲، ۳۸۶، ۴۵۰	سیدنا منصور امین	۴۹

صفحہ نمبر	اسم	نمبر شمار
۱۳۹، ۱۲۳، ۱۰۸، ۹۱، ۴۴، ۴۳، ۴۱، ۳۵	حضرت موسیٰؑ	۵۰
۳۳۹، ۳۳۸، ۳۱۰، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۲۸، ۱۲۸		
۲۵۸، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۲۶، ۳۲۵		
۵۳۶، ۵۳۵، ۴۸۳، ۴۵۹		
۲۹۷، ۳۵۴، ۲۶۲	حضرت میکائیلؑ	۵۱
۵۲۸، ۴۸	حضرت حکیم پیر ناصر خسروؒ	۵۲
۲۷۴، ۲۵۵، ۲۲۸، ۲۰۰، ۵۷، ۳۵، ۲۲، ۹	حضرت نوحؑ	۵۳
۴۷۳، ۳۸۱		
۳۹۵، ۳۷۶، ۳۳۸، ۲۵۶، ۲۵۵، ۹۱، ۷۰	حضرت ہارونؑ	۵۴
۵۳۸، ۵۳۷، ۵۳۶، ۵۳۵، ۴۵۸، ۴۱۰		
۴۸۱	حضرت مولانا ہدایتؒ	۵۵
۴۸۱	حضرت مولانا ہوداؒ	۵۶
۵۵۲، ۵۵۱، ۲۶۷	حضرت یحییٰؑ	۵۷
۴۱۰، ۴۰۳، ۴۰۲، ۳۱۶، ۲۳۰، ۸۴	حضرت یعقوبؑ	۵۸
۴۰۲، ۴۰۱، ۴۳۰، ۲۲۸، ۱۸۵، ۱۱۵	حضرت یوسفؑ	۵۹
۵۱۳، ۴۰۵، ۱۶۹	حضرت یونسؑ	۶۰

اسمائے کتب

صفحہ نمبر	کتاب کا نام	نمبر شمار
۳۲، ۳۵۶	ابوطالب مومن قریش	۱
۲۲۷، ۳۳۶، ۳۳۳، ۴۶۲، ۵۲۰	احادیثِ مننوی	۲
۱۱۳، ۱۱۵، ۲۷۹، ۴۰۳، ۴۵۵	احیاء العلوم	۳
۵۸	اربع رسائل اسماعیلیہ	۴
۳۵۴	ارجح المطالب	۵
۵۱۲	اسلام میرے مورثوں کا مذہب	۶
۱۱۶، ۲۱۲، ۲۸۵، ۳۳۳	الاتقان فی علوم القرآن	۷
۹۷، ۳۳۵، ۴۵۱	الثقافی	۸
۳۳	المجالس المؤیدۃ	۹
۵۸، ۷۴، ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۵۰، ۲۵۴	المستدرک	۱۰
۲۸۶، ۳۵۴، ۳۵۵، ۴۳۴، ۴۴۳، ۵۲۰	المعجم الصوفی	۱۱
۱۴۸، ۳۹۹، ۴۳۲	المعجم المفہرس	۱۲
۳۳	المنجد	۱۳
۱۴۹، ۱۷۳، ۲۸۶، ۴۴۷	المیزان	۱۴
۹۷، ۱۸۸، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۲، ۳۳۱، ۳۳۲		
۳۹۶، ۴۱۹، ۴۸۵، ۴۹۷		

صفحہ نمبر	کتاب کا نام	نمبر شمار
۲۲۶، ۱۶۸	انجیل	۱۵
۵۳۱	انمول موتی	۱۶
۳۸۶، ۳۸۲	تاویل الزکوٰۃ	۱۷
۲۷۲	تاویلات قرآن	۱۸
۲۷۹، ۲۶۰	تحلیل اشعار ناصر خسرو	۱۹
۴۹۸، ۱۸۸	ترجمہ قرآن از مقبول احمد	۲۰
۳۳۲	تفسیر مجمع البیان	۲۱
۲۲۶، ۱۶۸	توراة	۲۲
۱۷۱، ۹۱، ۱۵۰، ۱۹۶، ۲۲۹، ۲۷۳، ۲۹۳، ۳۳۷، ۳۳۸	جامع ترمذی	۲۳
۳۵۶، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۹۱، ۴۸۹، ۴۹۲، ۵۴۵	چہل کلید	۲۴
۳۸۵	حقیقی دیدار	۲۵
۵۰۲	دارمی	۲۶
۳۹۸	دزخِ طوبیٰ	۲۷
۳۱۲	دعائے الاسلام	۲۸
۲۹، ۴۵، ۷۵، ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۵۱، ۱۶۹، ۱۷۱	رسائل اخوان الصفا	۲۹
۲۱۷، ۲۷۶، ۲۸۵، ۴۶۵، ۴۳۳	روح اسلام	۳۰
۸، ۴۲، ۱۷۵، ۲۸۸، ۳۵۷	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب	۳۱
۵۴۵		
۲۳۱		

صفحہ نمبر	کتاب کا نام	نمبر شمار
۲۹۸، ۲۷۸	زاد المسافرین	۳۲
۱۶۸، ۲۲۶، ۲۳۵، ۲۳۷	زبور	۳۳
۵۲۰	سراج القلوب	۳۴
۲۲، ۴۳، ۵۲، ۵۳، ۸۰، ۱۶۸، ۱۹۶، ۲۰۲	سراثر و اسرار التلقاء	۳۵
۲۲۷، ۲۵۰، ۵۲۵		
۲۶۰	سفینة البحار	۳۶
۷۴، ۲۸۷	سنن ابن ماجہ	۳۷
۲۶۰	سیرت سلمانؓ	۳۸
۱۱۶، ۱۱۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۲۱۲، ۲۷۱، ۳۵۵، ۳۸۶	شرح الاخبار	۳۹
۳۸۷، ۳۸۸، ۴۵۱، ۴۵۸، ۴۶۱، ۵۰۲		
۲۲۶	صحفِ آدم	۴۰
۱۶۸، ۲۲۶	صحفِ ابراہیم	۴۱
۲۲۶	صحفِ اشعیا و ارمیا	۴۲
۲۲۶	صحفِ شیث	۴۳
۲۱۲، ۲۱۸، ۲۲۹، ۲۹۱، ۲۹۷، ۳۷۱، ۴۵۲، ۵۲۳	صحیح البخاری	۴۴
۴۵، ۸۸، ۹۲، ۱۴۰، ۲۹۷، ۳۷۲، ۵۲۳	صحیح المسلم	۴۵
۵۱، ۲۳۵، ۳۲۷، ۳۷۶، ۵۵۵	قاموس القرآن	۴۶
۱۴۹	قرۃ العین	۴۷
۳۲۸، ۳۷۲	کتاب رحمة للعلمین	۴۸

صفحہ نمبر	کتاب کا نام	نمبر شمار
۳۷۲	کتاب فاطمة الزهرا	۴۹
۴۸۱	کنز الولد	۵۰
۲۸، ۶۶، ۶۷، ۱۱۹، ۱۴۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۳۵۵، ۵۲۲، ۴۴۱، ۴۴۰	کوکبِ دُرّی	۵۱
۳۸۵	لبّ لباب	۵۲
۴۲، ۴۸۶	لعل و گوهر	۵۳
۴۷، ۵۳، ۷۴، ۷۹، ۹۷، ۱۰۳، ۱۵۹، ۲۱۲، ۲۱۸، ۳۰۳، ۳۲۷، ۳۷۷، ۳۸۹، ۳۹۶، ۴۷۷، ۴۸۹، ۵۲۳	لغات الحدیث	۵۴
۳۷۷	لغات القرآن	۵۵
۵۲۰	معارف القرآن	۵۶
۲۲۶	منتخبات اسماعیلیہ	۵۷
۷۴، ۳۲۸، ۴۰۰، ۴۲۲	مسند احمد بن حنبل	۵۸
۱۹۶، ۲۸۷، ۵۲۵	مشکوٰۃ	۵۹
۲۳۱، ۲۵۲	میزان الحقائق	۶۰
۳۶۰	میزان الحکمت	۶۱
۴۸، ۵۳، ۵۶، ۶۷، ۷۳، ۷۵، ۱۰۴، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۹۲، ۴۳۳، ۵۰۰، ۵۱۲	وجہ دین	۶۲
۴۶۸	ینایح المودّۃ	۶۳

اصطلاحات

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۲۹۸، ۲۹۹، ۵۰۶	آدم زمان	۱
۶۴	آدم دوڑ	۲
۸۳، ۱۳۵، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۸۳	آل ابراہیم	۳
۷۵، ۸۳، ۸۹، ۱۳۵، ۱۶۶، ۲۵۶، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۸۳	آل محمد	۴
۲۹، ۳۰، ۴۷، ۱۶۳، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۵۵، ۲۶۲، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۵۹، ۵۳۰	ابد/ابدی	۵
۳۱، ۱۰۲	ابداع	۶
۵۴۷	اختیاری قیامت	۷
۵۴۷، ۵۲۶	اختیاری موت	۸
۵، ۳۹۰	اژن طشری/اژن طشتریاں	۹
۳۰، ۴۷، ۱۶۳، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۶۲، ۲۸۳، ۳۷۳، ۴۱۹، ۴۲۹، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۵۹، ۵۳۰	ازل/ازلی	۱۰
۳۳، ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۳۰، ۱۴۴، ۱۶۰، ۱۸۲، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۴۷، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۷۱، ۳۲۲، ۳۳۸، ۳۶۱، ۳۶۶، ۳۹۲، ۴۱۹، ۴۶۵، ۴۷۰، ۵۵۳، ۵۳۵، ۵۰۶	اساس/اساساں	۱۱
۱۵۶، ۳۶۶	اسلام مجسم	۱۲
۱، ۲، ۳۶، ۳۸، ۵۳، ۵۴، ۸۹، ۹۳، ۱۰۴، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۵۶، ۲۱۱، ۲۳۸، ۲۵۴، ۳۰۴	اسم اعظم/اسم بزرگ	۱۳

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۰، ۵۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۳، ۱۸۲، ۱۸۵، ۲۲۶، ۲۵۷، ۲۵۷، ۲۵۸، ۳۵۱، ۳۸۱، ۳۸۲، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۵۰۱، ۵۶۱	امام مبینؑ	۲۰
۱۸۵	امام مستودعؒ	۲۱
۲۰۸، ۱۸۵	امام مستقرؒ	۲۲
۳۸۱، ۳۸۰	امام مقیم / ائمہ مقیمین	۲۳
۵، ۹، ۱۹۹، ۳۰۳، ۳۲۲، ۵۰۵، ۵۲۹	انائے سفلی	۲۴
۵، ۹، ۱۲۷، ۱۹۹، ۲۵۲، ۳۰۳، ۳۲۲، ۳۵۹، ۵۲۹، ۵۰۵	انائے علوی	۲۵
۵۱۸	انبعاث	۲۶
۷، ۲۲، ۲۸، ۶۳، ۶۴، ۱۱۶، ۱۲۹، ۱۸۷، ۱۹۳، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۲۲، ۲۶۶، ۲۷۸، ۳۸۹، ۴۱۷، ۴۳۰، ۴۶۲، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۲۱	انسانِ کامل / انسانانِ کامل	۲۷
۲۹، ۸۶، ۱۶۳، ۱۸۸، ۱۹۵، ۲۳۰، ۳۹۱، ۴۰۳، ۴۳۰، ۴۶۷، ۵۰۱، ۵۱۸، ۵۲۹، ۵۵۰، ۵۶۲	انفرادی قیامت	۲۸
۸۳، ۸۳، ۵۵۵	اولی الامر / اولوال الامر	۲۹
۹۵، ۱۳۰، ۳۹۲	باب	۳۰
۵۱، ۵۲، ۶۳، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۵۶، ۳۶۲، ۳۶۹، ۴۷۰، ۴۷۳، ۴۷۵، ۴۸۹، ۵۵۹	بقابلہ	۳۱
۸۹، ۹۱	بیت الحیال	۳۲
۱۹۸	تجددِ ازل	۳۳
۶۳، ۷۰، ۷۹، ۳۹۱، ۵۵۸	تجددِ امثال	۳۴
۵	تسخیرِ کائنات	۳۵
۲۶، ۳۰، ۳۵، ۲۶۸، ۲۹۶، ۳۹۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۵۷	جسہ ابداعیہ / جسہ ابداعی	۳۶

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۱۲۷، ۲۲۲	جَد	۳۷
۵، ۲۰، ۲۶، ۵۰، ۷۷، ۷۸، ۱۳۰، ۱۵۰، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۸۷، ۲۶۸، ۳۱۱، ۳۲۱، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۵۷، ۴۶۹	جسم لطیف / اجسام لطیف	۳۸
۳۴	حاملانِ عرش	۳۹
۳۳، ۱۰۳، ۱۳۰، ۲۷۸، ۳۲۲، ۳۳۸، ۳۹۲، ۴۰۲، ۴۲۶، ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۷۰، ۵۰۶، ۵۴۳، ۵۴۹	حجت / حجتان	۴۰
۵۰۷	حجت اعظم	۴۱
۳۷۳	حجت قائم	۴۲
۲۹، ۳۰، ۳۳، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۴، ۲۲۳، ۲۳۹، ۲۴۹، ۲۸۳، ۲۹۷، ۴۱۰، ۵۱۱	حظیرۃ قدس / حظیرۃ القدس	۴۳
۶۲، ۱۰۵، ۱۵۱، ۲۵۰، ۴۱۱، ۴۴۵، ۴۶۱، ۴۹۲، ۵۲۲، ۵۴۱، ۵۴۶، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۱۵۷، ۱۸۳، ۴۱۰، ۴۳۰	حق الیقین	۴۴
۱۰۷، ۲۶۴، ۴۷۲، ۵۰۶، ۵۳۹، ۵۴۶	حکمت بالغہ	۴۵
۳۳	خليفةُ اللہ	۴۶
۴۲۲، ۴۰۰	خليفة قائم	۴۷
۱۳۰، ۳۲۲، ۳۹۲، ۴۷۰	خیال	۴۸
۳۳	داعی	۴۹
۲، ۶، ۳۳، ۴۱۱، ۴۲۲	دورِ صغیر	۵۰
۳۳	دورِ قیامت	۵۱
۴۹۸	دورِ کبیر	۵۲
۳۶۶	دین مبارک	۵۳
۴۰، ۸۷، ۱۱۵، ۱۴۳، ۱۶۲، ۱۶۴، ۲۴۰، ۲۴۱	دینِ مجتسم	۵۴
	ذاتی قیامت	۵۵

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۳۵۸، ۴۰۳، ۴۰۸، ۴۵۵، ۴۶۲، ۵۰۷، ۵۱۹، ۵۵۱، ۵۴۷		
۱۳۲، ۱۳۳، ۱۸۴، ۲۱۷، ۴۷۰، ۵۵۰	رجوع الی اللہ	۵۶
۴۱۸	روح الارواح	۵۷
۳۵، ۴۰، ۴۱، ۴۳۰، ۴۷۷، ۵۰۴	روح القدس / روح قدسی	۵۸
۴، ۵، ۶، ۱۸، ۲۶، ۸۲، ۱۲۲، ۱۶۷، ۱۸۱، ۱۸۵، ۲۵۵، ۲۷۳، ۲۹۵، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۷، ۴۲۶، ۴۷۲، ۴۷۲	روحانی سائنس	۵۹
۲۶، ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۲۹، ۳۶۸، ۴۸۵، ۵۳۸، ۵۴۷	روحانی سلطنت	۶۰
۲۲، ۱۶۲، ۴۵۵، ۴۹۱، ۵۰۷	روحانی قیامت	۶۱
۷، ۲۵۱، ۳۹۰، ۴۰۱، ۴۰۲	سرائیل / گرتے / گرتے	۶۲
۲۹۶	سلیمان زمانہ	۶۳
۲۵۸، ۴۸۲، ۴۸۷، ۵۳۰، ۵۳۱	صاحب امر / ولی امر	۶۴
۲۹۶	صاحب جثہ ابداعیہ	۶۵
۲۴۵، ۳۳۰، ۴۲۳	صاحب عرش	۶۶
۲۷۳	صویر اسرافیل	۶۷
۵۲، ۵۸، ۷۱، ۲۸۳، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۵۲۳، ۳۷۹	صورت رحمان / رحمانی صورت	۶۸
۵۲۶	عارفانہ قیامت	۶۹
۴۰۳	عارفانہ موت	۷۰
۷۲، ۱۳۹، ۲۵۵، ۲۵۶، ۴۱۷، ۴۳۰، ۴۸۵، ۵۰۸	عالم اصغر / عالم صغیر	۷۱
۷۲، ۷۳، ۱۳۹، ۳۳۹، ۴۱۶، ۴۲۰، ۴۳۰	عالم اکبر / عالم کبیر	۷۲
۷، ۸، ۷۸، ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۷۵، ۱۸۶، ۴۲۹، ۴۳۰، ۵۰۲	عالم امر / عالم امری	۷۳
۸۱، ۲۹۹، ۵۱۸، ۵۶۰	عالم انسانیت / عالم انسان	۷۴

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۴۸۴، ۴۰	قوتِ اسرائیلیہ	۹۸
۴۸۴	قوتِ جبریلیہ	۹۹
۴۸۴	قوتِ عزرائیلیہ	۱۰۰
۴۸۴	قوتِ میکائیلیہ	۱۰۱
۱۷۲، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۶۵، ۴۰۳	قیامتِ صغریٰ	۱۰۲
۶۹، ۹۲، ۲۳۸، ۲۸۶، ۳۳۲، ۳۳۳، ۵۱۷	قیامۃ القیامات	۱۰۳
۵۵۱، ۵۳۵		
۴۰۳، ۱۱۸	قیامتِ کبریٰ	۱۰۴
۹۴	کائناتی سلطنت	۱۰۵
۴۱۴، ۴۱۵	کتابِ مبین	۱۰۶
۱۷۴، ۲۲۵، ۲۸۳، ۳۵۴، ۳۶۷، ۴۱۰، ۴۱۱	کتابِ مکنون	۱۰۷
۵۴۸، ۴۸۱		
۳۴، ۷۳، ۳۵۱، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰	کُرسی	۱۰۸
۵۱۱		
۲۰، ۶۸، ۸۶، ۲۲۵، ۲۸۷، ۳۳۹، ۴۲۳، ۵۲۶	کلمہ تائتہ / کلمات تائتات	۱۰۹
۶۰، ۲۷۱، ۴۱۲، ۴۲۸	کلمہ باری	۱۱۰
۷، ۳۱، ۷۸، ۱۷۵، ۱۸۹، ۳۳۱، ۳۵۴، ۴۲۰	کلمہ کُن / امر کُن	۱۱۱
۴۲۱، ۴۲۸، ۴۲۹، ۵۲۶		
۳۵، ۱۴۳، ۱۵۸، ۴۳۴، ۴۷۱	کنزِ مخفی / گنجِ مخفی	۱۱۲
۵، ۶، ۴۶، ۱۷۳، ۳۹۰، ۴۵۷	کوکی بدن	۱۱۳
۳، ۱۷، ۴۰، ۴۱، ۵۵، ۱۰۶، ۳۵۲، ۴۰۲، ۴۲۳	گریہ وزاری	۱۱۴
۱۸، ۵۲، ۱۲۹، ۳۶۷، ۴۳۴	گنجِ ازل / کنزِ ازل	۱۱۵
۳۳۶، ۳۶۶، ۴۷۸، ۴۰۰، ۴۰۹، ۵۲۶، ۵۴۸	گوہرِ عقل	۱۱۶
۶۶، ۶۸، ۷۳، ۲۷۱، ۳۵۱، ۳۵۴، ۴۱۵، ۴۱۶	لوح / لوحِ محفوظ	۱۱۷

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۹۷، ۴۹۸		
۱۴۰، ۱۰۲	مبدع	۱۱۸
۱۴۰، ۱۳۰	مبدع	۱۱۹
۷	منزل عزرائیلی	۱۲۰
۳۳، ۴۳، ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۸۲، ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۳، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۷۱، ۲۷۱، ۲۸۸، ۳۰۹، ۳۲۲، ۳۶۱، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۷۰، ۴۸۰، ۵۵۳	ناطق/ناطقان	۱۲۱
۴۹۳، ۵۵	نفس امارہ	۱۲۲
۴۹، ۱۰۷، ۱۴۳، ۱۸۲، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۳، ۲۲۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۱، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۲۲، ۳۵۲، ۳۶۱، ۳۸۵، ۴۰۰، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۵۲، ۴۷۲، ۵۵۳	نفس کُل / نفس کُلّی	۱۲۳
۵۰، ۱۲۵، ۴۲۳	نفس مطہرہ	۱۲۴
۹، ۳۲، ۷۷، ۷۷، ۱۹۲، ۱۹۹، ۳۸۰، ۴۲۹	نفس واحدہ	۱۲۵
۵۱۲، ۴۷۲، ۵۰۲، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۲، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۷		
۵۹، ۴۳، ۱۹۵، ۳۳۶، ۳۵۸، ۳۸۲، ۴۰۸، ۴۰۴، ۵۱۱، ۳۱۹	نفسانی موت / موتِ نفسانی	۱۲۶
۹۳، ۴۷۰	نور علی نور	۱۲۷
۴۲۸، ۱۴۳	نورِ ازل	۱۲۸
۴۶، ۱۴۳، ۲۲۸، ۲۶۱، ۲۸۳، ۳۳۲، ۳۳۲، ۳۹۳، ۴۱۱، ۴۵۱، ۴۸۱	نورِ عرش	۱۲۹
۴۱۵	نورِ عقل	۱۳۰
۴۱۳	نورِ علی	۱۳۱
۳۳۳، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۶۰، ۴۷۶، ۵۱۰	نورِ مجسم	۱۳۲
۲۷، ۱۰۸، ۲۸۵، ۳۹۰، ۵۶۰	نورِ محمدی	۱۳۳
	نورِ منزل	۱۳۴

،۴۲۵ ،۴۲۲ ،۴۸۹ ،۴۸۵ ،۴۷۸ ،۴۳۲ ،۴۳۱ ،۹۵ ۵۱۱ ،۴۵۵ ۴۸۷	نور ہدایت	۱۳۵
،۵۳۹ ،۵۲۳ ،۵۲۳ ،۵۲۲ ،۵۲۱ ،۵۰۲ ،۴۳۱ ۵۴۰	واصل باللہ وجہ اللہ/چہرہ خدا	۱۳۶ ۱۳۷
۵۴۸ ،۵۴۷ ،۵۴۶ ،۵۴۵ ،۱۹۵ ،۸۴ ،۴۷۱ ،۴۲۷ ،۱۹۹ ،۱۸۷ ،۱۰۸ ،۵۱ ،۱۸ ،۷ ،۳ ۵۲۹ ،۵۲۸ ،۴۷۸ ،۴۴۵ ،۴۴۴ ،۴۹۸	یا جوج وما جوج یک حقیقت/مونوریاٹی	۱۳۸ ۱۳۹

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرست تصانیف و تراجم

پروفیسر ڈاکٹر علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی (ایس۔ آئی)

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
	اردو تصانیف		
۱	آٹھ سوال کے جواب	۱۵	جواہر حقائق
۲	اسمعیلی اصطلاحات	۱۶	چالیس سوال
۳	المجالس المغربیہ ☆	۱۷	چراغ روشن اور حکیم پیر ناصر خسرو
۴	امام شناسی (حصہ اول)		ایک علمی کائنات
۵	امام شناسی (حصہ دوم)	۱۸	چہل حکمت جہاد
۶	امام شناسی (حصہ سوم)	۱۹	چہل حکمت شکرگزاری
۷	ایثار نامہ	۲۰	چہل کلید
۸	تجربات روحانی	۲۱	حروف مقطعات ☆
۹	تجلیات حکمت	۲۲	حظیرۃ القدس عالم شخصی کی بہشت
۱۰	تحفہ لازوال بلئے لعل انجمن اور ہائی ایجوکیٹرز ☆	۲۳	حقائق عالیہ
۱۱	ثبوت امامت	۲۴	حقیقی دیدار
۱۲	جماعت خانہ (حصہ اول)	۲۵	حقیقی عشق ☆
۱۳	جماعت خانہ (حصہ دوم)	۲۶	حکمت تسمیہ اور اسمائے اہل بیت
۱۴	جنگ خصوصی انٹرویو	۲۷	حکیم پیر ناصر خسرو اور روحانیت
		۲۸	درخت طوبیٰ ☆

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
۲۸	شہد بہشت	۲۹	دعا مغز عبادت
۲۹	صنادیقِ جواہر (حصہ اول)	۳۰	دیوانِ نصیری (اردو)
۵۰	صنادیقِ جواہر (حصہ دوم)	۳۱	ذکرِ الہی
۵۱	صنادیقِ جواہر (حصہ سوم)	۳۲	رموزِ روحانی
۵۲	عشقِ سماوی	۳۳	روح کیا ہے؟
۵۳	عطر افشان	۳۴	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب
۵۴	علم کی سیڑھی	۳۵	روحانی سائنس اور مادی سائنس کا سنگم ☆
۵۵	علم کے موتی	۳۶	زبورِ عاشقین
۵۶	علمی بہار (درس مکرر)	۳۷	زبورِ قیامت ☆
۵۷	علمی خزانہ (حصہ اول)	۳۸	ساتھ سوال
۵۸	علمی خزانہ (حصہ دوم)	۳۹	سپا نامہ
۵۹	علمی خزانہ (حصہ سوم)	۴۰	سراج القلوب
۶۰	علمی خزانہ (حصہ چہارم)	۴۱	سلسلہ نورِ امامت
۶۱	علمی خزانہ (حصہ پنجم)	۴۲	سلسلہ نورِ علی نور
۶۲	عملی تصوف اور روحانی سائنس	۴۳	سوسوال (حصہ اول)
۶۳	قانونِ گل	۴۴	سوسوال (حصہ دوم)
۶۴	قائم شناسی (حصہ اول) ☆	۴۵	سوسوال (حصہ سوم)
۶۵	قائم شناسی (حصہ دوم) ☆	۴۶	سوسوال (حصہ چہارم)
۶۶	قائم شناسی (حصہ سوم) ☆	۴۷	سوغاتِ دانش

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
۶۷	قرآن اور روحانیت	۸۶	کتاب العلاج (روحانی علاج)
۶۸	قرآن اور نورِ امانت	۸۷	گوزالِ اسرار
۶۹	قرآن پاک اسمِ اعظم میں	۸۸	کوزہ کوثر
۷۰	قرآن حکیم اور عالمِ انسانیت (حصہ اول)	۸۹	گلہائے بہشت
۷۱	قرآن حکیم اور عالمِ انسانیت (حصہ دوم)	۹۰	گنجِ گرانمایہ
۷۲	قرآنی سائنس (حصہ اول)	۹۱	لب لباب
۷۳	قرآنی سائنس (حصہ دوم)	۹۲	لعل و گوہر
۷۴	قرآنی سائنس (حصہ سوم)	۹۳	مطالعہ روحانیت و خواب
۷۵	قرآنی سائنس (حصہ چہارم) ☆	۹۴	معراجِ روح
۷۶	قرآنی علم و حکمت کے جواہر ☆	۹۵	معرفت کے موتی (حصہ اول)
۷۷	قرآنی مینار	۹۶	معرفت کے موتی (حصہ دوم)
۷۸	قرۃ العین	۹۷	مفتاحِ الحکمت
۷۹	قوانین قرآن	۹۸	مفید انٹرویو
۸۰	کارنامہ زرتین (حصہ اول)	۹۹	مناجاتِ علمی
۸۱	کارنامہ زرتین (حصہ دوم)	۱۰۰	منصوبہ کارنامہ
۸۲	کارنامہ زرتین (حصہ سوم)	۱۰۱	میزان الحقائق
۸۳	کارنامہ زرتین (حصہ چہارم) ☆	۱۰۲	میوہ بہشت
۸۴	کتاب العلاج (قرآنی علاج)	۱۰۳	نقوشِ حکمت
۸۵	کتاب العلاج (علمی علاج)	۱۰۴	ولایت نامہ

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
	فارسی تصانیف	۱۰۵	ہزار حکمت (تا ویلی انسائیکلو پیڈیا)
	آئینہ جمال	۱۰۶	ہشت بہشت ☆
۱۲۲	جواہر معارف	۱۰۷	ہفت دریائے نورانیت ☆
	تراجم	۱۰۸	یا علیؑ مدد
	پیر پندیات جوانمردی		بروشسکی تصانیف
۱۲۴	تجہیز و تکفین	۱۰۹	اسفر کئی بسی
۱۲۵	شرافت نامہ	۱۱۰	انامی بروشسکی
۱۲۶	فصول پاک	۱۱۱	بروشسکی اردو ڈکشنری ☆
	کتاب الولایہ	۱۱۲	بروشسکی بروچنگ
۱۲۸	گلدستہ ای از گلزار مولوی معنوی	۱۱۳	بروشسکی جواہر پارے
۱۲۹	گلشن خودی	۱۱۴	بروشو برکس
۱۳۰	مطلوب المؤمنین	۱۱۵	بہشتی اسفرک
	نور ایقان	۱۱۶	دیکارن
۱۳۲	نور عرفان	۱۱۷	دیوان نصیری
۱۳۳	وجہ دین (حصہ اول)	۱۱۸	سوینے برک
۱۳۴	وجہ دین (حصہ دوم)	۱۱۹	شمول بوق
۱۳۵	وجہ دین منتخب	۱۲۰	منظومات نصیری
۱۳۶		۱۲۱	نغمہ اسرافیلی

☆ غیر مطبوعہ



www.monoreality.org

ISBN 190344042-4



9 781903 440421